گلستانِ آلِ محمدؐ
جلد دوم
ترجمہ
روضۃ الکافی
تالیف
ثقۃ الاسلام ابوجعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی
مترجم
مولانا شوکت حسین سندرالوی

# گلستانِ آلِ محمدؐ

جلد دوم

ترجمہ

# روضہ کافی

تالیف

ثقۃ الاسلام ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی

مترجم

مولانا شوکت حسین سندرالوی

ناشر

المہدی فاؤنڈیشن خوشاب

ملنے کا پتہ

حق برادرز الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب: ........ گلستان آلِ محمد ترجمہ روضہ کافی (جلد دوم)
تالیف: ........ ثقۃ الاسلام ابوجعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی
نام مترجم: ........ مولانا شوکت حسین سندرالوی
رابطہ ........ المہدیؑ فاؤنڈیشن پاکستان
سندرال ضلع خوشاب
فون0302-6396705
طبع ........ اول
قیمت ........
ناشر ........ المہدیؑ فاؤنڈیشن لاہور پاکستان
ملنے کا پتہ ........ حق برادرز 56 جی الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور
فون0333-4431382

# فہرست

247...... حماد بن عثمان کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ کے پاس اس طرح آیت تلاوت کی جس طرح معروف ہے ﴿ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ﴾ جو تم میں سے دو عادل ہوں (سورہ مائدہ آیت نمبر 9) تو فرمایا ﴿ذُوا عَدْلٍ مِنْكُمْ﴾ ہے اور یہ اس جگہ پر قرآن لکھنے والے قرآن نے خطا سے واؤ کے بعد الف لکھ دیا

یہ آیت کفارہ شکار میں بیان ہوئی ہے اور یہ مکمل آیت اس طرح ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾ کہ اے ایمان لانے والو جس وقت تم احرام کی حالت میں ہو شکار کو قتل نہ کرو جو تم میں سے جان بوجھ کر شکار کرے گا اور قتل کرے گا تو اس کا بدلہ چوپایوں میں سے ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے قتل کیا جس کے بارے میں تم میں سے دو منصف حکم لگا دیں گے اور یہ قربانی کعبہ پہنچائی جائے گی اور قرأت کی بنا پر چاہیے کہ دو عادل آدمی فیصلہ کریں اور تو مشہور قرأت امام کی بنا پر چاہیے کہ وہ شخص جو عادل ہے وہ اس میں فیصلہ کرے اور تعداد اس میں معتبر نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ دو قرائتیں ایک ہی معنی میں آئی ہیں مرآۃ العقول میں اس حدیث میں اسی کا اشارہ ہے)

248...... (۲) احمد بن ابو نصر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے امام باقرؑ سے نقل کیا کہ امامؑ نے فرمایا اس آیت کو اس طرح پڑھو ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ (لَمْ تُبْدَ لَكُمْ) إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ نہ پوچھو ان چیزوں کے بارے میں (جو کہ تمہارے لئے واضح نہیں ہیں) اگر تمہارے لئے واضح ہو جائیں تو تمہیں بری لگیں (مائدہ آیت نمبر ۱۰۰) (جو کچھ چھپا ہوا ہے بعض یعنی کہ جو چیز تمہارے لئے ظاہر نہیں ہوئی اور جو آیت میں نہیں ہیں اور ممکن ہے مراد امام کی اس آیت پر تفسیر ہو اور وہ اسی طرح ہے جو حدیث نمبر 249 میں ہے لیکن یہ حدیث زیادہ طریقہ سے تحریف کی گئی ہے اس کی بحث اصول کافی جلد 4 میں جو عدم تحریف پر ہے اور اس قسم کی احادیث کی وضاحت کی ہے وہاں ملاحظہ کریں)

249...... (۳) محمد بن مروان کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا﴾ اور تیرے رب کا مکمل کلمہ سچ اور عدل سے انجام ہوا ہے اور اچھائی و نیکی سے ہی تیرا رب سچ اور عدالت پر ہے میں نے عرض کیا اس مقام پر حسنی مراد ہے فرمایا اس سے مراد حسنی ہے۔

**ایک آیت کی تفسیر!......250** (۴) عبداللہ بن قاسم بطل کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿**وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ**﴾ اور ہم نے اسی کتاب میں بنی اسرائیل کی یہ خبر دے دی تھی (فیصلہ کر دیا تھا کہ تم ضرور بالضرور زمین میں دو مرتبہ فساد کرو گے (بنی اسرائیل آیت نمبر۴) (اس رو سے خدا کی سنت تبدیل نہ ہوگی اور رسولؐ خدا نے بھی فرمایا ہر وہ کام جو بنی اسرائیل میں واقع ہوا ہے بے کم و کاست اس امت میں بھی اسی کی مانند واقع ہوگا یہ تاویل اس آیت کی اس امت کی ہے) ایک علیؑ بن ابی طالبؑ کا قتل اور دوسرا نیزہ مارنا حسنؑ بن علیؑ کو ہے اس کے بعد فرماتا ہے ﴿**وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا**﴾ اور تم ضرور بڑی سرکشی کرو گے اس سے مراد حسینؑ کا قتل ہے پھر فرماتا ہے ﴿**فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا**﴾ پھر جب ان دونوں میں سے پہلے وعدہ کا موقع آیا یعنی حسینؑ کے خون کے خواہاں کا وقت آیا ﴿**بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ**﴾ ہم نے تمہارے برخلاف اپنی قوت والے بندے بھیج دیئے فرمایا اس سے وہ لوگ مراد ہیں کہ خدا ان کو قائم آل محمدؐ کے آنے کے وقت بھیج دے گا پس وہ خون اور (مسئول خون) آل محمدؐ سے باقی نہ چھوڑیں گے سوائے اس کے وہ ان لوگوں کو قتل کر دیں گے ﴿**وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا**﴾ اور یہ وعدہ پورا ہو کے رہا یعنی آنا قائم آل محمدؐ کا ﴿**ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ**﴾ پھر ہم نے تم کو ان پر غلبہ دیا یعنی آنا حسینؑ کا اپنے ستر اصحاب کے ساتھ (زمانہ رجعت میں) کہ اپنا گلہ دو سروں والا سر پر رکھے ہوں گے اور لوگوں کو پہنچیں گے وہ یہ ہے کہ اس کا آنا اس مقام پر کہ اس میں مومنین ہرگز شک و تردد نہیں کرتے اور جان لو کہ وہ دجال اور شیطان نہیں ہے اور حضرت حجت قائم ابھی بھی ان کے درمیان موجود ہیں اور جب اچھی حضرت حسینؑ کے بارہ میں معرفت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے گی تو اس وقت حضرت حجت امام مہدیؑ کو موت آ جائے گی اور وہ شخص کہ جوان کو غسل دے گا اور کفن و حنوط کرے گا اور دفن کرے گا وہ یہی حسینؑ بن علیؑ ہوں گے اور کوئی شخص دفن و کفن میں سوائے ان کے وصی کے اور امام کے نہیں ہو سکتا۔

(یہ آیت جیسا کہ معلوم ہے بنی اسرائیل کے بارے میں اور ان کے احکام توریت کی مخالفت میں اور قتل شعیبؑ و زکریاؑ و یحییٰؑ کے بارے میں نازل ہوئی اور مراد ﴿**بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ**﴾ سے جیسا کہا گیا بخت نصر و جالوت اور اس کے لشکر والے ہیں اور مراد ﴿**ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ**﴾ سے دانیالؑ کا آنا ہے اور ان کو نکالنا بخت

نصر کے پیروکاروں کا شام سے ہے اور یا فتح داؤد کی جالوت پر ہے اور آسودہ کرنا بنی اسرائیل کو ان کے شہر سے ہے اور امام نے بھی اس وجہ سے دو مقدے جو متن میں (ان کے درمیان ہوئے) اس کا اشارہ کیا کہ ایک آیت ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا﴾ اور ہرگز اللہ کی سنت تبدیل نہ ہوگی اور حدیث نبوی ﴿أَمَا وَاللّٰهِ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا لِمَنْ طَبَقَ سُنَّةَ بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ وَالْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ﴾ کہ اسی طرح اس امت میں بھی ہوگا جو بنی اسرائیل میں واقعہ ہوا ہے اور اس کی مثالیں احادیث میں بہت زیادہ ہیں یہ آیت قتل علی بن ابی طالب اور نیزہ مارنا حسن بن علی کو اور قتل کرنا حسین بن علی کا اور فتح پایا خون حسینؑ کے طلب گار کا زمانہ ظہور حضرت مہدیؑ میں اور حسینؑ اور ان کے اصحاب کا آنا تاویل ہوا ہے (یہ تھا ملخص مرحوم مجلسی کا جو انہوں نے ذکر کیا ہے)

## ابوذرؓ غفاری کا ربذہ کی طرف خروج!....... 251

.....(۵) ابوجعفر خثعمی کہتے ہیں جب عثمان نے ابوذرؓ کو مدینہ سے ربذہ روانہ کیا تو جناب امیر المومنینؑ و عقیل و حسنؑ و حسینؑ اور عمار یاسرؓ ان کی مشایعت کے لئے ان کے ساتھ چلے اور ان کو الوداع کیا اور جس وقت امیر المومنین خدا حافظ کرنے لگے تو فرمایا اے ابوذر بے شک تم فقط خدا کی رضا کے لئے (عثمان کے سامنے) غضبناک ہوئے ہو پس تم اسی سے امید رکھو جس کی خاطر غضبناک ہوئے ہو وہی اجر دے گا اور بے شک یہ لوگ (عثمان اور اس کا گروہ) تیرے وجود سے اپنی دنیا پر خوف زدہ ہو گئے اور (انہوں نے اپنی دنیا پر تیرا مزاحم ہونا دیکھا) لیکن تم نے ان کے کاموں میں اپنے دین کے بارے میں خوف کیا ہے اور اس وجہ سے انہوں نے تمہیں یہاں سے نکال دیا اور بلا و مصیبت کی آزمائش میں آ گئے تیرا دین محفوظ ہو گیا اور خدا کی قسم اگر تمام آسمانوں اور زمین کے راستے بند کر دیئے جائیں اور وہ بندہ پرہیز گاری اور تقویٰ اختیار کرے تو خدا اس کے لئے وسعت (ان بلاؤں اور مصیبت میں) مقرر فرماتا ہے اے ابوذرؓ پس گویا ایسا نہ ہو کہ کوئی چیز تمہیں حق اور سچ تمہارے لیے سوائے انس کے ہم دم نہ ہو اور کوئی چیز سوائے باطل و نادرست تمہیں خوف میں نہ ڈالے پھر عقیل نے کہا اور انہوں نے بات کی کہ اے ابوذر تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہم تمہیں دوست رکھتے ہیں اور ہم بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ تم ہمیں دوست رکھتے ہو اور ہمارے حق کی رعایت کرتے ہو جو کچھ دوسرے لوگ سوائے ان سے تھوڑوں کے کہ انہوں نے اسے ضائع کیا ہے اور تیرے ہے خدا سے جزا طلب کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے تمہیں یہاں سے نکال دیا ہے اور تمہیں بے وطن کر دیا ہے اس کی جزا خدا پر ہے اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ بدن کی بلاؤں سے بھاگنا بزدلی ہے اور فوراً تندرستی اور رفع بلا مانگنا ناامید ہے (یعنی اگر حاضر تحمل بلا کو نہ رکھے ہو گا وہ بے تاب شخص ہو اور اگر خیال کرو کہ اس کا رفع ہوتا ہوتا نہیں ہے اور اپنے

آپ سے کہے کہ کیوں اس بلا سے نجات نہیں ہوتی تو یہ خدا کی بارگاہ سے ناامید ہونے کی دلیل ہے) پس ناامید و بے تابی کو اپنے سے دور رکھو (اور مردانہ وار ہے) اور کہو ﴿حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ میرے لئے اللہ کافی ہے اور وہ کیسا بہترین محافظ وکیل ہے) پھر حضرت حسنؑ بن علیؑ نے بات کی اور فرمایا اے چچا ان لوگوں نے تم سے اس طرح کا سلوک کیا جو سامنے ہے اور بے شک خدا ان سب حالات سے واقف ہے اور وہ ان حالات کو دیکھتا ہے پس دنیا کے ذکر کو موت کی یاد اور اس کی جدائی سے مٹا دو اور یہ سختیاں جو تمہیں پہنچ رہی ہیں اسے آسودگی و سعادت کی خاطر جو آخرت تیرا سرانجام ہے اسے اپنے لئے ہموار کر لو صبر کرو تا کہ تم اپنے پیغمبرؐ سے ملاقات کرو اس حالت میں کہ وہ خوشنود اور راضی تجھ سے ہوں گے انشاء اللہ پھر حسینؑ نے بات کی اور فرمایا اے چچا خداوند عالم قادر ہے اس پر یہ حالت (جان خراش) کہ جو اس تکلیف و شدت کو آرام سے بدل دے کہ وہ وہ ہے کہ جو ہر کام ہر روز مصلحت سے انجام دیتا ہے (اور تغیرات و تحولات تمام کے تمام اس کے ہاتھ میں ہیں) بے شک ان لوگوں نے اپنی دنیا کو تم سے الگ کیا ہے اور تم نے بھی اپنے دین کو ان سے الگ کر لیا ہے آپ کس قدر اس سے بے نیاز ہیں جس سے آپ کو روکا گیا ہے اور وہ لوگ کوشش کرنے کے ساتھ بھی اس کے محتاج ہیں جو تم نے ان سے محفوظ کر لیا ہے آپ کو صبر گوارا ہو اور بے شک خیر خوبی و بھلائی صبر میں ہے اور صبر کو اختیار کرنا کریم صفت سے ہے اور بے تابی نہ کرو بے تابی تمہیں فائدہ نہ دے گی پھر عمار نے بات کا آغاز کیا اور اس طرح کہا اے ابوذر خدا اسے خوف و وحشت میں ڈالے گا جس نے تمہیں خوف میں ڈال دیا ہے اور اسے خوف میں ڈالے گا جس نے تمہیں خوف میں ڈالا ہے بے شک خدا کی قسم کوئی چیز لوگوں کو حق سے نہیں روک سکتی سوائے اس کے کہ جو اپنے دل کو دنیا اور اس کی محبت میں مبتلا کرے اور جان لو کہ اطاعت و فرمانبرداری پر تو اکثریت میں ہے (یعنی عام لوگ اکثریت کے تابع ہیں اگرچہ یہ اکثریت باطل پر ہی کیوں نہ ہو اور ممکن ہے مراد یہ ہو کہ اطاعت جماعت اہل حق کے ساتھ ہے) اور دنیا کی بادشاہی اور فرمانروائی اس شخص کے لئے جو طاقت و قوت کو اس پر صرف کرتا ہے اور بے شک اس گروہ نے لوگوں کو اس دنیا کی طرف آنے کی دعوت دی ہے اور ان لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا ہے اور اس کے مقابلے میں اپنے دین کو ان کے حوالے کر دیا ہے اور اس کے نتیجہ میں دنیا و آخرت کے نقصان کو حاصل کیا ہے اور یہ نقصان واضح اور یہی ہے پھر ابوذر نے بات کی اور کہا سلام اور رحمت خدا آپ تمام پر ہو میرے ماں باپ قربان ان چہروں پر جو میں دیکھ رہا ہوں اور جب میں ان چہروں کو دیکھتا ہوں تو مجھے رسولؐ خدا یاد آ جاتے ہیں اور میرے دل کی خوشی مدینہ میں رہنے میں صرف آپ لوگ ہی تھے لیکن میرا مدینہ میں رہنا عثمان کے لئے ناگوار تھا (اور مجھے اپنے کاموں میں مزاحم دیکھا) جیسا کہ شام میں بھی رہنا معاویہ پر ناگوار ہوا اور اس وجہ سے انہوں نے پختہ ارادہ کیا کہ مجھے کسی دوسرے شہر میں نکال دیں میں نے اس سے کہا تھا کہ مجھے

اس شہر کوفہ میں بھیج دیں اور مجھے کوفہ میں جلاوطن [illegible]
جہاں اس کا بھائی ولید بن عقبہ جو عثمان کا مادری بھائی تھا [illegible]
جلاوطن کروں گا جہاں پر تیرا کوئی ساتھی ہرگز نہ ہوگا اور تم کسی کی آواز نہ سنو گے [illegible]
مدد کے کچھ نہیں چاہتا اور خوف و وحشت میں میں اس کی پناہ میں ہوں مجھے کوئی خوف نہیں [illegible]
اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس پر توکل کرتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا بھی پروردگار ہے اور ہمارے آقا محمدؐ اور ان
کے اہل بیتؑ پر درود و سلام ہو

**ظہور کی بعض علامات!۔۔۔۔** 252(۶) عبدالرحمن بن مسلمہ جریری کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا دشمن (اور شیعہ کے مخالف) ہماری سرزنش کرتے ہیں اور جھوٹا جانتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ دو آسمانی آوازیں آئیں گی تو وہ کہتے ہیں کہ جس وقت دو آسمانی آوازیں آسمان سے آئیں گی تو حق کی آواز باطل کی آواز سے کیسے پہچانی جائے گی تو امامؑ نے فرمایا کہ تم نے ان کو کیا جواب دیا میں نے عرض کیا ہمارے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا جو میں ان سے بیان کرتا فرمایا ان کو جواب دو کہ جب یہ آواز بلند ہوگی تو اس وقت ہر شخص اس آواز کے آنے سے پہلے ایمان لے آئے گا اور تو باور کرے گا اور اس کی تصدیق کرے گا خدا فرماتا ہے کہ ﴿أَفَمَنْ يَهْدِيْ إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّيْ إِلَّا أَنْ يُهْدٰى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ﴾ آیا وہ شخص جو حق تک پہنچ دے اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جس کو خود راستہ نہیں ملتا جب تک کوئی اور اس کو راستہ نہ بتلا دے پس تم کو کیا ہو گیا ہے کہ کیسے فیصلے کرتے ہو (سورہ یونس آیت نمبر ۳۵) (گویا کہ مراد امامؑ کی یہ ہو کہ حق کی آواز اس طرح ہے کہ تمام اس کو پہچانیں گے کیونکہ منادی حق حق کی ہدایت کرے گا اور باطل کی آواز باطل کو بلائے گی اور حق و باطل ان لوگوں کے لئے کہ جو اس سے پہلے حق پر ایمان لائیں گے روشن و آشکار ہے (ذرہ ذرہ اس ارض و سما کا جانتا ہے کہ وہ کس جنس سے ہے بیابان و گیاہ ہے) اگلی حدیث میں بھی اس کی وضاحت ہے)

253 (۷) داؤد بن فرقد کہتے ہیں ایک عجیلہ کے شخص نے اس حدیث کو سنا اور کہا کہ (ظہور کے وقت) دن کے اول وقت میں منادی ندا کرے گا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ فلاں فلاں کا بیٹا اور اس کے پیروکار شیعہ نجات یافتہ ہیں اور دن کے آخری حصہ میں منادی دوسری ندا کرے گا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ عثمان اور اس کے پیروکار نجات پا گئے ہیں اس مرد عجلی نے کہا کہ اس صورت میں ہم نہیں جانتے کہ کون سچا ہے اور کون سی آواز جھوٹی ہے امامؑ نے اس کے جواب میں فرمایا تصدیق کرو اس کی اور اس اپنے سچ کو جھوٹ کہنے والے سے پہچانو) وہ شخص جو اس آواز کے آنے سے پہلے ایمان لائے گا بے شک خدا

سے کہا کہ یہ محمد بن علیؑ ہیں جو یہاں بیٹھے ہیں، اس وقت داؤد [illegible] اور آنحضرت سے [illegible]
لیکن منصور دوانیقی اپنی جگہ سے نہ اٹھا یہ دونوں آئے اور حضرت ابوجعفر [illegible] حضرت نے [illegible]
فرمایا کیا چیز مانع ہوئی کہ جبار (سرکش) تمہارا (یعنی منصور) بھی (تمہاری طرح) [illegible]
کی طرف سے عذرتراشی کی اور اظہار کیا کہ وہ آپ کے پاس آنے سے معذور تھا حضرت باقرؑ نے فرمایا [illegible] خدا
کی قسم ابھی چندرات و دن نہ گزریں گے کہ وہ دور زمین کے بڑے طاقتوں کو اپنے قبضہ میں لے [illegible] لوگ
اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور پھر اکڑ کر چلنے والے اس کے سامنے جھک جائیں گے اس کے بعد تخت سلطنت ہاتھ میں
لائے گا داؤد بن علی نے کہا کیا ہماری سلطنت وحکومت آپ کی حکومت سے پہلے ہوگی فرمایا ہاں اے داؤد تمہاری حکومت
ہماری حکومت سے پہلے ہوگی اور تمہاری سلطنت ہماری سلطنت سے پہلے ہے داؤد نے کہا خدا آپ کے کاموں میں بہبودی
رکھے کہا (ہماری سلطنت) کی کوئی مدد بھی ہے فرمایا ہاں اے داؤد خدا کی قسم تم ہر ایک سلطنت بنی امیہ کے مقابلے میں دو
دن اور ایک سال کے مقابلے میں دو سال سلطنت وحکومت کرو گے (مجلسی کہتے ہیں کہ شاید مراد حضرت کی یہ سمجھانا کہ
اصل کثرت وزیادہ مدت سلطنت بنی عباس کی بنی امیہ سے ہے اس طرح کہ متعدد دن ہے سمجھانے کثرت کرتیں اور لیک
کہنے کے ہے اگرچہ دو دفعہ سے زیادہ ہوگی جیسے کہ جانتے ہیں کہ مدت سلطنت بنی عباس چندین برابر مدت سلطنت بنی
امیہ کی طرح تھی) اور ہر حالت میں تمہارے بچوں کو مقام سلطنت ملے گا اس طرح کہ جیسے بچے گیند کے ساتھ کھیلنے میں ایک
ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی طرف پلٹاتے ہیں داؤد بن علی (نے جب اس بات کو سنا) تو خوش خوش آنحضرتؑ کے پاس سے
اُٹھا اور منصور کے پاس آیا اور اسے اس خوشخبری سے آگاہ کیا اور جب داؤد وسلیمان بن خالد گئے تو حضرت نے سلیمان کو
پیچھے سے آواز دی اور فرمایا اے سلیمان بن خالد (یعنی بنی عباس) پیوستہ خوشی وآسائش سے حکومت کریں گے یہاں تک
کہ ہمارا خون ناحق اور ہمارا اور اپنی طرف اشارہ فرمایا نہ گرالیں اور جب بھی ان کے ہاتھ اس خون سے آلودہ ہوں گے اور
اس وقت زمین کے نیچے والا حصہ ان کے لئے بہتر اس کے اوپر کی زمین سے ہوگا اور اس زمانہ میں زمین میں ان کی مدد ہوگی
اور نہ آسمان میں اپنی عذرداری پھر سلیمان بن خالد آیا اور اس نے یہ واقعہ منصور سے بیان کیا منصور اٹھا اور خدمت امام باقرؑ
میں آیا اور آپؑ پر سلام کیا اور داؤد بن علی اور سلیمان بن خالد کی بات (آنحضرتؑ سے نقل کی تھی) امامؑ سے بیان کی حضرتؑ
نے فرمایا ہاں ابوجعفر تمہاری حکومت ہماری حکومت سے پہلے اور تمہاری سلطنت ہماری سلطنت سے پہلے ہے تمہاری
سلطنت سخت اور دشوار سلطنت ہوگی کہ اس میں ہمواری نہیں ہے اور ایک طویل مدت تک رہے گی اور خدا کی قسم تم ہر دن
سلطنت بنی امیہ کے برابر دو دن اور ہر سال کے دو سال حکومت کرو گے اور مقام سلطنت کو تمہارے بچے یہاں تک
جا پہنچیں کہ مردوں کے بعد ایک سے دوسرے کی طرف پلٹے گی اسی طرح کہ جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں اور وہ گیند ایک

دوسرے کی طرف پلٹتی ہے پھر فرمایا اور پیوستہ تمہاری سلطنت رونق رکھتی ہے اور اس میں خوشی حاصل کرو گے یہاں تک خون حرام (ناحق) ہمارا نہ گراؤ گے اور جب اس سے آلودہ ہو گے (اور خون ناحق ہمارا گراؤ گے) خدا تم پر غضبناک ہوگا اور حکومت وسلطنت تمہاری تم سے لے لے گا اور تمہاری شوکت کو تم سے لے لے گا اور خدا ایک بندہ اعور اس کے بندوں سے کہ جو اولاد ابوسفیان سے نہیں ہے تم پر مسلط کرے گا کہ نابودی تمہاری اس کے ہاتھ سے اور اس کے ساتھیوں سے ہوگی پھر امام نے اپنی بات کو روک دیا (اعور لغت میں چند معنی میں آیا ہے کہ جملہ ان سے ایک آنکھ والا بدخلق وہ شخص کہ جو بھائی ماں اور باپ نہ رکھتا ہو اور مراد حضرتؑ کی اس جگہ یہ ہے کہ جیسا کہ مجلسیؒ نے کہا ہے کہ ہلاکو خان تو وہ چنگیز خان ہے کہ وہ بغداد میں آیا اور آخری خلیفہ عباسی مستعصم کو قتل کیا اور بغداد کو اپنے قبضہ میں لیا اور سلطنت بنی عباس ختم ہوگی)

## ظہور قائم کی دو علامتیں!۔۔۔۔257

(۱۱) مفضل بن مزید کہتے ہیں ایام (شورش) عبداللہ بن علی میں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ ان کے درمیان اختلاف ہوگا فرمایا اس بات کو چھوڑ دو (اور انتظار ان کی نابودی کا نہ کرو) کہ تباہ کاران کو اسی جگہ سے جہاں سے ان کے سامنے آئے ہیں (یا شروع ہوا) پیش آئے گا۔

وضاحت! اس حدیث کو سمجھنا لازمی ہے پہلے حدیث نمبر 254 کا مطالعہ کریں امام جعفر صادقؑ نے اس حدیث میں فرمایا جسے تم دوست رکھتے ہو (یعنی ظہور حکومت حقہ اور قائم آل محمدؐ کا آنا) نہ دیکھو گے مگر اس وقت کہ جب بنوفلاں (اس سے مراد بنی عباس ہے) اختلاف کریں گے آخر تک مفضل راوی جو اس حدیث کا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس حدیث کو فقط سنا ہوا تھا مشاہدہ اختلاف بنی امیہ کے درمیان ہوگا اس لیے اس کی وضاحت کو پوچھا اور امام سے عرض کیا ان کے درمیان اختلاف پیدا ہوگا (اور جیسا کہ خبر دی گئی ہے کہ ان کی حکومت کتنا شروع ہوگی اور ہم حکومت حقہ کا انتظار کرتے ہیں) حضرتؑ نے اس کے جواب میں فرمایا یہ اختلاف منظور نہیں ہے اور نابودی ان کی اسی جگہ سے شروع ہوگی کہ جہاں سے ان کی صلاح قائم ہوگی اس مقام پر دو مطلب کی اس حدیث میں وضاحت کی جاتی ہے (۱) یہ کہ مراد عبداللہ بن علی سے کون ہے (۲) مراد امام کی اس جمہ حدیث سے کیا ہے ﴿اِنَّمَا يَجِيءُ فَسَادُ اَمْرِهِمْ مِنْ حَيْثُ بَعُدَ اِصْلَاحُهُمْ﴾

پہلے کی وضاحت میں مجلسیؒ کہتے ہیں شاید مراد عبداللہ بن علی عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس منصور دوانیقی ہو کیونکہ حضرتؑ نے ان کو اپنے جد حق کی طرف منسوب فرمایا ہے اور عبداللہ بن علی کہا ہے اور دوسرے موضوع میں یعنی جیسا کہ ظہور ان کی حکومت کا اس شخص کے پاس تھا کہ جو مشرق کی زمین سے آیا اور اس سے مراد یہی ابومسلم خراسانی ہے اور اسی طرح ختم ہونا ان کی حکومت کا نیز اس کے ہاتھ سے ہوا کہ وہ اسی علاقہ سے آیا تھا مراد ہلاکو خان نوہ چنگیز ہی ہو لیکن ہماری

نظر میں مراد عبداللہ بن علی ہے جو منصور کا چچا تھا اور اس کا اقتدار ... بنی امیہ ... اس ... زیادہ مؤثر تھا اور اس نے بنی امیہ سے سخت جنگیں لیں (اس کی وضاحت ابن اثیر ... مورخین نے اپنی کتب میں درج کی ہیں) اور ابوالعباس سفاح نے اس کو حکومت شام کی طرف منصوب ... بعد منصور کی بیعت نہ کی اور علم مخالف منصور میں بلند کیا اور خود کو خلیفہ ابوالعباس جانا اور شام سے لوگوں کو اپنی بیعت ... بلایا اور جمع ہو کر لوگوں نے اس کی بیعت کر لی یہاں تک کہ منصور دوانقی ناچار ہو گیا اور سنہ 137 ہجری میں ابومسلم خراسانی اس کے ہٹانے کے لئے بھیجا اور ابومسلم بہت سا لشکر لے کر اس کے مقابلے میں آیا اور نصیبین میں جنگ ہوئی جو ... تک جاری رہی بالآخر عبداللہ بن علی کو شکست ہوئی اور وہ خود فرار ہو گیا اور بصرہ چلا گیا اور اپنے بھائی سلیمان بن علی (والی بصرہ) کے گھر میں پوشیدہ ہو گیا یہاں تک کہ ایک سال کے بعد بالآخر منصور کی بیعت کی اور اس نے منصور سے ... (شرح ابن اثیر نے حوادث سال 137 و 138 میں اس کا ذکر کیا ہے)

اور دوسرے موضوع میں بھی بعید نہیں اگرچہ مجلسیؒ نے اس کا احتمال دیا ہے بعض روایات پر توجہ کرنے سے زیادہ مضبوط ہے اور مراد آنحضرتؐ کی یہ ہوگی کہ اسی طرح بنی عباس کے لئے تصرف خلافت اور بنی امیہ کی حکومت کا ختم ہونا بنی امیہ کا ظلم وستم آلِ محمدؐ اور امیرالمؤمنینؑ کے شیعوں پر نظر آتا تھا اس سے فائدہ اٹھایا اور ان کے ظلم و تعدی کو اپنی تبلیغات کا ذریعہ قرار دیا اور لوگوں کو ان پر متحرک کیا گیا اور ان کو مٹانے کے لئے ان لوگوں کو آمادہ کیا گیا اور خود بنی عباس کی نابودی بھی اسی وجہ سے شروع ہوئی اور ظلم وستم کے کام اور تعدی ان کی اولاد فاطمہؑ اور شیعان علیؑ کی نسبت اس مقام پر پہنچی کہ ان کے مخالفین نے اسی نقطہ سے ان کی کمزوری سے فائدہ حاصل کیا جو ان کی حکومت کے ختم ہونے کا سبب بنی اور ہم جب تاریخ اختتام بنی عباس کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اہم ترین ان کی نابودی کا ذریعہ یہی ظلم وستم تھا جو وہ بہت زیادہ کرتے تھے ہوا ہے اور اس ظلم کو شیعوں پر کرنا روا رکھتے تھے اور یہی ان کی تعدی تھی کہ جس نے ان کی زمین پر ہلاکو خان کے تسلط کو بغداد تک پہنچایا اور مستعصم قتل ہوا مؤرخین لکھتے ہیں کہ میر ابوبکر بن مستعصم (آخری خلیفہ بنی عباس ہلاکو خان کے ہاتھوں قتل ہوا) اس کے اثر میں کہ جو شیعوں سے عداوت رکھتا تھا اور لشکر کے ایک گروہ کو محلہ کرخ بغداد جو شیعان علیؑ کا مسکن تھا بھیجا تاکہ اس جگہ کو وہ غارت کر دیں اور جماعت ایک بڑی جماعت سادات بنی ہاشم کی اس نے اسیر کر لی تھی اور ان کی ہزار سے زیادہ عورتوں کو جو علویات اور غیر علویات تھی قید کر لی تھیں اور ان کو برہنہ سر گھوڑوں کی پشتوں پر سوار کیا اور بازار سے گزارا تھا اور اس قسم کی مثالیں جو تاریخ میں بنی عباس کی سابقہ تھیں درج ہیں اور یہی امر اس کا سبب ہوا اور مؤید الدین علقمی تمی جو مستعصم کا وزیر تھا (اس کا نام ابوطالب محمد بن علی بن محمد تھا) اور وہ خود شیعوں سے تھا صدد کے درمیان جانے سے نکلا اور اسی وجہ سے وہ خط پوشیدہ ہلاکو خان کو دیا جو فتح بغداد سے لیے تھا لیکن قدرت خلیفہ عباسی کا اسے وہم تھا اسے لکھا کہ وہ بغداد کی فتح کا

پختہ ارادہ کر لیا اور یہی خط ہلاکو خان سے اس طرف آنے کا سبب ہوا اور اس نے بغداد کو فتح کرنے اور بنی عباس سے خلافت لینے کا پختہ ارادہ کیا اور مؤید الدین علقمی کی مدد سے یہ کام اس سے موافق ہوا اور سال 565 ہجری میں بغداد میں داخل ہوا اور مستعصم کو بھی قتل کیا اور اسی ترتیب سے ان کی خلافت و حکومت ختم کر دیا

258 .....(۱۲) بدر بن خلیل ازدی کہتے ہیں میں امام باقرؑ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ حضرتؑ نے فرمایا قائمؑ سے پہلے دو علامتیں ظاہر ہوں گی جو ہبوط آدمؑ کے دن سے لے کر اس وقت تک ظاہر نہیں ہوئی ہیں ایک سورج گہن نصف ماہ رمضان میں اور دوسری یہ کہ چاند کو گہن لگنا آخر ماہ رمضان میں ایک شخص نے کہا اے فرزند رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سورج آخر مہینے میں گہن لگتا ہے اور چاند کو نصف ماہ میں امامؑ نے فرمایا اس چیز کو جو تم کہتے ہو میں اسے جانتا ہوں لیکن یہ دو علامتیں ہیں جو ہبوط آدم کے دن سے ابھی تک پیش نہیں آئی ہیں

## فضیلت شیعہ!

259----(۱۳) عمرو بن ابو مقدام کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا میں اور میرے باپ گھر سے باہر نکلے اور (مسجد نبوی میں) قبر اور منبر کے درمیان پہنچے تو وہاں پر ایک شیعوں کا گروہ موجود تھا میرے باپ نے ان کو سلام کیا پھر فرمایا خدا کی قسم میں تمہاری بو اور جانوں کو دوست رکھتا ہوں پس تم میری مدد کرو اس دوستی اور ارپارسائی سے اور کوشش سے اور جان لو کہ ولایت (دوستی) ہماری نہیں ملتی ہے سوائے پارسائی اور کوشش کے اور جو کوئی شخص تم سے (ان خدا کے بندوں میں سے) امام و اپنا پیشوا قرار دے گا تو اسے چاہیے کہ وہ ان کے کردار و رفتار پر عمل کرے تم ہی خدا کے پیروکار ہو تم ہی خدا کے مددگار ہو تم ہی دین پر پیشی لے گئے ہو تم ہی آخرین پر پیشی لے گئے ہو تم ہی دنیا میں سابقین ہو تم ہی آخرت میں پیشی لے گئے ہو جو جنت کی طرف جائیں گے اور ہم ہی خدا کی طرف سے ضامن ہیں اور وہ ضمانت جو رسولؐ خدا نے تمہیں دی ہے اور تمہیں جنت کی ضمانت دی ہم اس کے بھی ضامن ہیں اور بہشت کے درجوں میں کوئی بھی تم سے زیادہ درجات میں نہ ہوگا پس فضیلت درجات بہشت کو پا کر ایک دوسرے سے رفاقت کرنے والے ہو تم پاک ہو اور تمہاری عورتیں بھی پاک عورتیں ہیں ہر عورت ایمان کی وجہ سے حور خوبصورت آنکھوں والی ہے اور ہر مرد ایمان کی وجہ سے ایک صدیق ہے امیر المومنینؑ نے قنبر (اپنے غلام) سے فرمایا اے قنبر خوش خبری سن لو اور خوش خبری دے دو اور خوش حال رہو کہ خدا کی قسم جب رسولؐ خدا اس دنیا سے رحلت کی تو صرف شیعہ تمام لوگوں میں سے سخت غمگین تھے جان لو کہ ہر چیز کے لئے ایک عزت اور شان و شوکت ہے اور اسلام کی عزت ہمارے شیعہ ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ ہر چیز کا ایک ستون ہے اور اسلام کا ستون شیعہ ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ ہر ایک چیز کا سر ہے اور اسلام کا سر شیعہ ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ ہر چیز کے لئے شرافت ہے اور اسلام کی شرافت شیعہ ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ ہر چیز کا ایک آقا ہے اور مجلس کا آقا اور محفل

فرماتا ہے ﴿ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ﴾ اور ان کے دلوں میں جو کچھ کینہ ہوگا ہم اس کو نکال دیں گے اور وہ تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بھائی بھائی کی حیثیت سے بیٹھیں گے (سورہ حجر آیت نمبر ۴۷) بے شک ہمارے شیعہ چار آنکھیں رکھتے ہیں دو آنکھیں سر میں اور دو آنکھیں دل میں آگاہ ہو جاؤ کہ سب اسی طرح ہیں لیکن خدا نے تمہاری آنکھوں کو روشن کیا اور ان لوگوں کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے

261 (۱۵) عنبسہ بن مصعب کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں تنہائی اور پریشانی کی حالت میں مدینہ کے لوگوں سے دوری میں رہ کر خدا سے اپنی شکایت کرتا ہوں یہاں تک کہ تم مدینہ میں آجاتے ہو اور میں تمہیں دیکھ لیتا ہوں اور خوش ہو جاتا ہوں اگر ... باقی اور ... خلوت مجھے اجازت دیتی تو میں طائف میں اپنا گھر بناتا اور اس جگہ پر رہائش رکھ لیتا اور تمہیں بھی اپنے ساتھ اسی جگہ پر رکھ لیتا اور جگہ دیتا اور اس خدا کے سامنے عہد کرتا کہ اس علاقے میں جس میں ہم اور ان کی برائی ہم تک نہ پہنچے (اور نقصان کو نہ دیکھتا)

262 (۱۶) یونس بن یعقوب کہتے ہیں کہ کمیت شاعر نے اس شعر کو امام جعفر صادقؑ کے لئے لکھا اور کہا ﴿ أَخْلَصَ اللّٰهُ لِي هَوَايَ فَمَا أُغْرِقُ نَزْعًا وَلَا تَطِيشُ سِهَامِي ﴾ یعنی خدا نے میرے عشق اور خلوص کو تمہارے لئے پاک کر دیا ہے کہ جیسے کمان کو نہیں کھینچتے تو میرا تیر خطا نہیں کرتا۔ امامؑ نے اس سے فرمایا اس طرح نہ ہو کہ میں تیر کو نہیں کھینچتا بلکہ کہو ﴿ فَقَدْ أُغْرِقُ نَزْعًا وَلَا تَطِيشُ سِهَامِي ﴾ کمان کو اس طرح کھینچتا ہوں کہ تیر نشانے سے نہیں ہٹتا۔

وضاحت۔ مجلسیؒ نے اس حدیث میں چند معنی ذکر کیے ہیں کہ جملہ ان سے یہ ہے کہ جب کوئی مداح کسی کی مدح کرتا ہے تو معمول کے مطابق حق سے دور ہو جاتا ہے اور مبالغہ اور جھوٹ میں چلا جاتا ہے اور مراد امامؑ کی یہ ہے کہ ہمارے بارے میں مطلب اس طرح نہیں ہے بلکہ وہ اندازہ جو مبالغہ میں سے جانے وہ حق اور سچائی سے دور نہ لے جائے اور واقعہ کے مطابق واضح ہو اور احتمال مجلسیؒ سے شاید مراد امامؑ کی یہ ہو کہ تمہیں چاہیے کہ تم مبالغہ گوئی اور جھوٹ کی طرف آگے ہو جاتے ہو اور اس سے فرمایا کہ اپنے اشعار میں طریقہ حق اور درست سے منحرف نہ ہو اور نہ ہو کہ کمان کو کھینچا کہ میرا تیر ہدف پر جا لگا بلکہ کہو کہ کمان کو بہتر طریقے سے کھینچا اور تیر بھی ہدف سے نہ ہٹا یعنی راہ محبت اور آپؑ کے عشق میں (راہ درست کو قائم رکھو اور سعادت و کامیابی بھی اسی کے قرینے سے ہوگی) اور فیضؒ نے بھی احتمال اس حدیث کے معنی میں دیا ہے کہ اس کا نقل کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ شاید مراد کمیت کی یہ ہو کہ چاہیے کہ خدا کی حمد کو بجا لایا جائے اس پر کہ بغیر کوشش و سعی خدا اس حالت کو و فتح اپنی مراد پر پہنچایا ہے اور اس مطلب کو بسبیل استعارہ و تمثیل کے ذکر کیا ہے اور شعر کے معنی

اس طرح کے ہیں کہ خدانے چاہا کہ میرے لئے اپنی مدد پہنچائے۔ میں جو نیک کام کرنے میں تلاش و کوشش کرتا ہوں اور یہ اس طرح ہے کہ میں کوشش کرتا ہوں کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح تاکہ میں اپنے مقصد تک پہنچوں میرا تیر ہدف تک پہنچے اور کام میرا اوفق مراد پر انجام پائے اور امام نے اس تاویل کو پسند فرمایا اور مقصد یہ ہے کہ جو شخص اپنے دل میں جو کام کرتا ہے وفق پر اس کی مراد کے مطابق ہو جائے اس بارے میں تلاش و کوشش کرتا ہے اور خدا بھی ہمیشہ بغیر اسباب و علل طبیعی کے اس کام کو انجام نہیں دیتا پس بہتر ہے کہ توفیق خدا و تلاش و کوشش با اجابت خدا اپنے چاہنے پر کیا جائے اور تیرا میل کامرانی کا سبب اور مقصود و ہدف تک تیرا قریب ہے اور یہ کہ خدا سے قبول کی جائے کہ تلاش اور تیری کوشش کو وہ بے ثمر نہ کر دے اور تیرے گناہ معاف کر دے۔

## مجلس امام حسینؑ !

263 (۱۷) سفیان بن مصعب عبدی کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ ام فروہ سے کہو کہ ادھر آؤ اور سنو کہ ہمارے جد کے لئے کیا کہا گیا ہے سفیان کہتے ہیں کہ ام فروہ آئی اور پس پردہ بیٹھ گئی پھر امام جعفر صادقؑ نے مجھ سے فرمایا کہ ہمارے لئے مرثیہ پڑھو میں نے کہا اے ام فروہ نثار کرو اپنے گرتے آنسوؤں کو۔ ام فروہ نے جب اس بیت کو سنا تو گریہ کیا اور دوسری عورتوں نے بھی جو اس گھر میں موجود تھیں اپنی صدائے گریہ کو بلند کیا امام جعفر صادقؑ نے فرمایا گھر کے دروازے کو گھر کے دروازے کو (شاید مراد یہ ہو کہ دروازے کو بند کرو کہ دشمن سمجھ جائیں گے کہ یہاں مجلس سوگواری امام حسینؑ برپا ہے) اہل مدینہ کے لوگ گھر کے دروازے پر آ کر جمع ہو گئے (کہ یہاں دیکھیں کیا خبر ہے) تو امام جعفر صادقؑ نے ایک شخص کو ان کے پاس بھیجا اور اس نے لوگوں سے کہا کہ ہمارا ایک بچہ

غش کھا کر گر گیا تھا اور عورتیں اس وجہ سے شیون کرتی ہیں (سفیان بن مصعب عبدی ایک شعرا کوفہ سے تھا اور شیعان اہل بیت سے تھا اور سماعہ ایک حدیث امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے گروہ شیعہ اپنے فرزندوں کو عبدی کے شعر کی تعلیم دو کہ وہ دین خدا پر ہے اور ام فروہ امام جعفر صادقؑ کی دختر ہے اور اس کی والدہ فاطمہ بنت حسینؑ ہے جیسا کہ مفید نے ارشاد میں فرمایا اور مراد حضرت کی اس سے یہ ہے کہ فرمایا ﴿ مَاصَنَعَ بِجَدِّهَا ﴾ اس کا مادری جد حضرت امام حسینؑ بن علیؑ ہے اور اس روایت سے سمجھا جاتا ہے کہ کام سخت ترین حکومت مدینہ اور مخالفین امر سوگواری حسینؑ بن علیؑ پر کس قدر اور کس حد تک ہو چکے تھے)

264 (۱۸) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جس وقت (جنگ خندق میں) رسولؐ خدا نے خندق کو کھودا مسلمان کو ایک سخت پتھر ملا (کہ اس کا توڑنا ان کے لئے انتہائی مشکل ہوا) رسولؐ خدا نے ہتھوڑے کو امیرالمومنینؑ کے ہاتھ سے یا

سلمان کے ہاتھ سے لیا اور اس پتھر پر ضربیں ماریں اور وہ تین ٹکڑے ہو گیا رسول خدا نے فرمایا یہ ضرب جو میں نے ماری ہے خزانہ بادشاہ ایران و روم میرے لئے فتح ہو گیا یک ان دو شخص نے (جن کا ذکر ہوا) نے اپنے رفیق سے کہا کہ ہمیں وعدہ خزانہ بادشاہ ایران و روم کا دیا گیا ہے اس حد تک کہ (شدت خوف سے) ہم اس ایک ہاتھ منحنی دشمن سے کم رکھتے ہیں) ہم قادر نہیں ہیں کہ قضائے حاجت کے لئے باہر نکل سکیں۔

265 ..... (۱۹) اور نیز امام جعفر صادق نے فرمایا کہ خدا کی ایک ہوا ہے جسے ازیب کہتے ہیں اور اگر اس میں سے دیکھنے والی آنکھ جتنا ہوا اور اس سے ہوا کو بھیجا جائے تو وہ جو کچھ بھی آسمان اور زمین کے درمیان ہے اس کو جلا دے گی اور یہی جنوب کی ہوا ہے

## پیغمبرؐ اسلام کا ایک بارش کا معجزہ!۔۔۔266

(۲۰) ابو العباس زریق کہتے ہیں امام جعفر صادق نے فرمایا کہ ایک بڑی جماعت رسول خدا کے پاس آئی اور آپ سے شکایت کی کہ اے رسول خدا ہم قحط سے دوچار ہو گیا ہے اور چند سال ہو گئے کہ خشک سالی ہے خدا سے دعا کریں کہ وہ بارش ہمارے پاس بھیج دے رسول خدا نے حکم دیا کہ منبر لگا دو اور گھر سے باہر آ گئے اور دعا کی اور لوگوں کو حکم دیا کہ تم آمین کہو تو جبرائیل نازل ہوئے اور کہا اے محمد لوگوں سے کہو کہ خدا نے وعدہ کیا ہے کہ فلاں دن اور فلاں وقت بارش تمہارے پاس آئے گی لوگ اس دن اور اس وقت کا انتظار کرنے لگے اور گننے لگے یہاں تک کہ مقرر کردہ وقت آ گیا خدا نے ایک ہوا بھیجی اور وہ ہوا بادل کو خود لے آئی اور آسمان کو اس نے چھپا دیا اور اپنا دہانہ کھول دیا (بارش اس شدت کا تھا) کہ وہی لوگ جو رسول خدا کے پاس آئے تھے پھر آئے اور کہنے لگے اے رسول خدا خدا سے دعا کرو کہ اب مزید بارش روک دے کہ ہم اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ ہمیں غرق ہونے کا خطرہ ہے جب تمام لوگ اکٹھے ہو گئے تو رسول خدا نے دوبارہ اپنے ہاتھ دعا کے لئے بلند کیے اور لوگوں سے کہا کہ تم آمین کہو تو ایک شخص نے (ان لوگوں سے) بلند آواز سے کہا دعا کو بلند آواز سے پڑھیں کہ ہم بھی اس کو سن لیں کیونکہ وہ تمام دعا جو آپ پڑھتے ہیں ہم اس کو سن نہیں سکتے فرمایا کہو ﴿ اَللّٰهُمَّ حَوَالِيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ صَبَّهَا فِيْ بُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَفِيْ نَبَاتِ الشَّجَرَةِ وَحَيْثُ يَرْعٰى اَهْلَ الْوَبَرِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَلَاتَجْعَلْهَا عَذَابًا ﴾ اے ہمارے رب ہمارے اطراف میں ہم پر بارش نہ برسا اس بارش کو دشتوں کے شکموں پر برسا اور درخت کے تنوں پر برسا اور بلند جگہوں پر جہاں گلہ دار چرتے اور اپنے حیوان چراتے ہیں خدایا اس کو ہمارے لئے رحمت قرار دے اور اسے ہمارے لئے عذاب قرار نہ دے

267۔۔ (۲۱) زریق کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بجلی کی چمک (بادل) سے ظاہر نہیں ہوتی جب رات کی تاریکی ہو جاتی ہے دن کی روشنی مگر یہ کہ بارش اس کے ساتھ ہوتی ہے (یعنی اس بجلی کے بعد بارش ہوتی)

268 (۲۲) ابن عرزمی نے مرفوع بیان کیا ہے کہ امیرالمومنینؑ سے پوچھا گیا یہ بادل کہاں ہیں فرمایا درختوں پر اور ان کے سائے میں اور دریا کے کنارے میں کہ اس مقام پر جمع ہوتے ہیں اور جب خدا ارادہ کرتا ہے تو ان کو کسی جگہ پر جاری کرے تو ہوا کو بھیج دیتا ہے تاکہ وہ ان کو لے لے اور فرشتے جو اس پر نگران ہیں تاکہ اس کو وہ چیر دیں اور یہ وہی برق ہے (جو تم دیکھتے ہو) اور یہ بادل اسی ترتیب سے بلند ہوتے ہیں پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی ﴿وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ﴾ اور اللہ وہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ بادل کو ابھار لاتی ہیں پھر ہم اس بادل کو مردہ شہر کی طرف ہنکا دیتے ہیں (سورہ فاطر آیت نمبر ۹) اور اس فرشتے کا نام (جو بادل کو ابھارتا ہے) رعد ہے (امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، جب خدا کو منظور ہوگا کہ اپنی مخلوق کو مبعوث فرمائے تو چالیس دن متواتر آسمان سے زمین پر پانی برسائے گا جس کے ذریعے سے جوڑ باہم مل جائیں گے اور گوشت اگ آئے گا تفسیر امام حسن عسکری میں ہے کہ صور دو مرتبہ پھونکا جائے گا پہلی مرتبہ کے پھونکے جانے کے بعد خدا اس سمندر کو جس کو اس نے بحرالمسجور فرمایا ہے اور جو ایسا ہے جیسے انسان کا پانی ہو اس سے زمین پر بارش ہونے کا کام لے گا پس جان اس کا پانی پرانے سے پرانے مردوں کو چھوئے گا تو وہ زمین سے نکل آئیں گے اور زندہ ہو جائیں گے)

**معنی شریف حسب!۔۔۔** 269 (۲۳) مثنی حناط اور محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جو کوئی بھی اپنی زبان سے سچ کہے تو اس کا کردار بھی پاک ہوگا اور جو کوئی اپنی نیت کو بہتر رکھے ہوگا تو خدا اس کے رزق میں اضافہ کرے گا اور جو کوئی اپنے گھر والوں سے خوش اخلاق ہوگا تو خدا اس کی عمر میں اضافہ کرے گا

270 (۲۴) امام جعفر صادقؑ نے اپنے جد علیؑ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ خداوند متعال نے اولاد آدم سے فرمایا اگر تمہاری آنکھیں بعض چیزوں کے دیکھنے میں جو تم پر حرام کی گئی ہیں اور تجھ سے تنازع کریں تو پس میں تمہیں دو پلک اوپر اور نیچے کے ذریعے سے اس کے مقابل میں مدد کروں گا پس ان دو کو اکٹھا نہ کرو اور ان کی طرف نگاہ نہ کرو، اور اگر تیری زبان تم سے تنازع کرے بعض باتوں کے کہنے کا جو میں نے تم پر حرام کی ہیں پس میں ان کو دو طبقہ لبوں سے اس کی مدد کروں گا پس ان دو کو اکٹھا نہ کرو اور بات نہ کرو اور اگر تیری فرج تجھے تنگ کرے بعض ان چیزوں میں کہ بعض ان سے تم پر حرام کی گئی ہیں تو میں تیری دو طبق کے ذریعے مدد کروں گا ان دو کو اکٹھا نہ کرو اور حرام کام کو انجام نہ دو (مجلسیؒ کہتے ہیں کہ شاید مراد دو طبق سے اخیر کے جملہ میں دونوں ران ہوں اور مرحوم فیضؒ نے بھی احتمال دیا ہے

کہ جلد ۳ وافی جز 14 اول باب مواعظ اللہ میں اس کا ذکر کیا ہے)

271 (۲۵) ایک بنی ہاشم سے وابستہ شخص کہتا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں کہ اگر کسی شخص میں یہ ہوں تو اس سے خوبی کی امید مت کرو وہ شخص جو عیب سے شرم نہ رکھتا ہو اور پوشیدہ طور پر خدا سے نہ ڈرتا ہو اور بڑھاپے میں گناہ سے ہاتھ نہ کھینچتا ہو

272 (۲۶) حجال کہتے ہیں کہ جمیل بن دراج سے کہا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے جب بھی کوئی کسی قوم کا شریف تمہارے پاس آتا ہے تو اس کی عزت کرتے ہو اس نے کہا ہاں میں نے کہا شریف کون سا شخص ہے میں نے کہا میں نے اس مطلب کو امام جعفر صادقؑ سے پوچھا اور آنحضرتؑ نے فرمایا کہ شریف وہ شخص ہے کہ مال رکھے اور میں نے پوچھا حسیب شخص (حسب دار) کون سا شخص ہے فرمایا وہ شخص کہ جو اپنے مال کے ذریعہ سے اور یا اپنے مال کے علاوہ اچھے کام انجام دے میں نے پوچھا کرم و بزرگواری کیا ہے فرمایا تقویٰ و پرہیزگاری ہے

273 (۲۷) سکونی کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا رسولؐ خدا نے فرمایا کہ کتنا سخت ہے غم واندوہ عورتوں کا اور کس قدر موت کی جدائی دور ہے (یعنی یہ جدائی جو موت سے حاصل ہوگی) اور ان سب سے زیادہ سخت فقر و تنگدستی ہے کہ اس کا صاحب (کسی کے سامنے) تملق و چاپلوسی کرتا ہے (کہ شاید کوئی چیز اسے مل جائے) لیکن کوئی چیز اسے نہیں دی جاتی

**یاجوج ماجوج!۔۔۔۔** 274 (۲۸) ابن عباس کہتے ہیں کہ امیر المومنینؑ سے خلق کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضرتؑ نے فرمایا خدا نے ایک ہزار دو سو (1200) مخلوق خشکی میں پیدا کی ہے اور بارہ سو (1200) دریا میں اور اولادِ آدم کی ستر (70) جنسیں ہیں اور تمام لوگ اولادِ آدم سے ہیں سوائے یاجوج ماجوج کے (یعنی یہ دونوں جنس آدم سے نہیں ہیں)

275 (۲۹) ابو بصیر کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ تمام لوگوں کے تین گروہ ہیں ایک وہ گروہ ہے کہ وہ ہم سے ہے اور ہم ان سے ہیں اور ایک گروہ وہ ہے جو خود کو ہماری طرف منسوب کرتا ہے اور ایک گروہ وہ ہے کہ وہ لوگ ہیں کہ جو ایک دوسرے کو ہمارے ذریعہ سے کھا جاتے ہیں (اور ہمارے نام سے لوگوں سے استفادہ مادی حاصل کرتے ہیں)

276 (۳۰) فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا جب بھی دیکھا جاتا ہے کہ ناداری اور ضرورت مندی زیادہ ہوگئی ہے اور لوگ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے اور دوسروں کی فکر نہیں کرتے تو اس حالت میں امر خدا پر قائم رہو (یعنی منتظر ظہور حضرت قائمؑ پر رہو) میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان میں ناداری اور ضرورت مندی کے معنی تو جانتا ہوں لیکن

لوگوں کا نہ پہچاننا ایک دوسرے کو یعنی یہ کیا ہے فرمایا ایک شخص تم میں سے کسی دینی برادر دینی کے پاس جاتا ہے اور اس سے درخواست کرتا ہے اور وہ اسے دوسری نظر سے دیکھتا ہے اس کے علاوہ جو پہلے اس نظر سے اسے دیکھتا تھا نہیں دیکھتا اور اس سے اس طرح بات کرتا ہے کہ پہلے وہ اس سے اس طریقہ سے بات نہیں کرتا تھا

277 (۳۱) علی بن حسینؑ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے امیر المومنینؑ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا رزق حماقت کے ساتھ بندھا ہے اور محرومیت عقل و خرد کے ساتھ اور مصیبت صبر و بردباری کے ساتھ (یعنی احمق شخص غالباً زیادہ فروان رزق رکھتا ہے اور عاقل شخص اس سے محروم ہے اور فشار زندگی میں پھنسا رہتا ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اس دنیا میں رزق کا حصول غالباً تملق و چاپلوسی کرنے سے نااہلوں کے ہاں امید کرنے والے کے لئے اور عقل مند شخص یہاں حاضر ہوتا اور بدن کو تکلیف دیتا ہے اور اس کے پاس آنے کو اور یہ ضرورت کے لیے لیتا ہے اور دنیا پرست خدا سے بے خبر تملق کرتے ہیں اس وجہ سے غالباً سختی اور فشار زندگی میں مبتلا ہیں اور یہ ناعاقل و احمق ہیں کہ جو مال کے سبب کے لئے ہر پست حصہ سے کھاتے ہیں اور تملق ہر کس و ناکس کے لئے حاضر ہے اور اسی سبب سے مال کا حصول زیادہ ہوگیا ہے اور حافظ شیرازی نے اس بارے میں کتنا بہترین جملہ کہا ہے جہاں بمردم ناداں دهد زمام مراد تو اہل دانش و فضلی ہمین گناہت بس

## پیغمبر اکرمؐ کا ایک معجزہ!

278 (۳۲) عمر غدافر کے بھائی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھے چھ سو درہم یا سو درہم دیئے جو امام جعفر صادقؑ کے مال سے تھے (کہ میں اسے آنحضرتؑ تک پہنچادوں) اور یہ پیسے میرے جوال کے درمیان تھے اور جب صغیرہ پہنچا (جو ایک جگہ کا نام ہے) تو جوال پھٹ گیا اور جو چیز بھی اس میں تھی وہ گر گئی اور اس جگہ پر جو حاکم مدینہ تھا وہ آگیا اور اس نے مجھ سے کہا تم ہی ہو کہ جس کی گٹھلی وزن والی پھٹ گئی ہے اور جو کچھ تیرے پاس تھا وہ تم سے ضائع ہوگیا میں نے کہا ہاں اس نے جب مدینہ پہنچنا تو میرے پاس تھا آنا تا کہ میں اس کا عوض تمہیں دوں جس وقت میں مدینہ میں پہنچا تو امام جعفر صادقؑ کے پاس گیا آنحضرتؑ نے مجھ سے فرمایا اے عمر تیری خورجین ٹوٹ گئی اور جو کچھ تمہارے پاس تھا وہ ضائع ہوگیا میں نے عرض کیا ہاں فرمایا، وہ کچھ جو خدا نے تمہیں دیا بہتر ہے اس سے کہ جو تم سے لے لیا گیا ہے شک رسولؐ خدا کا ایک اونٹ گم ہوگیا اور لوگ (منافقین) کہتے کہ یہ وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ آسمان سے غیب کی خبریں مجھے ملتی ہیں لیکن یہ نہیں کہتا کہ (اور نہیں جانتا) کہ اس کا اونٹ کہاں ہے اسی وقت جبرائیلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ تیرا اونٹ فلاں درہ میں ہے اور اس کی فلاں مہار درخت کے ساتھ چکر کھائے ہے رسولؐ خدا منبر پر گئے اور حمد و ثنا خدا کی کی پھر فرمایا اے لوگو تم میرے اونٹ کے بارے میں پیٹھ کے پیچھے میرے بارے بڑی باتیں کرتے

ہو جان لو کہ وہ چیز جو خدا نے مجھے دی ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تم نے مجھ سے چھینی ہے اور جان لو کہ میرا اونٹ فلاں درہ میں ہے اور اس کی مہار فلاں درخت سے بندھی ہے تو جب وہ اس طرف گئے تو جیسا کہ حضرت نے بیان کیا تھا اسی طرف چلے گئے اور جس طرح رسولؐ خدا نے فرمایا تھا اونٹ وہاں پر پایا اس حدیث کے بعد امام جعفر صادق نے فرمایا ابھی حاکم مدینہ کے پاس جاؤ کہ اس نے جو وعدہ تم سے کیا ہے اس کو پورا کرے اور یہ تمہارے لیے وہ چیز ہے جو خدا نے تمہیں بطور رزق دی ہے اور تم نے اس سے اس کی درخواست نہیں کی

## رسولؐ خدا کا ایک خواب!۔۔۔۔۔

279 (۳۳) شعیب عقرقوفی کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق سے میں نے عرض کیا کہ ایک حدیث ابوذر نے کہی ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ لوگ اس کو پسند نہیں کرتے اور میں ان کو پسند کرتا ہوں میں موت کو دوست رکھتا ہوں اور ناداری وفقر کو دوست رکھتا ہوں اور بلاؤ گرفتاری کو دوست رکھتا ہوں

حضرتؑ نے فرمایا یہ کلام اس طرح نہیں ہے جیسے لوگ بیان کرتے ہیں (اور اس کے ظاہر سے فائدہ ہو) بلکہ مراد ابوذر کی یہ ہے کہ میں موت کو اطاعت خدا کے راستہ میں زیادہ زندگی سے جو خدا کی نافرمانی میں ہو دوست رکھتا ہوں (یعنی خدا کی نافرمانی کرنے کے بجائے موت بہتر ہے) اور بلا و فرمانبرداری خدا میں تندرستی سے پہلے دوست رکھتا ہوں قبل اس کے کہ میں خدا کی نافرمانی کروں اور ناداری و فرمانبرداری خدا کے راستے میں پسند کرتا کہ تونگری مجھے خدا کی نافرمانی کی طرف نہ لے جائے

280 (۳۴) علی بن عیسیٰ قماط نے اپنے چچا سے نقل کیا کہ اس نے کہا امام جعفر صادق سے میں نے سنا کہ انہوں نے فرمایا جبرائیل رسولؐ خدا پر نازل ہوئے اور اس وقت آنحضرت انتہائی پریشانی وغم کے عالم میں اور غمناک تھے جبرائیل نے عرض کیا اے رسولؐ خدا کیا وجہ ہے کہ میں آپؐ کو بہت پریشان اور غمناک دیکھتا ہوں فرمایا کہ گذشتہ شب ایک خواب دیکھا ہے جبرائیل امین نے عرض کیا کیا خواب دیکھا ہے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ میرے منبر پر چڑھے جا رہے ہیں اور لوگوں کو پیچھے ہٹاتے ہیں عرض کیا قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں اس خواب کے بارے میں کوئی خبر نہیں رکھتا پس جبرائیل آسمان پر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد خدا نے چند آیات کے ساتھ انہیں زمین پر بھیجا تا کہ ان آیات سے پیغمبر کا دل مطمئن ہو جائے (اور وہ آیات یہ ہیں) ﴿أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ○ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ○ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يُمَتَّعُونَ﴾ کیا تم نے غور کیا کہ اگر ہم ان کو چند برسوں تک فائدہ پہنچائیں پھر بھی ان پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور جن چیزوں سے یہ نفع اٹھا چکے ہیں وہ ان کو کچھ فائدہ نہ دیں گی (سورہ شعراء آیت نمبر ۲۰۷۔۲۰۵) اور نیز خدا نے ان آیات کو نازل

فرمایا ﴿ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴾ بے شک ہم نے اسے نازل کیا شب قدر میں اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (سورۃ قدر) جو ان لوگوں کے لئے ہوگی اور خدا نے اپنے نبیؐ کے لئے ایک شب کو ان ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا جن میں سلطنت بنی امیہ کے ہاتھ میں رہے گی

281 (۳۵) عبدالاعلیٰ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے معنی پوچھے ﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ پس ان لوگوں کو جو امر رسولؐ سے مخالفت کرتے ہیں اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ ان پر کوئی مصیبت آ پڑے یا ان کو دردناک عذاب پہنچے (سورہ نور آیت نمبر ۶۳) فرمایا مراد اس سے کہ دین میں فتنہ و بلا ہے اور یا زخم ہے کہ خدا اس کے سامنے اسے جزاء اور اس کا بدلہ نہ دے گا

282 (۳۶) عبدالاعلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا آپؑ کے شیعہ ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہیں اور ایک دوسرے کے لئے برے ہیں بہتر ہے میں آپؑ پر قربان ذرا نظر ان کے حال میں فرمائیں حضرتؑ نے فرمایا میں ارادہ رکھتا ہوں کہ ان کو خط لکھوں کہ دیگر اختلاف میرے بارے میں نہ کریں میں نے عرض کیا اب تک ہم اس طرح کے خط کے آج تک نیازمند نہ ہوئے ہیں پھر فرمایا کہاں اس طرح کی چیز ممکن ہے مروان اور ابن ذر کے ساتھ ہونا عبدالاعلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اس بات سے یہ گمان کیا کہ آنحضرتؑ اس طرح کا خط نہ لکھیں گے پھر آنحضرتؑ کے پاس سے میں اٹھا اور اسماعیل (جو آپؑ کا فرزند تھا) کے پاس آیا اور ان سے کہا اے ابو محمدؑ، میں نے آپؑ کے باپ کو تو اس میں جو شیعہ اور ان کی جو دشمنی ہے بیان کیا اور انہوں نے فرمایا کہ میں ارادہ رکھتا ہوں کہ ان کو خط لکھوں کہ وہ اس میں میرے بارے میں اختلاف نہ کریں اسماعیل نے کہا میرے باپ نے مروان اور ابن ذر کا نام نہ لیا میں نے کہا کیوں نہیں کہا اے عبدالاعلیٰ بے شک تمہارا ہم پر حق ہے اسی طرح ہمارا بھی تم پر حق مقرر کیا گیا ہے اور خدا کی قسم تم ہمارے حق کے ادا کرنے میں زیادہ جلدی کرنے والے نہیں ہو اور جس طرح ہم تمہارے حقوق کو ادا کرتے ہیں پھر کہا میں اس بارے میں غور کرتا ہوں پھر فرمایا اے عبدالاعلیٰ کیوں نہیں چاہیے کہ لوگ ایک مذہب کے پیروکار ہوں اور ایک رہبر دین کی طرف توجہ کریں اور اس سے احکام حاصل کریں اور اس کے بارے میں اختلاف نہ کریں اور اپنے کاموں کو اس کے ذریعے مستند کریں اور اس کے بارے میں اختلاف نہ کریں اور اپنے کاموں کو اس کے ذریعے مستند نہ بنائیں اے عبدالاعلیٰ بے شک صاحب ایمان مرد کے لئے لائق نہیں ہے کہ جب دیکھے کہ اس کا بھائی درجات بہشت سے اس پر فوقیت رکھتا ہے اور اس کو

ایک درجہ نیچے کیا گیا ہے اور اس کیلئے دوسروں کے لئے بھی لائق نہیں ہے کہ سینہ زوری سے اپنے بھائی سے رد کرے کہ جو درجہ اس کو پہنچا ہے اسے ملے (اور اس کو اپنے سے دور کرے) بلکہ سعی کرے تا کہ اسے بھی اس درجہ تک پہنچائے اور خدا سے (اپنے لئے یا ان دوسروں کے لئے) مغفرت طلب کرے (مجلسی لکھتے ہیں مراد مروان اور ابن ذر دونضر اصحاب آنحضرتؑ سے ہیں کہ شاید ان کے درمیان اختلاف فہم اور ان کے درجات میں شدید سختی وجود رکھتی تھی اور مراد امام کی یہ ہے کہ لکھنا اس طرح کا خط رفع اختلاف میں اس کی مشائخ فہمی واختلاف مراتب فضیلت کے ہیں فائدہ نہیں رکھتا اور متحمل ہے کہ مراد ابن ذر سے عمر قاضی سنی ہو اور روایت میں ہے کہ وہ امام جعفر صادقؑ کے پاس آیا اور آنحضرتؑ سے مناظرہ کیا اور اس احتمال کی رو سے مراد حضرتؑ کی یہ ہے کہ یہ خط نزاع مخالفین ہمارے شیعوں کے درمیان سے ہٹا نہیں سکتا بلکہ اس کو مشکل تر کرتا ہے اور زیادہ شیعوں کے نقصان کا سبب بن سکتا ہے اور فیضؒ کہتے ہیں یہ دو مرد (مروان اور ابن ذر) وہ لوگ ہوئے ہیں کہ حضرتؑ کو خط لکھنے سے روکتے ہیں اور مراد یہ ہے کہ ان دو کی ممانعت سے کیسے اس طرح کا خط لکھا جائے)

**ایک آیت کی تفسیر!۔۔۔۔** 283(۲۷) ابوخالد کابلی کہتے ہیں امام باقرؑ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَاۗءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ﴾ مثلاً۔ خدا نے مثال بیان کی ہے ایسے مرد کی جس میں کئی ایک جھگڑالو حصہ دار ہیں اور ایک ایسے مرد کی جو سالم اور خالص ایک ہی شخص ہو آیا مثل میں دونوں برابر ہو سکتے ہیں (سورہ زمر آیت ۳۰) فرمایا کہ وہ شخص جس کے بارے میں جھگڑنے والے شریک ہیں وہ تو فلاں شخص اول صاحب ہیں (یعنی خلیفہ اول) کہ ان کی حکومت کے گرد بہت سے لوگ ہوں گے جو گروہ گروہ ہوں گے اور وہ ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہوں گے اور ایک دوسرے سے بیزاری کرتے ہوں گے اب رہے وہ شخص جو دوسروں کو تسلیم کرتے ہیں وہ پہلے برحق پیشوا اور اس کے شیعہ ہیں (یعنی علیؑ ہیں کہ انہوں نے رسولؐ خدا کو تسلیم کیا تھا) پھر فرمایا بے شک یہودی حضرت موسیٰؑ کے بعد اکہتر ا ے فرقوں میں ہو گئے اور ایک فرقہ ان سے جنت میں جائے گا اور ستر فرقے جہنم میں جائیں گے اور نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کے بعد بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور ایک فرقہ ان میں سے جنت میں جائے اور اکہتر فرقے دوسرے جہنم میں جائیں گے اور یہ امت اپنے پیغمبرؐ کے بعد تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئی اور ان سے بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور ان تہتر فرقوں میں سے تیراں فرقے وہ ہیں جو ہماری ولایت اور محبت کا دعویٰ کرتے ہیں ان میں سے بارہ فرقہ جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور ساٹھ فرقے تمام لوگوں کے بھی دوزخ میں جائیں گے (کہ تمام فرقے مل کر یہ بہتر ہوتے ہیں جو جہنم میں جائیں گے)

284 .....(۳۸) عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ باطل کی حکومت [illegible] لمبی ہے اور حق کی حکومت چھوٹی (کم) ہے

## امام قائمؑ کے ظہور کی علامات!

285 ---(۳۹) یعقوب سراج کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ آپ کے شیعوں کا فرج کا کون سا وقت ہے فرمایا جس وقت بنی عباس کے درمیان اختلاف پیدا ہوجائے گا اوران کی سلطنت کی بنیاد سست ہوجائے گی اور طمع کرنے لگیں گے ان کی سلطنت میں وہ شخص [illegible] اور عرب اپنی زنجیر اسارت کو کاٹ دیں گے (اور سلطہ سلاطین کے نیچے سے باہر آئیں گے) اور اپنی اپنی قوت کو ظاہر کریں گے اور وہ شامی (مراد سفیانی ہے) ظاہر ہوگا اور یمانی آئے گا اور حسنی حرکت کرے گا اور صاحب امر جو چیز رسول خدا سے ان کی وراثت سے پہنچا ہے وہ لے کر مدینہ سے مکہ کی طرف خروج کریں گے میں نے عرض کیا جو چیز رسول خدا سے وراثت میں ملا وہ کیا ہے فرمایا رسولؐ خدا کی تلوار اور زرہ اور عمامہ اور بردہ اور نیزہ اور پرچم اور سامان زین جو مخصوص ان کے ہیں ان کو اٹھائیں گے اور مکہ میں آجائیں گے اور تلوار کو غلاف (نیام) سے باہر نکالیں گے اور زرہ کو پہنیں گے اور پرچم کو بلند کریں گے اور برد اور عمامہ کو سر پر رکھیں گے اور مخصوص نیزہ کو ہاتھ میں لیں گے اور خدا سے اپنے ظہور کی اجازت واذن لیں گے اس وقت بعض آپ کے قریبی مطلع ہوجائیں گے اور حسنی کے پاس [illegible] حسنی قیام کرے گا اور اہل مکہ اس پر شورش کریں گے اور اس کے سر کو تن سے جدا کریں گے اور اس وقت صاحب الامر ظاہر ہوں گے اور لوگ ان کی بیعت کریں گے اوران کی پیروی کریں گے اس وقت شامی لشکر مدینہ میں بھیجے گا مگر خدا اس لشکر کو مدینہ میں پہنچنے سے پہلے ہی نابود کردے گا اس وقت جو کوئی بھی اولاد علی میں سے مدینہ میں رہتا ہوگا وہ مکہ کی طرف فرار کرے گا اور صاحب الامرؑ سے مل جائے گا صاحب الامرؑ عراق کی طرف چل پڑیں گے اور لشکر مدینہ بھیجیں گے تاکہ مدینہ کے لوگ امن پاسکیں اوراس جگہ سے واپس ہوجائیں گے

286 ..... (۴۰) مالک بن عطیہ نے کہا کہ بعض اصحاب کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ ایک دفعہ اپنے گھر سے غضبناک باہر تشریف لائے فرمایا (تھوڑی دیر کے بعد) اس سے پیشتر کہ [illegible] مدینہ سے ملے اورانہوں نے مجھے آواز دی لبیک یا جعفر بن محمد لبیک [illegible] سے اپنے گھر کی طرف واپس ہوگیا اور یہ بات کہ جو اس نے کہی تھی اور وہ مجھے [illegible] میں خوف [illegible] یہاں تک کہ اپنے سجدہ گاہ میں اپنے پروردگار کو سجدہ کیا اور اپنے چہرہ کو خاک آلود کیا اور اپنے آپ کو [illegible] اور وہ جو کچھ یہ مرد میرے بارے میں کہتا ہے میں اس کی بارگاہ میں بیزاری کرتا ہوں اور اگر عیسیٰ بن مریم سے متعلق جو کچھ

خدا نے ان کے بارے فرمایا تھا (کہ وہ اس کا بندہ تھا اسی طرح ان کی معرفت کروائی) لوگوں نے تجاوز کیا (اور اس کو بلند مرتبہ جانا) ملک والوں نے اس طرح کیا کہ کوئی دوسری بات نہ سنی اور اس طرح اندھے ہو گئے کہ دیگر ہرگز نہ دیکھ سکتے اور اس طرح لال ہو گئے کہ دیگر کوئی بات نہ کہی پھر فرمایا خدا لعنت کرے ابوالخطاب کو اور اسے آہن کے ساتھ کھینچا جائے

وضاحت! ظاہر یہ ہے کہ یہ شخص جس نے امام جعفر صادقؑ سے کہا لبیک وہ اصحاب و پیروکار ابوالخطاب سے ہوا ہے اور ابوالخطاب جس کا نام محمد بن مقلاص ہے ابتدا میں امام جعفر صادقؑ کے اصحاب سے تھا اور تدریجاً آنحضرتؑ کے بارے میں اس نے غلو کیا اور ان کی خدائی کا قائل ہو گیا اور اپنے آپ کو آنحضرتؑ کا پیغمبر قرار دیا اور عقائد باطلہ کا اظہار کیا اور ایک گروہ اس کا پیروکار ہو گیا اور یہ اسی طرح ہے کہ حاجی احرام باندھنے کے وقت لبیک کہتے ہیں یہ امام جعفر صادقؑ کے لئے لبیک کہتے ہیں اور یہاں تک کہ اسی کوفہ میں جو ان کا اصلی مرکز تھا اس میں بھی کبھی جعفر بن محمد کے نام کی تلبیہ کہتے اور بالآخر نیز اسی طور پر کہ حضرتؑ نے ان کے بارے میں لعنت کی تھی وہ آہن کے ذریعہ ہی قتل ہو گیا اور جیسا کہ کشی نے نقل کیا ہے عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس جو کہ منصور کی طرف سے کوفہ کا والی تھا جب اس نے سنا کہ ابوالخطاب نے دعویٰ نبوت کیا ہے تو ایک شخص کو بھیجا اور وہ اور اس کے پیروکاروں کو جو مسجد کے گرد جمع ہوئے تھے قتل کیا اور تنہا ایک آدمی کو ان سے جو زخمی ہو کر گر ارات کی تاریکی میں ان قتل ہونے والوں سے نکل گیا تھا

287 (۴۱) ایک شخص موالی امام موسیٰ بن جعفرؑ سے کہتا ہے کہ ایک شخص قریشی آنحضرتؑ کے پاس آیا تھا اور قریش و عرب اور ان کے فخر کو بیان کرنے لگا) تو حضرتؑ نے اس سے فرمایا اس بات کو بیان نہ کر دیکونکہ لوگوں کے تین گروہ ہیں عربی اور عرب سے وابستہ ہمارے شیعہ ہیں اور عجم غیر مسلمان اور عرب ہم ہیں اور وابستہ ہمارے شیعہ ہیں اور ہر وہ شخص جو ہمارے طریقہ پر نہیں ہے وہ عجم اور اسلام سے دور ہے اس قریشی مرد نے کہا ہے آپ تو اس طرح کہتے ہو پس فخر خاندان قریش اور عرب کا کیا ہو گا امام نے فرمایا مطلب یہی ہے کہ جو میں نے بیان کیا ہے

288 (۴۲) سلام بن مستنیر کہتے ہیں کہ میں نے امام باقرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا جس وقت امام قائم ظہور کریں گے تو ایمان کو ہر شخص ناصبی (اور دشمن اہل بیتؑ پر) پیش کیا جائے گا پس اگر وہ حقیقت سے ایمان لائے گا تو ٹھیک ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے گی یا اس سے جزیہ لیا جائے گا جیسا کہ آج اہل ذمہ سے (کفار کہ جو شرائط پناہ اسلام میں ہونے کے ناطے زندگی گزارتے تھے) اس کو ادا کریں گے اور اس سے ہی ان کی کمریں باندھیں گے اور ان کو شہروں سے نکال دیں گے اور دیہاتوں میں بھیج دیں گے (مجلسیؒ کہتے ہیں کہ شاید ادا کرنا جزیہ کا حکم مربوط آنحضرتؑ کے ابتدائی کاموں سے متعلق ہو اور آخر کار جزیہ ان سے قبول نہ کریں گے وگرنہ ظاہر یہ ہے کہ سوائے ایمان کے یا قتل ہونے کے کوئی چیز ان کی قبول نہ کی جائے گی اور مراد ہمیانی سے کہ ان کی کمر باندھ دیا جائے گا ظاہراً یہ ہو گا کہ خرچ کی مقدار ان کو

دیں گے تا کہ وہ شہروں سے باہر نکل جائیں اور یہ خرچ کی مقدار ان کے رزق سے خرچ ہوگا

## گفتار وکردار کے درمیان اختلاف!

289 (۴۳) امام باقرؑ نے فرمایا ایک دن میرے والد اس حالت میں تھے کہ آپؑ کے اصحاب آپؑ کے نزدیک موجود تھے تو ان سے کہا تم میں سے کون اس بات کے لئے حاضر ہے جو ایک ٹکڑا آگ جلانے والی کو اپنے ہاتھ میں لے لے اور اس کی حفاظت کرے تا کہ وہ بجھ جائے وہ سب لوگ جو حاضر تھے تمام کے تمام خاموش رہے اور کسی نے بھی ان کا جواب نہ دیا میں اٹھا اور میں نے کہا میری جان باپ اگر آپؑ اجازت دیں تو میں اس کام کو کرتا ہوں فرمایا کہ میری مراد تم نہیں ہو کیونکہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں (اور تم میرے خون کی طرح ہو) بلکہ یہ لوگ میری مراد ہیں اور یہاں تک کہ تین بار اس بات کو دہرایا (اور ہرگز کوئی شخص ان حاضرین میں سے حاضر نہ ہوا کہ وہ یہ کام کرے) پھر فرمایا کہ بے شک کسی قدر توصیف وتعریف (اور اظہار ایمان وحرف) بہت زیادہ ہے لیکن عمل کم ہے بے شک اہل عمل کم ہیں اور بے شک اہل عمل تھوڑے ہیں ہم ان کا حال جانتے ہیں کہ اہل عمل اور (اہل) حرف کو بخوبی پہچانتے ہیں اور یہ جو میں نے کہا یہ تمہارا راستہ گم کرنے کے لئے نہ تھا بلکہ اس لئے تھا کہ تمہیں آزمالوں اور تمہارے آثار کو یاد کرلوں (امام باقرؑ) نے فرمایا جس وقت میں نے اس بات کو اپنے باپ سے سنا خدا کی قسم مثل یہ تھی کہ زمین ان کو خود لرزا دیتی یہ شدت شرم وخجالت سے کہ جو اس میں ہاتھ ڈالتا یہاں تک کہ اس مقام پر میں جو لوگوں کی طرف دیکھتا ہوں خجالت کا پسینہ سر اور ان کے چہرے پر جاری ہوتا ہے اور آنکھیں زمین سے واپس نہیں پلٹتیں (سر جھکائے) جب میرے باپ نے اس حال کو ان سے مشاہدہ کیا تو ان سے فرمایا خدا تم پر رحم کرے میں خیر کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں چاہتا بے شک جنت کے درجات ہیں اور ان لوگوں کا درجہ جو اہل عمل سے ہیں اس طرح کا ہے کہ ہرگز ایک اہل حرف وتعریف سے جان لو کہ اس درجہ کو نہ پہنچ سکیں گے اور خدا کی قسم اس بات کو میرے باپ نے ان سے اس طرح بیان کیا کہ گویا کہ قید سے آزاد ہو گیا (اور ان سے فشار اور ناراحتی وشرم ساری جو ان کے ہاتھ میں تھی ان کے درمیان سے چلی گئی) (ان کو اس پر کوئی شرم وغیرہ محسوس نہ ہوئی)

290 (۴۴) موسیٰ بن بکر واسطی کہتے ہیں کہ حضرت ابوالحسنؑ نے مجھ سے فرمایا اگر میں اپنے شیعوں میں انصاف کروں تو سوائے زبان اور (اور اہل حرف) کے کوئی قیمتی نہ ہوگا اور اگر ان کی آزمائش کروں تو سوائے لوگوں کے جو دین سے پلٹ گئے نہیں ہیں اور اگر ان پر سختی کروں تو ہزار آدمیوں میں سے ایک نفر بھی سالم اس میں سے [illegible] اور اگر ان کو غربال کروں تو کوئی چیز سوائے اس کے جو مخصوص میرے ہیں غربال میں نہ رہے گا یہ دیر زمانہ کی بے [illegible] پر تکیہ کئے ہے اور کہتے ہیں کہ ہم علیؑ کے شیعہ ہیں اس صورت میں کہ تنہا علیؑ کا شیعہ وہ شخص ہے جس کا کردار اس کی گفتار کی

تصدیق کرے (اور اس کا عمل اس کے حرف کے ساتھ ایک ہو)

291 (۴۵) عبدالاعلیٰ مولیٰ آل سام کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ جب روز قیامت ہوگا تو خوبصورت عورت کو اس کی خوبصورتی جس نے فتنہ (وگناہ) میں مبتلا کیا ہوگا لایا جائے گا تو وہ عورت کہے گی کہ میرے پروردگار تم نے مجھے خوبصورت پیدا کیا اور اسی وجہ سے میں فتنہ میں مبتلا ہوگئی تھی تو مریمؑ کو اس کے سامنے لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ تم خوبصورت ہو یا یہ ہم نے اس کو خوبصورت پیدا کیا اور یہ فتنہ میں مبتلا نہ ہوئیں اور اسی طرح خوبصورت مرد کو اس کی خوبصورتی جس نے فتنہ (وگناہ) میں مبتلا کیا ہوگا لایا جائے گا اور وہ مرد کہے گا میرے پروردگار تم نے مجھے خوبصورت خلق کیا اور اس وجہ سے میں ان عورتوں میں مبتلا ہوگیا اور ان کے دیکھنے سے جو کچھ اس نے دیکھا تو اس کے سامنے یوسفؑ کو لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ تم خوبصورت ہو یا یہ ہم نے اس کو خوبصورت پیدا کیا اور اس حالت میں یہ فتنہ میں مبتلا نہ ہوا اور اسی طرح وہ شخص جس کو مصیبت آئی ہوگی اس کی ابتلاء جس نے اس کو فتنہ (وگناہ) میں مبتلا کیا ہوگا لایا جائے گا تو وہ شخص کہے گا پروردگارا تو نے مجھ پر بلاؤ مصیبت سخت کردی اور میں اس مصیبت میں مبتلا ہوگیا پس ایوبؑ کو لایا جائے گا اس شخص سے کہا جائے گا کیا تیری بلا سخت تھی یا ان کی بلا وہ بھی بلاؤ مصیبت میں گرفتار ہوا مگر وہ فتنہ میں مبتلا نہ ہوئے

292 (۴۶) اسماعیل بصری کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ تم (آزادانہ) جس جگہ پر بیٹھے ہو اور تعریف کرتے ہو اور (بے پروا) جو کچھ چاہتے ہو کہتے ہو اور جس سے چاہتے ہو کہ اس سے بیزاری کرو اس سے بیزاری کرتے ہو اور جس سے چاہتے ہو کہ اس کی نسبت اظہار دوستی کرتے ہو میں نے عرض کیا ہاں فرمایا کیا زندگی اس معنی کے علاوہ رکھتے ہو (مراد آنحضرتؑ کی یہ ہے کہ ابھی تمہارے آزادی کے کام (یعنی شیعوں کے) اپنے مقام پر پہنچے ہیں کہ آزادانہ محافل مذہبی کو تشکیل دیتے ہو اور بے پرواہ اپنے عقائد کا اظہار کرتے ہو زندگی کی لذت پاتے ہو اور بے شک جس وقت اس کی بنا ہوئی تو ملت وقوم اظہار اپنے عقیدہ میں آزاد ہے اور چاہیے کہ جو کچھ دل میں ہے زبان پر لائے اور آزادی بمعنی واقعی ان میں حکومت کرے اس طرح ملت زندگی کے معنی کو سمجھی ہے اور اس کی لذت کو پاتی ہے دگرنہ زندگی کا نام اس سے زیادہ نہیں ہے۔)

293 . (۴۷) ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ خدا رحمت کرے اس شخص پر جو ہمیں لوگوں کا محبوب بناتا ہے نہ کہ اس شخص پر جو لوگوں کو ہمارا دشمن بناتا ہے اور ہمیں منفور ان کا کرے (یعنی وہ ہم سے بغض رکھیں) پھر خدا کی قسم اگر یہی متن واصل ہمارے خوبصورت کلام کو لوگوں کے لئے بیان کرتا تو وہ زیادہ عزیز ہوتے اور کوئی بھی نا طاقت ہوگا کہ اس وجہ سے ان کی طرف دست درازی کرے لیکن ایک ان میں سے ایک کلمہ کو سن لے اور اپنے

سامنے پیش کرے یہاں تک کہ وہ ان کے سامنے سے گزر جائے )

294 (۴۸) ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ اور وہ لوگ جو دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل اس سے ڈرے ہوئے ہیں (سورۃ مومنون آیت ۶۰) فرمایا مراد ان کی شفاعت اور امید ہے جو وہ رکھتے ہیں اور اس کا خوف رکھتے کہ ان کے اعمال ان کی طرف واپس ہوں گے اس وجہ سے کہ خدا کی فرمانبرداری انہوں نے نہیں کی اور امید نہیں رکھتے کہ ان سے قبول ہو جائے (مجلسیؒ کہتے ہیں کہ شاید مراد شفاعت سے ان کی دعا و زاری ہو اور یہ اس طرح ہے کہ وہ یا تو خود ہی خدا کی بارگاہ میں شفاعت کرتے ہیں یا دوسرے کی شفاعت کرتے ہیں اس صورت میں ان کو مضاف تقدیر نے پکڑا اور ممکن ہے مراد شفاعت سے دوچند کردار ہو اور آخر میں کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ **شَفَاعَتُهُمْ شَفَقَتُهُمْ** ہے (جس کے معنی خوف کے ہیں) اور تصحیف ہوا ہے اور نسخہ وافی میں شفاعتہم کی جگہ پر اشفاقہم ہے اور اس کی ضرورت ہے ان تکلیف کی ضرورت نہیں ہے لیکن جیسا کہ نسخہ کافی جو ہمارے پاس موجود ہے اس میں یہی شفاعتہم ہے اور ہم بھی اس میں ہرگز تصرف نہیں کرتے ہیں)

295 ... (۴۹) ابوبصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو لوگوں کو گمراہی کی طرف بلائے مگر یہ کہ وہ کچھ پیروکار پیدا کر لیتا ہے

296 ... (۵۰) عبداللہ بن صلت کہتے ہیں کہ ایک شخص اہل بلخ سے کہتا ہے کہ اس سفر میں کہ جو امام رضاؑ نے خراساں کا کیا میں بھی آنحضرتؑ کے ساتھ تھا ایک دن کھانے کا دسترخواں طلب کیا اور تمام غلام سیاہ چمڑے والے اور دیگر کھانے کے دسترخواں پر آ گئے (یہاں تک کہ ان کے ساتھ کھانا کھایا) میں نے کہا میں آپؑ پر قربان بہتر تھا کہ ان کو الگ دسترخوان دے دیتے فرمایا خاموش رہ کیونکہ ہمارا پروردگار ایک ہے (اور تمام بندوں کا ایک خدا ہے) اور ماں (ہم سب کی) ایک ہی ہے اور ہمارا باپ بھی ایک ہے اور پاداش و جزا کردار و اعمال میں ملتی ہے

297 (۵۱) ابن سنان کہتے ہیں میں نے ابوالحسنؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ طبیعت و طبائع جسم چار چیزوں سے قائم ہے (۱) ہوا کہ انسان کی جان سوائے بدن اور اس نسیم کے زندہ نہیں رہ سکتی اور ہر درد اور عفونت کو بدن سے باہر نکال دیتی ہے (۲) زمین کہ خشکی اور گرمی اس سے پیدا ہوتی ہے (اور وجود ان دو کا انسان کے بدن کی سلامتی کے لیے لازم ہے) (۳) خوراک کہ خون اس سے پیدا ہوتی ہے مگر نہیں جانتے ہو کہ غذا معدے میں داخل ہوتی ہے اور معدہ اس کی خوراک فراہم کرتا ہے تاکہ وہ نرم ہو جائے پھر اس سے شیرہ لیتا ہے اور اس کے بعد طبیعت انسان اس شیرہ و خون بناتی ہے

اور اتفاق وتہ نشین اس کے نیچے لے جاتی ہے (۴) پانی جو کہ بلغم پیدا کرتا ہے

**خیر جنت میں ایک نہر ہے!۔۔۔** 298 (۵۲) حسین بن امین برادر مالک بن امین کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ ایک شخص دوسرے شخص کو کہتا ہے کہ جزاک اللہ خیرا اللہ تجھے جزائے خیر دے معنی اس خیر کے کیا ہیں فرمایا خیر نام کی ایک نہر جنت میں ہے جو کہ کوثر سے نکلی ہے اور کوثر ساق عرش سے نکلا ہے اس نہر کے نزدیک اوصیاء اور ان کے شیعوں کے مکان ہیں اور اس نہر کے دونوں کناروں پر لونڈیاں اُگ کر پیدا ہوں گی کہ اگر ان میں سے ایک اکھاڑلی جائے تو اس کی جگہ ایک دوسری پیدا ہو جائے گی اور ان لونڈیوں کے نام بھی اس نہر خیر کے نام پر ہوتے ہیں اور یہی معنی خدا کے اس کلام کے ہیں ﴿فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ﴾ اور ان جنتوں میں نیک سیرت اور خوبصورت عورتیں ہوں گی (سورہ رحمان آیت ۷۰) اور مراد کہنے والے کی (جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا) سے یہی مکانات ہیں جو خدا نے برگزیدہ اور بہترین مخلوق کے لئے تیار کر رکھے ہیں

299 (۵۳) ابوبصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ بے شک بہشت میں ایک نہر ہے اس کے دونوں کناروں پر حوریں پیدا ہوں گی اور جب مومن ایک ان سے لے لے گا جو اس کو اچھی لگے گی وہ اٹھائے گا تو خدا اس کی جگہ پر ایک اور حور کو پیدا کر دے گا

**قبہ گنبد!.......** 300 (۵۴) ابوحمزہ کہتے ہیں ایک رات میں امام باقرؑ کی خدمت میں تھا تو آنحضرت نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف کی اور فرمایا اے ابوحمزہ یہ گنبد ہمارے باپ آدمؑ کا ہے اور خدا نے اس گنبد کے علاوہ انتالیس گنبد اور بھی بنائے ہیں اور ان میں اس کی پیدا کردہ مخلوق رہتی ہے جو چشم زدن کے لئے بھی اس خدا کی نافرمانی نہیں کرتی (مراد گنبد سے اس حدیث میں آسمان ہے کہ سردی کی بلندی میں دیکھا جاتا ہے کہ یہ آسمان مربوط اس آدم وعالم سے ہے اور غرض یہ ہے کہ افلاک منحصر ان سے نہیں ہے کہ جسے ہم دیکھتے ہیں اور افلاک دوسرا (اور آج کی اصطلاح منظومہ شمسی دوسرے کے ساتھ) بھی عمل میں ہے کہ ہم ان کو نہیں دیکھتے ہیں اور ان میں مخلوقات کا وجود بھی ہے اور اس مطلب کو امام نے اس زمانہ میں فرمایا کہ ایک ایک معجزات علمی مکتب آئمہ اطہارؑ سے جانا جائے اگرچہ تجدید اس چالیس گنبد کا سمجھنا ہماری وعقل سے باہر ہے مرحوم فیض کہتے ہیں کہ یہ کلام اشارہ عالم مثال کی طرف ہے)

301 (۵۵) عجلان ابوصالح کہتے ہیں کہ ایک شخص امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آنحضرتؑ سے عرض کیا میں آپ پر قربان کیا یہ گنبد آدمؑ ہے فرمایا ہاں اور خدا بہت سے گنبد رکھتا ہے اور جان لو کہ ...

تمہارے اس مغرب کے پیچھے انتالیس اور مغرب ہیں جو سر زمین [illegible] ہیں اور خدا کی مخلوقات اس پر ہیں اور تمام اس نور سے استفادہ کرتے ہیں اور چشم زدن کے لئے بھی خدا کی نافرمانی نہیں کرتے [illegible] نہیں جانتے کہ آدم خلق ہوئے ہیں اور نہ (یعنی وہ ہمارے جہاں کی خبر نہیں رکھتے) اور فلاں وفلاں (اوّل ودوم) سے بیزاری کرتے ہیں۔

302 (۵۶) اسحاق بن عمار کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جو کوئی شخص نعلین (جوتے) اپنے کوتا نکا لگائے اور اپنے لباس کو سلائی کرے اور اپنی متاع کو (کہ مثلاً بازار سے خریدے) اور وہ خود اپنے گھر جائے تو وہ تکبر سے الگ ہے (اور یہ اس کی علامت ہے کہ وہ مرد متواضع ہے اور تکبر نہیں رکھتا)

303 (۵۷) مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ میں اور قاسم شرکی اور نجم بن حطیم اور صالح بن سہل مدینہ میں تھے اور ربوبیت (آئمہ) کے بارے میں مناظرہ وبحث کرتے رہے پس بعض ان سے کہنے لگے کہ یہ کیا بحث ہے جو کرتے ہو ہم ابھی امام کے نزدیک ہیں اور وہ بھی ہم سے تقیہ نہیں کریں گے اٹھو تا کہ آنحضرت کے پاس جائیں اور آنحضرت سے خود ہی اس کا مطلب پوچھتے ہیں) مفضل کہتے ہیں کہ ہم اٹھے اور خدا کی قسم ابھی آنحضرتؑ کے گھر کے دروازے پر نہ پہنچے کہ ہم نے دیکھا آنحضرتؑ (کہ ظاہراً مراد امام جعفر صادقؑ ہے) بغیر جوتا اور عبا کے گھر سے باہر آئے اور شدت ناراضگی سے تمام آپؑ کے سر کے بال کھڑے ہوئے تھے اور ہم سے فرمایا نہیں اے مفضل وقاسم واے نجم نہیں نہیں (اس طرح نہیں کہ جو تم نے خیال کیا ہے) بلکہ ہم (اس سے) گرامی بندے (خدا کی درگاہ میں) ہیں کہ جو گفتار میں اس پر پیشی نہیں کرتے اور اس کے دستور پر عمل کرتے ہیں

304 (۵۸) ابان بن عثمان کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ شیطان کے مددگا ہیں بنام تمریح کہ جب رات ہوتی ہے مشرق ومغرب کے درمیان کو پر کرتے ہیں اور اس کی قدرت تمام کو گھیر لیتی ہے

## بنی امیہ اور وزغ (مینڈک وچھپکلی)!۔۔۔

305 (۵۹) عبداللہ بن طلحہ کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ سے وزغ (مینڈک گرگٹ اور ایک قسم کی چھپکلی فارسی میں چلپاسہ بزمجہ) کے متعلق پوچھا فرمایا پلید ہے اور تمام اس کی انواع مسوخ (مسخ شدہ حیوانات) سے ہیں اور ان کو مارو تو تمہیں چاہیے کہ غسل کرو پھر فرمایا جس وقت میرے باپ حجرہ (اسماعیل) میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ایک طرف ایک شخص تھا جو ان سے بات کر رہا تھا کہ اچانک وزغ کو دیکھا جو اپنی زبان سے ولولہ کرتا ہے اور (آواز دیتا ہے) تو میرے باپ نے اس مرد سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ وزغ (مینڈک) کیا کہتا ہے اس مرد نے کہا نہیں میں اس کی بات کو نہیں جانتا فرمایا وہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم عثمان کو گالی سے یاد کرو گے تو میں بھی یہاں تک کہ یہ مرد جو اس جگہ پر ہے علیؑ کو گالی دوں گا اور نیز میرے باپ نے فرمایا، ہرگز ایک بھی بنی امیہ سے

نہیں مرتا مگر یہ کہ وہ وزغ کی صورت میں مسخ ہو جاتا ہے اور فرمایا جب عبدالملک کو موت آ گئی تو وہ وزغ کی شکل میں مسخ ہو گیا اور اس کے نزدیک جو اس کے سامنے تھے وہ باہر چلے گئے اور وہ جو اس کے نزدیک تھے اس کی اولاد تھے اور اس کو نہ دیکھ تو اس پر گراں ہوا اور نہیں جانتے تھے کہ کیا کریں اور بالآخر انہوں نے ارادہ لیا اور درخت کے کھجور کے تنا کو لے آئے اور اس کے ذریعے سے اسے مرد کی شکل میں لائے اور اس عمل کو بھی کیا اور اس مجسمہ کو چوب زدہ آہنی پہنادی اور پھر اس کو کفن میں لپیٹ دیا اور ہرگز اس مطلب کو نہ سمجھے سوائے میرے اور میری اولاد کے

306 (۶۰) معاویہ بن عمار کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جب بھی تم میں سے ایک حضرت قائمؑ کے دیدار کی آرزو کرتا ہے تو چاہیے کہ آرزو کرے کہ یہ دیدار سدرستی و سلامتی میں ہو (اور مشمول اصلاحات اس بزرگوار کا نہ ہو) کیونکہ خدا نے محمد ﷺ کو مہر و عطوفت کے ساتھ لوگوں کی طرف) مبعوث فرمایا اور حضرت قائمؑ کو انتقام (دین کے دشمنوں سے) لینے کے لئے مبعوث کرے گا

307 (۶۱) عبدالملک بن بشیر کہتے ہیں امام ہفتم ابوالحسنؑ نے فرمایا کہ حضرت امام حسنؑ موسیٰ بن عمران سے بہت زیادہ سر سے لے کر ناف تک مشابہ تھے اور حضرت امام حسینؑ موسیٰؑ بن عمران سے بہت زیادہ ناف سے قدم تک مشابہ تھے

**انہدام آدمؑ !۔۔۔** 308 (۶۲) مقاتل بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ جس وقت آدمؑ و حواؑ زمین پر آئے تو ان دونوں کا قد کتنا لمبا تھا فرمایا ہم نے کتاب علی بن ابی طالب میں پایا کہ جب خدا نے آدمؑ اور اس کی ہمسر (زوجہ) حوا کو زمین پر بھیجا تو آدمؑ کے دونوں پاؤں کوہ صفا پر تھے اور آپ کا سر آسمان کے افق کے نیچے تھا آدمؑ کو آزار آفتاب کی تپش سے ہوا اس کی شکایت خدا سے تو خدا نے جبرائیل کو وحی فرمائی کہ آدمؑ آفتاب کی شدت حرارت کی شکایت کرتے ہیں جبرائیل نے ان کو نیچے کی طرف دبایا تو آپؑ کا قد ستر ذراع خود آدمؑ کی ذراع کا ہو گیا اور حوا کو بھی نیچے کی طرف دبایا تو ان کا قد بھی پینتیس ذراع خود ان کی ذراع کا ہو گیا (یہ حدیث چند نظر سے مورد سوال و ایراد واقع ہوئی ہے اور مرحوم مجلسیؒ و فیضؒ اور دیگر نے اس کے جوابات بھی دیئے ہیں اور اس میں تحقیق بھی کی اور بالآخر اس طرح ہی کہ عہدہ جواب کا نہ ہو سکا اور مرحوم فیضؒ بالآخر حدیث کو نوع تاویل میں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس تاویل سے اشکالات حدیث مرتفع ہوتے ہیں جو بھی اس کی توضیح کے خواہش مند ہیں وہ مرآۃ العقول ج ۴ ص ۳۴۷ تا ۳۴۹ اور وافی ج ۳ کتاب روضہ کی طرف رجوع کریں بہتر یہ ہے کہ جیسا کہ اس سے پہلے بھی اشارہ ہوا ہے اور خود آئمہؑ نے حکم فرمایا ہے اس قسم کی احادیث کے علم کے بارے میں کہ ہماری عقل ان کے درک و فہم کی گنجائش نہیں رکھتی وہ ان ہی کی طرف پلٹا دے

لَعَلَّ اللهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَالِكَ أَمْرًا اور معلی بن محمد ... ضعیف ہونے کی وجہ سے یہ حدیث سند کے لحاظ سے مخدوش ہے)

309　(۶۳) حارث بن مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ ایک شخص وہ ہے کہ جس کا باپ زمانہ جاہلیت میں اسیر ہوا اور بردہ کی صورت میں آیا ہے اور یہ شخص نہیں جانتا ہے کہ اس سے پہلے بھی اس طرح تھی مگر اس کے بعد اسلام کے زمانہ میں بھی پشت در پشت اس کے باپ بردہ کی صورت میں دنیا میں آئے اور پھر یہ شخص آزاد ہوا ہے فرمایا یہ شخص منسوب ان ہی باپوں سے ہے جو اسلام میں آزادی کی صورت میں ہوا ہے اور اسی قبیلہ کی طرف منسوب ہے کہ اس کا باپ اس قبیلہ کی بردگری میں آیا ہے اگر ان کے درمیان معروف اور پہچانا گیا ہو اور اسی باپ سے وراثت لے گا اور یہ بھی اس سے وراثت لیں گے (یعنی قانون وراثت ان کے حق میں جاری ہے)

310　(۶۴) عبدالمومن انصاری کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا بے شک خدا نے مومن شخص کو تین خصلتیں دی ہیں دنیا و آخرت میں عزت اور دنیا و آخرت میں رستگاری و کامیابی اور ستم کاروں کی دل میں ہیبت

311　(۶۵) عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں کہ یہ مومن شخص کے لئے مایہ افتخار ہیں اور اس کا زیور دنیا و آخرت میں ہیں (۱) آخر رات کے حصہ میں نماز (۲) نا امید (بے طمع) نسبت جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے (۳) ولایت اور اس کی بستگی ایک امام آلِ محمدؐ میں سے۔ فرمایا اور تین شخص ہوئے ہیں کہ جو بدترین خلق خدا ہیں اور بہترین خلق خدا پر ظلم کرنے میں گرفتار ہوئے ہیں (۱) ایک ابوسفیان تھا کہ جس نے رسولؐ خدا سے جنگ کی (۲) معاویہ تھا کہ جس نے علیؑ سے جنگ کی اور دشمنی کی (۳) یزید بن معاویہ تھا کہ حسینؑ بن علیؑ سے جنگ کی اور اس سے دشمنی کی یہاں تک کہ آنحضرتؑ کو قتل کر دیا

312　(۶۶) ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ حضرت علی بن حسینؑ نے فرمایا حسب (اور افتخار حسب) قریشی و عربی کے لئے فروتنی کے علاوہ نہیں ہے اور کرامت پرہیزگاری کے علاوہ نہیں اور عمل نیت کے علاوہ نہیں (یعنی اگر نیت خیر ہوگی اور روئے اخلاق سے انجام دے گا تو اس عمل کی جزاء رکھتا ہے اور موثر ہے) اور عبادت و پرستش فہم و مسئلہ کے جاننے کے علاوہ نہیں ہے اور جان لو کہ مبغوض ترین شخص خدا کی بارگاہ میں وہ شخص ہے جو مذہب و طریقہ میں امام کا پیروکار ہو لیکن عمل میں اس امام کی پیروی نہ کرتا ہے۔

## امام سجادؑ کا یزید کے ساتھ مکالمہ!

313 (۶۷) بُرید کہتے ہیں کہ میں نے امام باقرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ بے شک یزید بن معاویہ لعنۃ اللہ حج کی غرض سے مدینہ آیا وہاں پر ایک شخص کو قریش کے پاس

بھیجا اور جب وہ شخص اس کے پاس آیا تو اس سے کہا کیا تم اقرار کرتے ہو کہ تم میرے بندے ہو اگر میں چاہوں تو تمہیں فروخت کردوں وگرنہ بردگی کی صورت میں اپنے زیر اثر لے آؤں اس شخص نے کہا خدا کی قسم اے یزید لعین قریش کے درمیان نہ تو کوئی حسب میں مجھ سے گرامی ہے اور نہ ہی تیرا باپ زمانہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں میرے باپ سے برتر تھا اور نہ تم خود دین و مذہب میں مجھ سے برتر ہو پس میں کس طرح اس کا اقرار تیرے لئے کروں یزید لعین نے کہا اگر اس طرح اعتراف نہ کرو گے تو خدا کی قسم میں تمہیں قتل کردوں گا اس مرد نے کہا یہ قتل تیرے ہاتھ سے بلند تر ہے حسین بن علیؑ کیا فرزند رسول خدا نہیں ہے یزید لعین نے حکم دیا اور اس شخص کو قتل کر دیا پھر یزید نے علی بن حسینؑ کو بلا بھیجا کہ اسے بلائیں اسی بات کو جو قریشی سے کہی تھی کہیں آنحضرتؑ سے بھی یہی بات کہی تو حضرت علی بن حسینؑ نے فرمایا کیا اس طرح ہے کہ اگر میں اس طرح اعتراف تیرے لئے نہ کروں تو اس شخص کی طرح جس کو تم نے کل گزشتہ میں قتل کر دیا قتل نہیں کر سکتے ہو یزید لعین نے کہا کیوں حضرت نے فرمایا اس طرح کہ میری وضع جو تم چاہتے ہو اقرار کرتا ہوں اور میں وہ بندہ ہوں کہ جو دو چار روز اکراہ ہوا ہوں (اور خوف جان سے اس طرح اقرار کرتا ہوں) اگر چاہو تو جیسا کہ تم نے چاہا حفاظت کرو اور جیسا کہ چاہو فروخت کرو یزید لعین نے کہا یہ تیرے لئے بہتر ہوا ہے کہ اس نے تیرے خون کی حفاظت کی ہے اور تیرے شرف و مقام سے کوئی چیز کم نہیں کی گئی اور نہ کاٹی گئی (مورخین کے درمیان مسلم ہے کہ یزید لعین اس کے بعد کہ خلافت کو پہنچا ہرگز مکہ و مدینہ میں نہیں گیا اور نتیجہ میں اس طرح کا اتفاق نہیں ہوا اور امام چہارمؑ سے ایسا نہیں ہوا اور اسی وجہ سے مجلسیؒ نے اس حدیث کی توجیہ میں کہا ہے کہ یہ ممکن ہے راوی یزید کو مسلم بن عقبہ (جو کہ سال ۶۳ ہجری میں مدینہ آیا تھا اور اس کے اور حضرت علی بن حسینؑ کے درمیان مکالمہ ہوا ہو) اشتباہ کیا ہے لیکن یہ احتمال بھی عبارت حدیث کا مخالف ہے جب کہ مسلم بن عقبہ قریشی نہ تھا تا کہ اس طرح کا احتمال دیا جائے اس کے گزرنے کے بعد جاری ہونا مسلم بن عقبہ پر آنحضرتؑ سے اس طرح کا واقعہ نہ ہوا ہے مسعودی نے مروج الذہب میں مسلم بن عقبہ کا مدینہ میں آنا نقل کیا ہے اور کہتا ہے مسلم بن عقبہ علی بن حسینؑ کی نسبت سخت غضبناک تھا اور ان کو ان کے باپ کو گالی دیتا تھا لیکن جب آنحضرتؑ کو ان کے پاس لایا گیا تو اسی طرح جس کی نظر آنحضرتؑ پر پڑی تو اس کا بدن کانپنے لگ گیا اور اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور آپؑ کا احترام زیادہ کیا اور آپؑ کو تخت کے ایک طرف اپنے ساتھ بٹھایا اور کہا کہ جو حاجت بھی رکھتے ہو بیان کرو تا کہ اسے انجام دوں امامؑ نے اس سے چاہا کثیر لوگوں کو قتل کرنا (کہ مسلم ان کے قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا) کہ وہ صرف نظر کرے اور اس نے بھی اس کو قبول کر لیا اور اس کے بعد آنحضرتؑ کا پھر دوبارہ احترام کیا اور شیخ مفید نے بھی ارشاد ج ۲ ص ۱۵۲ میں اس کی نظیر کو بیان کیا ہے اور بہر صورت یہ حدیث اس وجہ سے ہرگز قابل توجیہ نہیں ہے مگر یہ کہ کہا جائے کہ راوی بھی دراصل داستان یزید کو مسلم میں اشتباہ کر گیا ہے اور اسی طرح مکالمہ مسلم امام چہارمؑ کے ساتھ پایا کہ اصل حدیث کو

موضوع جان لیا ہے واللہ اعلم )

**314** (٦٨) عبداللہ بن مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسنؑ سے [illegible] ہیں ایک [illegible] اور دوسرا زیدی اور میں ناچار ہوں کہ ان سے معاشرت کروں اور کس سے معاشرت [illegible] قرآن کی ایک آیت کی تکذیب کرتا ہے اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا اور امام [illegible] تکذیب کی ہے اور ( اور جھوٹ کہنے والا ہوا ہے )۔ پھر فرمایا بے شک یہ ایک ( یعنی ناصبی ) [illegible] دشمن ہے ( ناصبی کا روایات میں کبھی کبھی اہل بیت کے دشمنوں پر بھی اطلاق ہوتا ہے اور اس میں شک نہیں [illegible] اسلام کا فرقہ ہے اور بلکہ یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ہے یہاں تک کہ ان سے نکاح کرنا بھی حرام ہے اور [illegible] مخالفین شیعہ پر اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر اس حدیث سے ہے اور [illegible] نہیں رکھتے بلکہ ان شیعوں کے جو ان کی امامت کے قائل ہیں مخالف ہیں اور پھر زید یہ اہل بیت سے عداوت [illegible] مجلسیؒ نے کہا کہ یہ اہل سنت سے فسق کرتے ہیں اور ان سے متعلق کہتے ہیں کیوں انہوں نے ( بھی زید بن علی کی طرح ) تلوار اٹھا کر خروج نہ کیا اور کیوں اس شخص کے ساتھ جس نے خروج کیا ہے اس مدد نہ کی )

**فضیلت شیعہ!۔۔۔315** (٦٩) عبید بن زرارہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا کہ امام باقرؑ نے فرمایا جو کوئی شخص کسی مجلس میں بیٹھے کہ اس مجلس میں حق کے اماموں میں سے کسی ایک کو دشنام دیا جائے اور یہ شخص [illegible] کی طاقت رکھتا ہو اور نہ کرے تو خدا اسے دنیا میں خواری کا لباس پہنائے گا اور آخرت میں اس کو عذاب دے گا اور نعمت اور ہماری معرفت کو جو اسے دی گئی ہے واپس لے لے گا

**316** (٧٠) ابوشبل کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے کلام کا آغاز کرتے ہوئے مجھ سے فرمایا تم ہمیں دوست رکھتے ہو اور لوگ ہمیں دشمن رکھتے ہیں تم ہماری تصدیق کرتے ہو اور لوگ ہمیں جھوٹ سمجھتے ہیں تم ہم سے ملے ہوئے ہو اور لوگ ہم سے جفا کرتے ہیں پس خدا نے تمہاری زندگی کو ہماری زندگی قرار دیا ہے اور تمہاری موت کو ہماری موت قرار دیا ہے اور مقرر فرمایا ہے خدا کی قسم لوگوں اور تمہارے درمیان کوئی فاصلہ نہیں اور اس درمیان میں تم اپنی آنکھوں سے ( بہشت اور پیغمبر اور اماموں کے دیدار سے ) تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں گی مگر اس قدر کہ [illegible] اور اشارہ اپنے حلق کی طرف کیا اور اس کے چمڑے کو ہاتھ سے پکڑا پھر اس بات کی تکرار کی اور اسی مقدار [illegible] یہاں تک کہ آخر کار ہمارے لئے بھی قسم کھائی اور فرمایا قسم ہے اس خدا کی [illegible] معبود نہیں ہے کہ اس مطلب کو میرے باپ محمدؑ بن علیؑ نے میرے سامنے بیان کیا اے ابوشبل تم خوش نہیں ہو [illegible] ہیں

اور تمہاری قبول ہوتی ہے لیکن ان کی قبول نہیں کی جاتی [illegible]
سے قبول کی جاتی ہے اور لیکن ان کی قبول نہیں ہوتی [illegible]
تم سے اسے قبول کرتا ہے لیکن ان سے قبول نہیں کرتا خدا کی قسم [illegible]
تم سے پس خدا سے ڈرتے رہو بے شک ابھی تم زمانہ صلح و [illegible]
ادا کرتے رہو اور جس وقت لوگ ایک دو [illegible] سے تیز کریں گے اور [illegible]
پسند کے پیچھے چلے گا اور تم حق کے راستہ پر اور درست راستہ پر چلو [illegible]
رہو گے کیا قاضی اور حکمران اور مسائل بیان کرنے والے [illegible]
ڈرتے رہو کہ تم تاب برداشت تمام لوگوں کی نہیں رکھتے ہو بے شک لوگ [illegible] تے ہیں اور تم تنہا ہو [illegible]
راستہ پر چلتے ہو بے شک خدا نے اپنے بندوں میں محمدؐ کو برگزیدہ کیا اور تم [illegible]
پس خدا سے ڈرتے رہو اور امامت کو سیاہ سفید سے (جس طرح کہ [illegible] چہ خوارج سے ہو [illegible] تمام
کے لوگوں اور پیروکار بنی امیہ) سے ہو

317 ......(۷۱) اور ایک دوسری حدیث بھی ابو سہل نے اسی مضمون کی امام [illegible] سے نقل کی ہے

318 (۷۱) معاذ بن کثیر کہتے ہیں کہ موقف عرفات میں میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو امام صادقؑ کے نزدیک ہیں میں نے عرض کیا بے شک اہل موقف (اور خارجی) بہت زیادہ ہیں تو حضرتؑ نے اپنی آنکھیں بلند کیں اور ان کی طرف پھیرائیں اور اس کی درمیانی جگہ کی طرح ہیں [illegible] ئی گئی ہو اور اس جگہ پر جمع کی گئی ہو) نہیں خدا کی قسم حج قبول شدہ نہیں ہے سوائے تم لوگوں کے اور نہیں [illegible] نہیں ہوگی مگر تم سے

319 ..(۷۲) یہ حدیث بھی حدیث نمبر ۱۷ کی طرح ہے جس کا ترجمہ [illegible] نے اس کی تکرار کی ہے

**تظلم فاطمہ زہراءؑ!۔۔۔** 320 (۷۳) ابو ہاشم کہتے ہیں [illegible] علیؑ کو ( [illegible] ) باہر لایا گیا تو فاطمہ زہراءؑ بھی آنحضرتؐ کے پیچھے باہر آئیں اس حالت میں کہ رسولؐ [illegible] اپنے سر پر رکھے ہوئے تھیں اور حسنؑ و حسینؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھیں اور فرماتی تھیں مجھے تم سے کیا کام [illegible] چاہتے ہو میرے بچوں کو یتیم کرو اور مجھے بے شوہر کرو خدا کی قسم اگر یہ کام برا نہ ہوتا تو میں اپنے سر کے بال [illegible] درگاہ سے دربار میں فریاد کرتی تو ان جمیع لوگوں سے ایک شخص نے کہا (اے فاطمہؑ) کیا مطلب [illegible] چاہتی ہو کہ اس امت پر عذاب نازل ہو) [illegible]

321 (۷۵) عبدا[illegible] امام باقر [illegible] اپنے بالوں [illegible]
اور فریاد کرتیں تو تمام لوگ ایک جگہ پر ہی مرجاتے

322 (۷۶) [illegible] کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق نے فر[illegible] زنا زادہ آدمی کسی عمل پر نگران ہو(
اور [illegible] تکلیف سمجھے) اور [illegible] تو نیک جزا دیکھے گا اور [illegible] کا تو اس کی سزا کو دیکھے گا(یہ
امام کا کلام اس شخص کے جواب [illegible] کرتا ہے کہ زنازادہ شخص کہ اسی جرم میں زنا سے پیدا ہوا ہے اہل دوزخ
سے ہے وراس کے نیک عمل [illegible] کے لئے جزا نہیں رکھتے اور البتہ اس حدیث کے مقابل میں بھی احادیث
ہیں زنازادہ شخص دوزخی ہے اور [illegible] ان دو گروہ کے درمیان حدیث کو ان کے درمیان ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث اس
کے ظاہری حال کے بیان میں ہے [illegible] اس عمل کے سرانجام دینے سے ہے یعنی آخر کار اس نے خود ہی دوزخ
کے راستہ کا انتخاب کیا ہو)

323 (۷۷) عبدالرحمن [illegible] ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا انہوں نے فرمایا جس وقت
رسول خدا اپنے کمرے سے باہر [illegible] اور ([illegible] ہوتے کہ) مروان اور اس کے باپ کے بارے میں بات کریں (کہ
کمرے میں اس کی ہمسروں سے [illegible]) [illegible] خوب سنو حضرت ان سے فرماتے اے وزغ ابن وزغ (وزغ بمعنی
مینڈک گرگٹ اور چھپکلی سو[illegible]) امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اس دن سے (کہ جس دن سے پیغمبر نے یہ
بات بیان کی) یہ (یعنی لوگ) [illegible] کہ وزغ لوگوں کی بات کو کان سے سنتا ہے (اور اس کو سمجھتا ہے)

324 (۷۸) زرارہ [illegible] نے امام باقر سے سنا انہوں نے فرمایا جس وقت مروان دنیا میں آیا اور پیدا
ہوا و اس کو رسول خدا کے پاس [illegible] کے لئے دعا کریں اور اس کو عائشہ کے ذریعے سے آنحضرت کی خدمت
میں لایا گیا عائشہ اس کو [illegible] آئیں تو حضرت نے فرمایا اس وزغ وزغ کے بیٹے کو مجھ سے دور لے جاؤ
زرارہ کہتے ہیں کہ میں اس کے [illegible] حضرت ابو جعفر باقر نے فرمایا رسول خدا نے اس کو لعنت کی ہے

325 (۷۹) یہ حد[illegible] حدیث ۷۶ ہے جس کا ترجمہ اور تشریح گزری ہے

## بارش اور دریا کے متعلق!

326 (۸۰) مسعدہ بن صدقہ کہتے ہیں امام جعفر صادق نے فرمایا کہ
علی کا طریقہ یہ تھا کہ جس وقت [illegible] (پہلی بارش آتی) تو اس کے نیچے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ سر اور
داڑھی اور لباس تر ہو جاتا پس [illegible] کیا اے امیرالمومنین تقی کے نیچے جائیں یعنی چھت کے نیچے (کہ
بارش آپ کو تر نہ کرسکے) فرمایا یہ وہی پانی ہے جو تازہ عرش سے آیا ہے پھر شروع کیا اور فرمایا بے شک عرش کے نیچے ایک

دریا قرار دیا گیا ہے اور یہ پانی اس دریا کا ہے اور حیوانات کی روزی اسی پانی سے پیدا ہوتی ہے اور جب خدا ارادہ فرماتا ہے کہ وہ اپنی رحمت سے جو کچھ چاہتا ہے ان کے لئے پیدا ہو جائے تو پانی کو وحی کرتا ہے تو یہ پانی بھی جیسا کہ میرا خیال ہے جو فرمایا جس قدر چاہا وہ اس آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف برساتا ہے اور وہ اس کو نیچے گراتا ہے یہاں تک کہ آسمان دنیا کو پہنچتا ہے پس دنیا کا آسمان بھی اس کو بادل میں گراتا ہے اور یہ بادل وہی غربال ہے پھر خدا ہوا کو وحی کرتا ہے کہ اس بادل کو کوٹو اور اس کو پانی بنادو اور یہی پانی بن جاتا ہے اور پھر اسے حکم ہوتا ہے کہ فلاں جگہ پر لے جا اور ان پر برسا جب برستا ہے تو یہاں تک کہ اس طرح سیلاب یا اس کے علاوہ ہو جاتا ہے بادل بھی مطابق حکم خدا اس جگہ پر مامور ہے کہ برسائے اور ہر گز قطرہ بارش کا ایسا نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ ہے یہاں تک کہ اس کو اس جگہ تک پہنچا دیتا ہے اور ہر گز قطرہ بارش کا آسمان سے نیچے نہیں آتا اور نہیں گرتا سوائے اس کے جو اس کی گنتی میں معین ہے اور معلوم اندازہ سے مگر وہ بارش جو اس دن طوفان نوحؑ میں برسی وہ نہر کی طرح اوپر سے پانی نیچے گرایا گیا تو وہ بے اندازہ اور بغیر گنتی کے تھا راوی کہتا ہے پھر امام جعفر صادقؑ نے اپنے باپ دادا سے نقل کر کے فرمایا کہ رسول خدا نے بیان کیا اور انہوں نے فرمایا بے شک خدا بادل کو غربال بارش قرار دیتا ہے اور کہ اس کی ابتداء میں بصورت تگرگ اور برف قرار دیا ہے اور وہ بادل ہے کہ اس کو پانی بناتا ہے اور بارش کی صورت میں لاتا ہے یہاں تک کہ جس کو قبول کرے اس کی زبان تک نہیں پہنچتا اور جو کچھ گرج و چمک دیکھی جاتی یہ وہ عذاب ہے جو خدا کی طرف سے اصابت کرتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پھر فرمایا رسولؐ خدا نے فرمایا، بارش کا اسی طرح مہینے کے شروع میں ہوتا جب چاند نظر آئے اشارہ نہ کرو کہ اس عمل کو خدا اچھا نہیں سمجھتا (مجلسیؒ آخری جملہ کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو نہ چاہیے کہ وہ ماہ نو اور بارش میں اس دنیا کے نظام میں دخل کرے اور لائق نہیں ہے کہ اس کی طرف توجہ کرے اور توسل کرے بلکہ دنیا کے تمام کام خدا کے ہاتھ میں ہیں اور اس حالت میں بھی خدا کی طرف متوجہ رہے)

327 (۸۱) علی بن اسباط نے مرفوع بیان کیا کہ امیر المومنینؑ نے ابن عباس کو لکھا امابعد بعض دفعہ ایسا ہوا ہے کہ انسان کو ایک چیز ملتی ہے جو اس کے ہاتھ سے نہیں جاتی جو اسے خوش حال کرتی ہے (اور اگر خوش حال نہ بھی کرے اور اس کے ہاتھ آجائے) اور کوئی چیز جو اسے غم ناک کرے وہ چیز اس کو ہرگز نہ ملے اور اس تک نہ پہنچے اگرچہ اس کی کوشش بھی کرے (اور بے ہودہ اس کے آنے سے غمناک ہو) پس تیری خوش حالی اس چیز میں ہو عمل صالح اور یا حکم یا گفتار نیک بھیجنے سے پہلے اور تاسف و تیرا افسوس اس چیز میں ہو کہ جس میں تم نے کوتاہی کی ہے اور چھوڑ دیے (اندوہ) جو کچھ دنیا سے تیرے ہاتھ سے چلا گیا ہے اور بے فائدہ تم اس کا غم نہ کھاؤ اور جو کچھ دنیا سے تیرے ہاتھ میں آیا ہے اس پر دل سے خوش اور شاد نہ ہو اور تیرا غم اوضاع میں موت کے بعد کردہ ہوتا ہے والسلام

328 (۸۲) ابوصامت کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے میں اور میرے والد ابوجعفرؑ قبر اور منبر کے درمیان (مسجد مدینہ میں) سے گزرے تو وہاں پر شیعہ بیٹھے تھے میں نے اپنے باپ سے عرض کیا میں آپ پر قربان یہ شیعہ اور آپ کے دوست ہیں فرمایا کہاں ہیں عرض کیا وہ جو قبر اور منبر کے درمیان بیٹھے ہیں فرمایا مجھے ان کے نزدیک لے جاؤ اور جب یہاں پر آئے تو ان کو سلام کیا اور پھر ان سے فرمایا خدا کی قسم میں تمہاری بو اور تمہاری روحوں کو دوست رکھتا ہوں اور تم بھی اس میری دوستی پر ورع اور کوشش (دین کے امر میں) مدد کرو بے شک کوئی نہیں پہنچ سکتا جو کچھ خدا کے پاس ہے مگر ورع و کوشش کے اور جیسا کہ بندہ (خدا کے بندوں سے) جس کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے تو چاہیے کہ اس کی اقتدا کرے پھر یہ کہ خدا کی قسم تم میرے دین پر اور میں اپنے باپ ابراہیم واسماعیل کے دین پر ہوں اور اگر چہ یہ بھی ان کے دین پر ہیں پس تم اس میرے کام میں ورع اور کوشش سے مدد کرو۔ (مجلسیؒ نے آخری جملہ کے بارے میں کہا اس کا خلاصہ یہ ہے۔ یعنی اگر چہ یہ یعنی میرے باپ ابراہیم واسماعیل ہیں) بھی ان کے دین پر (یعنی محمد اور اس کے خاندان پر ہیں) اور ممکن ہے مراد یہ ہو کہ بعض اگر چہ یہ (یعنی مخالفین) بھی ظاہر میں اس طرح کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ میرے باپ ابراہیم واسماعیل کے دین پر ہیں لیکن اس طرح نہیں ہے اور یہ بات دعویٰ کے علاوہ کچھ نہیں ہے)

**بعض ظہور کی علامات!۔۔۔** 329 (۸۳) ابوالربیع شامی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا بے شک جس وقت قائم آلِ محمدؐ آئیں گے تو خدا کانوں اور ہمارے شیعوں کی آنکھوں کو اس طرح طاقت دور اور رسائی کی کشش دے گا کہ ان کے اور حضرت قائمؑ کے درمیان پلک جھپکنے تک کا فاصلہ نہ ہوگا اور آنحضرت ان سے (دور کے فاصلے سے) بات کریں گے اور یہ بات سنیں گے اور ان کو اسی جگہ پر سے جہاں وہ ہوں گے دیکھیں گے۔

(یہ اشارہ ایجاد ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا ہے صدیوں سے بعد صدور حدیث آج تحقیق سے ظاہر ہے اور یہاں تک کہ اس مقام پر یہ صنعت سامنے آئی ہے کہ سائنس کہ روئے زمین پیادہ ہوئے کے ہر جگہ سے اور لوگوں کا راستہ چلنے میں اور جو ہر مہینوں سفر کرتا ہے اسے ٹیلی ویژن میں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور ان کے حرفوں کو بھی سنتے ہیں اور اس وقت دنیا میں بہت زیادہ ملکوں میں ٹیلی فون اور ٹیلی ویژن سے کام ہوتا ہے جو کہ دو طرفہ مکالمہ کے وقت ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور شاید اس سے زیادہ زمانہ میں ترقی آجائے کہ جو اس پہلی صنعت سے زیادہ ترقی کرے اور بہر صورت اس حدیث کو سوائے اخبار غیب اور معجزات آئمہؑ میں شمار کیا جائے اور آج موبائل اور کمپیوٹر وغیرہ نے اسے مزید واضح کر دیا ہے)

330 (۸۴) ہارون بن خارجہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جو کوئی خدا سے (اپنے کاموں میں) خیر چاہے اور جو کچھ خدا نے انجام دیا ہے بطور تسلیم خدا راضی ہوگا جو کچھ اس کے لئے خیر رکھتا ہے اسی کو اس کے سامنے

لائے گا

331 ...(۸۵) جویریہ بن مصہر کہتے ہیں کہ میں امیرالمومنین کے پیچھے تیز تیز چل رہا تھا، حضرت نے مجھ سے فرمایا اے جویریہ بے شک یہ احمق ہلاک نہ ہوں گے مگر اپنے جوتوں کی آواز اپنے پیچھے سن کر ابھی (جاؤ) کس لیے آئے ہو میں نے عرض کیا اس لئے آیا ہوں تا کہ تین چیزوں کے متعلق آپ سے پوچھوں شرافت کے متعلق مروت کے متعلق عقل کے متعلق فرمایا پھر شریف پس جس کو سلطان شرافت بخشے شریف ہوگا اور پھر مروت (ومردانگی یہی) سروسامان دنیا معیشت وزندگی کا ہے اور پھر عقل پس جو کوئی خدا سے ڈرے عاقل وخردمند ہے (مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ وہ لوگ جو دچار ہلاکت دین اور خسارے میں ہوئے ہیں وہ لوگ ہیں کہ جوان لوگوں کو دوست رکھتے ہیں جوان کی پشت کے پیچھے جمع ہوتے ہیں اور کثرت اجتماع وبہت زیادہ ان کے جوتوں کی آواز جوان کے پشت کی طرف سے اسے سنتے ہیں اور وہ خود اس سے لذت حاصل کرتے ہیں اور یہی امران کے لئے موجب فخر وتکبر ہے اور اس کے نتیجہ میں یہ سبب ہلاکت اور بے خبری ان کے لیے بن جاتا ہے اور مجلسیؒ کہتے ہیں کہ مراد اس جملہ سے کہ جس کو سلطان شرافت بخشے شرافت مند ہوگا امام برحق اور یا مطلق راہنما ہے چاہے حق پر ہو چاہے باطل پر کیونکہ دنیا کی شرافت اسی شخص کے لیے ہے کہ دنیا کا بادشاہ اس کو شرافت بخشے اور شرافت آخرت اس شخص کے لئے ہے کہ جسے حق کا سلطان اس کو شرافت بخشے۔

332 (۸۶) محمد بن مسلم کہتے ہیں امام باقرؑ سے میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان کس کے لئے سورج کی تپش چاند سے پہلے ہے فرمایا بے شک خدا نے سورج کو آگ کی روشنی سے اور ٹپکے ہوئے پانی سے پیدا کیا ایک طبقہ اس سے اور ایک طبقہ اس سے یہاں تک کہ جب سات طبقے ہو گئے تو لباس آگ اس کو پہنا دیا اور اس وجہ سے چاند سے زیادہ گرم ہو گیا میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان چاند کس طرح ہے فرمایا بے شک خدا نے چاند کو آگ کے پرتو سے اور ٹپکتے ہوئے پانی سے پیدا کیا ایک طبقہ اس سے اور ایک طبقہ اس سے یہاں تک کہ سات طبق ہو گیا تو اسے پانی کا لباس پہنا دیا اور اس وجہ سے چاند سورج سے ٹھنڈا ہو گیا۔

(علامہ مرحوم سید ہبۃ الدین شہرستانی نے کتاب ہیئۃ الاسلام ص ۲۰۱ اور ۲۰۳ میں اور ص ۲۲۵ میں اس حدیث کو عنوان بنایا ہے اور اس کو تحقیقات واانکشافات جدید دانشمندان سے کرہ چاند اور سورج کے بارے میں منطبق بنایا ہے اور اس کو معجزات آئمہ اطہارؑ سے جانا ہے جب کہ اس کا نقل وضع ترجمہ وشرح سے خارج ہے اس کے ذکر سے ہم نے خودداری کی ہے جو کوئی اس کی چاہتا ہے وہ اس کتاب کی طرف رجوع کرے یہ کتاب اردو میں اسلام اور فلکیات کے نام سے موجود ہے)

333 (۸۷) زید ابوالحسن کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا جو کوئی حقیقت ثابت ہے

اپنی جگہ پر (ایمان پر) قائم ہوگا اور کسی پیچھے ہوئے [illegible] (اس میں لغزش نہ ہوئی) یہاں تک کہ اس کی حد کو جان لے گا (اور حقیقت [illegible] والے علم [illegible] والے (حق کے ساتھ) وارث علم (گزشتوں کا ہوگا) طلب کرے اور [illegible] (یعنی آئمہ دین کی راہنمائی سے گمراہی کے راستے سے انکار کرنے والے ہو اور یا مراد لوگوں کی [illegible] اور سہل انگاری میں آئمہ حق کی طرف رجوع نہیں کرتے اور نہ جان لے کہ اس علم سے علاوہ تم [illegible]) اور [illegible] سے جانتے ہو اس چیز کو کہ جس کے جاننے سے تم مبتلا ہو جاؤ گے (اے مومن ہو)

## تفسیر بعض آیات!

334 (۸۸) یونس بن عبدالرحمان نے مرفوع حدیث میں بیان کیا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہرگز کوئی باطل نہیں ہے جو حق کے مقابلے میں قیام کرے سوائے اس کے کہ حق باطل پر غالب ہوگا اور اس کی دلیل یہ خدا کا کلام ہے کہ وہ فرماتا ہے ﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ﴾ بلکہ ہم تو حق کو باطل پر غالب کر دیتے ہیں اور پس وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے اور پھر یکایک وہ باطل کافور ہو جاتا ہے (سورہ انبیاء آیت نمبر ۱۸)

335 (۸۹) اور حدیث میں ہے کہ امام باقرؑ نے فرمایا کسی کو بھی سوائے [illegible] کسی پر تکیہ و بھروسہ نہیں کرنا چاہیے یہاں تک کہ وہ سبب ہو جائے کہ وہ مومن نہ ہو کیونکہ ہر سبب و نسب اور رشتہ داری اور تکیہ و بھروسہ اور بدعت و شبہ منقطع اور نابود ہو جائیں گے جیسا کہ وہ غبار جو سخت پتھر پر ہوتا ہے سخت و تند بارش کے آنے سے وہ یہاں سے ختم ہو جاتا ہے سوائے اس کے کہ اسے قرآن کریم نے ثابت کیا ہے

336 (۹۰) ابن مسکان کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ہم ہر خیر و خوبی کی بنیاد ہیں اور تمام نیکیاں ہمارے وجود کی شاخ سے ہیں اور جملہ نیکیوں میں سے خدا پرستی اور نماز و روزہ اور غصے کو پی جانا اور نافرمانی کو چھوڑ دینا اور بدکرداری کو چھوڑ دینا اور محبت کرنا کمزوروں سے اور ہمسائے کو دینا اور اہل فضل کی فضیلت کا اقرار کرنا اور ہمارے دشمن ہر شر و بدی کی بنیاد ہیں اور ان کے وجود کی شاخ سے ہیں ہر برا کام اور بیہودہ سرائی کرتے ہیں اور یہ جھوٹ اور بخل اور سخن چینی اور رشتہ داروں سے قطع تعلق کرتے ہیں اور سود اور یتیم کے مال کو ناحق کھاتے ہیں اور حد سے تجاوز کرتے ہیں جو خدا نے مقرر کی ہے اور ارتکاب بیہودہ سرائی کا ظاہر و پوشیدہ کرتے ہیں اور [illegible] میں ایسے ہیں اور اس سے جھوٹ کہتے ہیں جو کوئی شخص ان سے بچے وہ ہم سے [illegible] علاوہ اس طرح ہے کہ وہ ہم سے جنگ کرتا ہے

امام جعفر صادقؑ کی نصیحت!۔۔۔ 337 (۹۱) خالد بن نجیح کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے ایک شخص سے فرمایا جو خدا نے تیری روزی مقرر کی ہے اس پر قانع رہو اور اسے نہ دیکھو جو دوسرے لوگوں کے پاس ہے اور اس کی آرزو نہ کرو جو تمہاری دسترس سے باہر ہے کیونکہ جو شخص قناعت کرے گا سیر ہو جائے گا اور جو کوئی قناعت نہ کرے گا سیر نہ ہوگا اور اپنے حصہ کو آخرت سے حاصل کرو اور امام جعفر صادقؑ نے فرمایا زیادہ فائدہ مند چیز کی شخص کے لئے یہ ہے کہ دوسروں کے عیب جاننے سے قبل اپنے عیب کو دیکھے اور سخت ترین کام اپنی کمزوری اور ناداروں کا پوشیدہ رکھنا ہے (یعنی آبرو بچانا ہے اور بقول معروف اپنے مال سے اپنے آپ کو حفاظت میں رکھنا ہے) اور بے فائدہ ترین چیزیں (دو چیزیں ہیں ایک) نصیحت کرنا اس شخص کو کہ جو اسے قبول نہ کرے اور دوسرا ہمسایہ اور مجاورت کرنے والا لالچی اور حریص شخص ہے آسائش دینے والی چیز لوگوں سے ناامیدی ہے اور نیز آنحضرتؐ نے فرمایا صبر نہ کرنے والا (اور کم حوصلہ) اور بدخلق نہ ہو اور اپنے نفس کو برداشت کرنے کا عادی بناؤ (دستور یا بات کو) کہ کوئی شخص جو کہ (فکر و رائے) میں تم سے مخالفت کرے لیکن تم سے وہ برتر ہے اور تم پر فضیلت رکھتا ہے برتر ہو جائے گا جب تم اعتراف وفضیلت و برتری اس کی کرو گے تو اس کے ساتھ مخالفت و مذاق جوئی نہ کرو گے اور کوئی دوسروں کی فضیلت و برتری کا قائل نہ ہو تو وہ خود غرض اور خود پسند ہے اور ایک شخص سے فرمایا جان لو کہ بے شک عزت نہیں رکھتا وہ شخص جو خدا کی بارگاہ میں خواری نہ کرے (اور خود کو پست نہ جانے) اور وہ شخص بلندی نہیں رکھتا جو خدا کے لئے تواضع نہیں کرتا اور ایک شخص سے فرمایا جو اپنے دین کے کاموں کو محکم کرے جیسا کہ اہل دنیا دنیا کے کاموں کو محکم کرتے ہیں کیونکہ دنیا زندہ گواہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے جو کچھ آخرت سے پوشیدہ ہے پہچانا جائے گا پس آخرت کو پہچانو اور دنیا سے منکر ہو سوائے عبرت اور نصیحت لینے کے لئے۔

338 (۹۲) ہشام بن سالم کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے حمران بن اعین سے فرمایا اے حمران اس کو کہ وہ جو طاقت وقدرت جو تم میں زیادہ کمزور ہے اس کو دیکھو اور وہ شخص کہ جس کی قدرت تم سے زیادہ ہے اس کی طرف نگاہ نہ کرو کیونکہ یہ طریقہ زیادہ قانع کرنے والوں کے لئے ہے تیرے لئے اور جو تیری روزی ہوئی ہے اور لائق ہے کہ تجھے مستحق بنائے اور تیرے رب کی طرف سے تجھے زیادہ نعمت مل جائے اور جان لو کہ کردار پائیدار کم یقین کے ساتھ بہتر ہے خدا کے دربار میں زیادہ کردار بغیر یقین سے اور جان لو کہ ہرگز قسم ورع زیادہ فائدہ مند اجتناب کرنے محرمات خدا سے اور خودداری کرنے آزار لوگوں سے ایمان کے ساتھ اور ان کا غیبت کرنا نہیں ہے اور ہرگز زندگی زیادہ صاف خوش خلقی سے نہیں ہے اور ہرگز مال قناعت سے زیادہ فائدہ مند نہیں ہے اس کم مال سے جو زندگی کے لئے کافی ہو اور ہرگز نادانی نقصان خیر کی خود بینی سے نہیں ہے

339 (۹۳) سعید بن مسیب کہتے ہیں میں نے علیؑ بن حسینؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا اگر آپؑ بے شک عالم و دانشمند آدمی ہو تو مجھے بتائیں (لوگوں) اور اشباہ و نسناس کے بارے میں وہ کون ہیں امیر المومنینؑ نے اپنے فرزند امام حسینؑ سے فرمایا اس مرد کو جواب دو امام حسینؑ نے فرمایا پھر یہ کہ جو تم نے کہا ناس (لوگ) کون ہیں وہ لوگ ہم ہیں اسی وجہ سے خدا اپنے قرآن میں فرماتا ہے ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ پس اس جگہ سے کہ جہاں سے لوگ کوچ کریں تم بھی کوچ کرو (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۹) اور رسولؐ خدا وہ شخص تھے کہ لوگوں کو کوچ کا حکم دیا (یعنی لوگ مامور ہوئے کہ اس جگہ سے جہاں سے رسولؐ خدا اور ان کا خاندان کوچ کرتا ہے وہ بھی کوچ کریں اور یہ دلیل ہے اس پر کہ مراد لوگوں سے رسولؐ خدا اور اس کا خاندان ہے) اور پھر یہ کہ اشباہ لوگوں کے بارے میں تم نے پوچھا پس یہ ہمارے شیعہ ہیں اور یہ ہمارے دوست ہیں اور وہ ہم سے ہیں اور اسی رو سے ابراہیمؑ نے فرمایا ﴿فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ جو کوئی میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہے (سورہ ابراہیم آیت ۳۶) اور پھر تیری بات کہ تم نے نسناس کے بارے میں پوچھا یہ اکثر لوگ ہیں اور اپنے ہاتھ سے اشارہ اس گروہ کی طرف کیا پھر فرمایا ان ہم ﴿إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا﴾ یہ تو چوپاؤں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی (گئے گزرے اور) زیادہ گمراہ ہیں (سورہ فرقان آیت نمبر ۴۴)

## رسولؐ خدا کے بعد لوگوں کا ارتداد!

340 (۹۴) حنان بن سدیر اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ امام باقرؑ سے ان دو آدمی (اوّل و دوم) کے متعلق پوچھا گیا تو حضرتؑ نے فرمایا اے ابوفضل (سدیر کی کنیت ہے) ان دو آدمیوں کے بارے میں مجھ سے کیا پوچھتے ہو خدا کی قسم ہرگز کوئی بھی ہم سے نہیں مرتا مگر یہ کہ ان دو آدمیوں پر غضبناک ہوتا ہے اور آج بھی ہم میں سے نہیں ہے مگر یہ کہ ان دونوں پر غضبناک ہے اور یہ وہ چیز ہے کہ جو ہمارے بزرگ اور ہمارے بچوں کو وصیت کرتے ہیں بے شک ان دونوں نے ہمارے حق میں ستم کیا ہے اور ہمارے حصہ کو ہم سے لے لیا ہے اور وہ پہلا شخص تھا جو ہماری گردن پر سوار ہوا (اور ہمیں اس نے مارا) اور رخنہ ہماری طرف اسلام میں کھول دیا ہے جو ہرگز مسدود نہیں ہوگا یہاں تک کہ ہمارا قائمؑ قیام کرے گا یا بات کرے گا جیسے ہم کہتے ہیں پھر فرمایا، خدا کی قسم اگر ہمارا قائمؑ قیام کرے گا یا بات کرے گا جیسے ہم نے بات کی تو ان دونوں کے کاموں سے وہ چیز کہ جو اس وقت تک مکتوم اور پوشیدہ ہے آشکار کردے گا اور مکتوم بنادے گا ان کے کاموں کو جو وہ ظاہر کرتے تھے خدا کی قسم ہرگز گرفتاری و مصیبت اور واقعہ جو ہمارے خاندان کے سر پر آیا مضبوط نہ ہوسکا سوائے اس کے کہ ان دو آدمیوں نے اس کی اساس و بنیاد

کر تا تم کیا پس ان دونوں پر خدا کی لعنت ہو اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو

341 ......(۹۵) اور نیز حنان نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ آ امام باقرؑ نے فرمایا کہ تمام لوگ [illegible]
اور راہ راست سے پھر گئے تھے) سوائے تین آدمیوں کے میں نے عرض کیا وہ تین آدمی کون ہیں [illegible] فرمایا [illegible]
ابوذر غفاری اور سلمان فارسی ہیں خدا اپنی رحمت اور اپنی برکات کو ان پر نازل کرے پھر تھوڑی مدت [illegible]
لوگوں میں بھی یہ چیز واضح ہوگئی اور فرمایا یہ ہوئے ہیں کہ دین کا چکر ان پر چلا کہ انہوں نے اکا و بیعت (یعنی [illegible]
کرنے لگے یہاں تک کہ اس وقت بزور امیر المومنینؑ کو لے آئے اور آنحضرت سے بیعت کی [illegible]
ہیں ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى
أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ﴾ [illegible]
ہے محمد مگر اس کا رسول جیسا کہ اس سے پہلے رسول بھیجے گئے ہیں اور اگر وہ مر جائے یا قتل ہو جائے تو تم پچھلے پاؤں پھر جاؤ
گے اور جو کوئی پچھلے پاؤں پلٹ جائے تو وہ خدا کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور خدا شکر کرنے والوں کو نیک جزا [illegible]
آل عمران آیت نمبر ۱۴۴)

## خدا کے نیک بندے!

۔۔۔342 (۹۶) اور نیز امام باقرؑ نے فرمایا فتح مکہ کے دن رسول خدا منبر
تشریف لے گئے اور فرمایا اے لوگوں کے گروہ بے شک خدا نخوت و تکبر جاہلیت کے زمانے کا اور فخر کرنا اپنے باپوں پر اب
تمہارے درمیان سے ختم ہو گیا ہے بے شک تمام لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ بھی خاک و مٹی سے ہی پیدا ہوئے ہیں
بے شک بہترین شخص خدا کے بندوں میں وہ ہے جو اس سے ڈرتا ہے بے شک عربی ہونا (جو تمہارے افتخار کا سبب ہے
اس وجہ سے نہیں کہ تم عربی باپ سے پیدا ہوئے ہو بلکہ زبان سے حق کہنا اور (شہادتیں) کہنا پس جو کوئی شخص اپنے عمل
و کردار میں کم ہوگا تو حسب (نسب عرب) اس کو اس مقام تک نہ پہنچائے گا جان لو کہ ہر وہ خون جو زمانہ جاہلیت میں ہو گیا یا
ہر وہ کنیت (ان کے درمیان میں تھی) وہ میرے پاؤں کے نیچے آ گئی ہے (اور تمہارے درمیان سے چلی گئی ہے) قیامت
کے دن تک

343 .. (۹۷) حنان کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا کہ میں نے امام باقرؑ سے عرض کیا کیا یعقوبؑ کے بیٹے پیغمبر
نہ تھے فرمایا نہیں لیکن وہ اسباط پیغمبروں کی اولاد سے تھے اور وہ اس طرح تھے کہ اس وقت تک دنیا سے نہیں گئے مگر یہ کہ اہل
سیادت راستگار ہو کر گئے (چونکہ) انہوں نے توبہ کی اور اپنے برے کردار کا انہوں نے خود ہی ذکر کیا تھا لیکن شیخین دنیا سے
اس حالت میں گئے کہ انہوں نے توبہ نہ کی تھی اور اس برے کردار کا جو انہوں نے امیر المومنینؑ سے کیا اس کا ذکر نہ کیا تھا

پس ان دونوں پر خدا کی لعنت اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو

344 (۹۸) ابوالخطاب کہتے ہیں عبد صالح امام ہفتمؑ نے فرمایا سلیمانؑ بن داؤدؑ کے زمانہ میں لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو بس وہ آنحضرتؑ کے پاس تشریف لائے اور اپنے قحط کی شکایت کی اور ان سے خواہش کی کہ وہ ان کے لیے اپنے خدا سے بارش طلب کریں حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ تم سب کے سب صبح نماز کی نماز پڑھنا اور پھر بارش کی طلب کے لئے آجانا اور جب نماز صبح کو پڑھا اور بارش کے لئے چلے تو تمام لوگ ان کے ساتھ چلے تھوڑا سفر کیا ہی تھا کہ چیونٹیوں کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا ہوا ہے اور اپنے پاؤں کو زمین پر رکھا ہوا ہے اور کہتی ہیں بار خدایا ہم بھی تیری پیداوار ہیں جیسے دوسری مخلوق پیدا ہوئی ہیں اور تیری روزی سے بے نیاز نہیں ہیں پس ہمیں اولاد آدم کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک نہ فرما حضرت سلیمانؑ نے لوگوں سے فرمایا کہ واپس چلے جاؤ کہ دوسروں کے ذریعہ سے بارش تمہیں نصیب ہوگی پھر فرمایا کہ بارش اسی سال ان کے لئے آ گئی اس وقت تک اس طرح بارش پہلے کبھی نہ ہوئی تھی

345 (۹۹) ابوعبید مدائنی کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا، بے شک خداوند عزوجل کے بندے ہیں میمون و بابرکت اور خود ان کے لئے ذریعہ روزگار رکھتا ہے اور لوگ بھی ان کے سائے میں (خوشی و نعمت) سے اپنی زندگی گزارتے ہیں یہ وہ خدا کے بندے ہیں جو ان لوگوں میں اس بارش کی طرح ہیں (وہ لوگ بھی خیر و برکت دیتے ہیں) اور ان کے مقابلے میں خدا کے وہ بندے ہیں جو رحمت حق سے دور اور بے خیر و برکت ہیں نہ وہ خود زندگی کو اچھا جانتے ہیں اور نہ ان کی پناہ میں خوشی سے زندگی گزار سکتے ہیں یہ لوگوں کے درمیان آفت ملخ کی طرح ہیں کہ وہ کسی چیز کو نہیں پہنچتے سوائے اس کے کہ وہ ان کو نابود کرتی ہے

346 (۱۰۰) حسان بن شاذان کہتے ہیں میں نے امام ہشتم حضرت رضاؑ کو خط لکھا اور اس میں لوگوں کا جفا کرنا اور وسط و حملات کا جو مجھ سے کرتے ہیں اس کی آنحضرتؑ سے شکایت کی کہ وہ مجھ سے جفا کرتے ہیں یہ سب عثمان کے طرف دار ہیں اور کئی دفعہ مجھے تکلیف و آزار دے چکے ہیں پس آنحضرتؑ نے اپنے دست مبارک سے مجھے لکھا بے شک خدا نے ہمارے دوستوں سے عہد و پیمان لیا ہے کہ زمانہ حکومت باطل میں صابر رہیں اور صبر کرتے رہیں پس اپنے رب کے حکم کے سامنے صابر رہو اور اس وقت تک جب خلق کا آقا (مجلسیؒ کہتے ہیں کہ یعنی امام زمانہؑ ظہور کریں گے) یہ اس وقت کہیں گے ﴿ يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴾ اے وائے ہو ہم پر کہ کس نے ہمیں اس نیند سے بیدار کیا ہے یہ وہ ہے کہ جس کا خدائے رحمان نے وعدہ کیا ہے اور اس کے پیغمبر سچ کہتے تھے (یاسین آیت نمبر ۵۱)

347 (۱۰۱) جمیل بن دراج کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اگر لوگ یہ جان لیتے کہ معرفت و پہچان خدا میں کس قدر فضیلت ہے تو (ہرگز کبھی بھی) اپنی آنکھ کو بلند نہ کرتے کہ کیا کچھ خدا نے اپنے دشمنوں کو دیا ہے یعنی زندگانی دنیا اور اس کی نعمتیں ان کو اور ان کی دنیا (یعنی خدا کے دشمنوں کی) ان کی نظر میں پست تر ہے اور اس سے کہ انہوں نے اسے اپنے پاؤں کے نیچے روند دیا ہے اور حصہ مند ہوئے ہیں اسی معرفت اور پہچان خدا سے ہی شاد ہوتے جان و یہی شاد ہونا کسی شخص کا بہشت سے رغور ... مل ہونا خدا کے اولیاء کے ساتھ ہوتے ہیں ... رہتے پھرتے ہیں تب معرفت خدا ہر وحشت سے اور مدد اور ہمدم ہر تنہائی ... اور رہبر ہر تاریکی سے روشنی اور ہر طاقت سے فتح اور ہر درد سے امان اور انس بخش ہے پھر فرمایا یقیناً تم سے پہلے بھی لوگ گزرے ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے ہیں اور ان کو جلایا بھی گیا اور آرے کی طرح چیرا بھی گیا اور وہ زمین جو وسیع پھیلی ہوئی ہے ان کے لئے تنگ ہوگئی اور تمام یہ احوال اور اوضاع ان کی ہونے کے باوجود اپنے اس عقیدہ سے نہ پلٹے جو وہ رکھتے تھے اور وہ لوگ کہ جو ان کے سروں پر ان بلاؤں کو لے آئے نہ مطالبہ خون کا تھا یا آزار کا تھا کہ جو ان سے کرتے تھے بلکہ ہرگز عیب و سوالات ان سے نہ رکھتے تھے سوائے اس کے کہ یہ خدا پر بھروسہ اور ایمان پر قائم تھے پس وہ اپنے پروردگار سے ان اے درجات کی درخواست کرتے اور روزگار کی ناگواری پر صابر رہتے تاکہ سعی و کوشش سے اس تک پہنچ جائیں

348 (۱۰۲) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ خدا نے مچھر سے زیادہ کسی چیز کو زیادہ چھوٹا پیدا نہیں کیا اور جرجس مچھر سے زیادہ چھوٹا ہے اور ہم اس کو ولع کا نام دیتے ہیں وہ جرجس سے بھی زیادہ چھوٹا ہے اور کوئی چیز نہیں ہے جو ہاتھی کے بدن میں ہو سوائے اس کے وہ اس کی مانند حیوان کی طرح وجود رکھتی ہے اور بلکہ زیادہ اعضاء ہاتھی سے دو بال بھی رکھتی ہے (کہ ہاتھی ان کو نہیں رکھتا) (مجلسیؒ مرحوم کہتے ہیں کہ بعید نہیں ہے کہ یہ حصر اضافی ہو جیسا کہ اس سے ظاہر ہے کہ چاہیے اس کو مخصوص پرندوں میں جانا جائے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ حیوانات زیادہ چھوٹے مچھر سے ہوتے ہیں نیچے ہی بہت زیادہ ہیں خصوصاً آج جانور ذرہ بینی سے بہت زیادہ ظاہر ہو چکے ہیں اس وقت ملین حیوانات اس طرح کے یکجا جمع ہو چکے ہیں جسم بدن ایک مچھر ریز کو تشکیل کرتے ہیں

## ایک آیت کی تفسیر!

349 (۱۰۳) ابو ربیع شامی کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ سے خدا کے اس کلام کو پوچھا کہ وہ فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ اے ایمان والو جس وقت رسول تم کو ایسے کام کی طرف بلائیں جو تمہاری زندگی ہے (سورہ انفال آیت نمبر ۲۴) تو فرمایا یہ آیت علیؑ کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی (کیونکہ ولایت علیؑ مایہ زندگی جان و دل و عقل ہے) پھر کہا کہ

آنحضرت سے اس خدا کے کلام کے بارے میں پوچھا ﴿وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ﴾ اور ایک پتہ بھی ایسا نہیں گرتا جسے وہ جانتا ہو اور کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں اور کوئی تر اور خشک ایسا نہیں ہے جس کا ذکر کھلی کتاب میں نہ ہو (سورۃ انعام آیت ۵۹) فرمایا مراد ورقہ (پتے سے) (جنین) بچہ ہے جو ساقط ہو گیا اور مراد دانہ سے فرزند ہے اور زمین کی تاریکیوں سے مراد رحم ہیں اور تر (رطب) وہ ہے جو ابھی تک پیدا نہ ہوا ہو اور نہ ہی اس کی خلقت مکمل ہوئی ہو جب مکمل ہو تو وہ زندہ ہے خشک (یابس) اس سے مراد وہ خلق ہے جس میں جان پیدا ہوئی ہو اور مگر وہ مر گیا ہو اور ان تمام کو امام نے یاس بیان کرنے والا (محفوظ) ہے اور ان کو وہ جانتا ہے اور کہا آنحضرتؐ سے میں نے پوچھا اس کے متعلق کہ خدا فرماتا ہے ﴿سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ﴾ تم کہہ دو کہ تم زمین میں چلو پھر و پھر غور سے دیکھو کہ ان لوگوں کا جو تم سے پہلے تھے انجام کیسا ہوا (سورہ روم آیت 42) فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ تم قرآن میں غور و فکر کرو اور سمجھو کہ تم سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا اور خدا نے اس کی نسبت تم کو کیا خبر دی ہے میں نے عرض کیا پس خدا کے اس کلام کے متعلق کیا فرماتے ہیں ﴿وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِينَ ○ وَبِاللَّيْلِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ اور تم صبح و شام آتے جاتے ضرور ان کے آثار قدیم کے پاس سے گزرتے رہتے ہو تو کیا تم کچھ سمجھتے ہی نہیں (سورۃ صافات آیت ۱۳۷) فرمایا کہ جب تم قرآن پڑھتے ہو تو قرآن میں ان کے حالات پر سے تمہارا گزر ہوتا ہے اور خدا نے ان کی خبر جو بطور قصہ بیان کیا ہے وہ تم پڑھ ہی جاتے ہو (آیت نمبر ۴۲ سورہ روم اس طرح ہے ﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ﴾ اور لفظ قبلکم اس میں نہیں ہے اور مجلسی کہتے ہیں یہ اختلاف یا یہ اس لئے ہے کہ شاید مصحف آئمہ میں اس طرح ہو یا نسخہ لکھنے والوں سے اشتباہ ہوا ہو اور احتمال دوم زیادہ ظاہر ہے)

350 . (۱۰۴) اہل جبل کے ایک مرد کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا تمہارے لئے ہے کہ دوستی دیرینہ سے اور پرہیز کرو نئے (دوستوں) سے کہ جو عہد و امانت و قول و پیمان نہیں رکھتے اور ہر اس شخص سے کہ جو تیرے نزدیک زیادہ مورد اعتماد ہے احتیاط پر رہو کیونکہ لوگ (عام طور پر) نعمتوں کے دشمن ہیں (اس نعمت پر رشک کرتے ہیں اور ہر طریقہ سے چاہتے ہیں کہ یہ نعمت اس کے صاحب سے زائل کر دیں اور اس رو سے ممکن ہے وہ شخص بھی کہ جو تیرے اعتماد کو دوسروں کے سامنے پیش کرے اور اسی فکر و سوچ میں مصروف ہو)

قضیہ دفن زید بن علیؑ !۔۔۔351 (۱۰۵) سلیمان بن خالد کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے مجھ سے
پوچھا اور فرمایا کہ کس چیز نے تم کو اس طرح چھوڑا کہ زید بن علی کو اس جگہ میں چھوڑ کر خود چلے گئے میں نے عرض کیا میں چیز
یں اس کام کا سبب بنیں ایک کی افراد کہ جو ہمارے ساتھ تھے چونکہ ہم صرف آٹھ آدمی تھے اور دوسرا یہ ڈر کہ صبح ہو گی
ہمارا کام ظاہر ہو جائے گا اور پھر تیسری وجہ یہ کہ یہی نقطہ زمین سے آرام کا متقدر اس کا تھا (اور ہم طاقت نہیں رکھتے تھے
برخلاف تقدیر کے کوئی عمل کریں) فرمایا اس نقطہ سے کہ اس کو دفن کیا تو فرات تک اس کا فاصلہ کتنا تھا میں نے کہا
باندازہ ایک پتھر کے پھینکنے کے برابر فرمایا سبحان اللہ کیوں نہ کہ اس کے بدن سے نہ باندھا اور فرات میں نہ ڈال دیا
سے یہ زیادہ بہتر تھا میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان خدا کی قسم میں ناطاقت تھا کہ اس عمل کو انجام دیتا فرمایا اس
دن تم نے زید کے ساتھ خروج کیا کس طرح تھے میں نے عرض کیا مؤمن تھا فرمایا تمہارے دشمن کس طرح تھے میں نے
کافر تھے فرمایا میں خدا کی کتاب میں اسے پاتا ہوں کہ وہ فرماتا ہے ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا﴾ اے وہ لوگو جو ایمان
لائے ہو ﴿فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ
فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا﴾ پس جب تم کفار سے مقابلہ کرو تو گردنوں کو مارو
یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب قتل کر چکو تو کس کس کے مشکیں باندھنا (اور ان کو اسارت کر لو) پھر اس کے بعد یا تو احسان
کرنا ہے (ان کو آزاد کرنا ہے) یا فدیہ لے لینا ہے جب تک کہ لڑائی میں اپنے ہتھیار نہ ڈال دے (اور صلح پر قائم نہ
ہو جائے) (سورہ محمد آیت نمبر۴) اور تم نے خود ہی آغاز کیا لوگوں کو کہ جو اسیر ہوئے تھے چھوڑ دیا سُبْحَانَ اللّٰهِ تم ایک
ساعت کے لئے بھی ناطاقت نہ تھے کہ عدالت کا طریقہ اختیار کرتے

352۔۔۔(۱۰۶) ابو بصیر کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بے شک خدا نے تمہارے پیغمبر کو معاف رکھا اس سے
کہ اپنی امت سے ہاتھ کھینچ رکھیں جیسا کہ دوسرے پیغمبروں نے بھی اپنی امت اپنے ہاتھوں کو کھینچے رکھا اور ان کو ہمارے
لئے مقرر کیا ہے

353۔۔۔(۱۰۷) ضریس کہتے ہیں کہ لوگ امام باقرؑ کے پاس بحث کر رہے تھے بعض کہتے کہ علیؑ سے جنگ کرنے
والے رسولؐ خدا سے جنگ کرنے والوں سے بدتر تھے اور بعض کہتے کہ رسولؐ خدا سے جنگ کرنے والے علیؑ سے جنگ
کرنے والوں سے بدتر تھے امام باقرؑ نے ان کی اس بات کو سنا پھر فرمایا کیا کہتے ہو عرض کرنے لگے خدا آپؑ کے کاموں کی
اصلاح کرے ہماری بحث جنگ کرنے والوں رسولؐ خدا اور جنگ کرنے والوں علیؑ کے بارے میں ہے بعض ہم سے کہتے

ہیں کہ علیؑ سے جنگ کرنے والے بدترین رسولؐ خدا کی نسبت اور بعض ہم سے کہتے ہیں کہ رسولؐ خدا سے جنگ کرنے والے علیؑ سے جنگ کرنے والوں سے بدتر تھے امام باقرؑ نے فرمایا نہیں بلکہ علیؑ سے جنگ کرنے والے بدتر تھے رسولؐ خدا سے جنگ کرنے والے سے میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان آیا علیؑ سے جنگ کرنے والے بدتر تھے رسولؐ خدا سے جنگ کرنے والوں سے فرمایا ہاں اور ابھی میں اس کی وجہ تم سے بیان کرتا ہوں بے شک جنگ کرنے والے رسولؐ خدا سے (وہ لوگ تھے) جو اسلام کا اقرار نہیں کرتے تھے لیکن علیؑ سے جنگ کرنے والے اقرار اسلام کرتے تھے اور پھر اس کے منکر ہو گئے تھے

## کمال حقیقت ایمان !

354 (۱۰۸)... ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے کلام خدا جو حضرت ایوبؑ کے بارے میں ہے فرماتا ہے ﴿وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ﴾ اور اس شخص کو اسے عطا کیا اور اس کی نظیر کو اس کے ہمراہ میں نے عرض کیا کیسے فرزندان کی مانند ان کو دیا گیا فرمایا زندہ کیا اس کے لئے اس کے اس فرزند کو کہ جو اجل سے پہلے ہی وفات پا گیا تھا اسی اندازہ کے مطابق کہ جو فرزند اس دن ہلاکت کو پہنچا تھا

355 (۱۰۹)... ابوبصیر کہتے ہیں کہ خدا کے اس کلام کے بارے میں ﴿كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا﴾ (ایسا معلوم ہوگا) گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کا ایک ٹکڑا چھا گیا ہے (سورہ یونس آیت نمبر ۲۷) فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں جب رات آتی ہے تو تمام سیاہی پھیل جاتی ہے اور ان کے گھر اندھیرے ہو جاتے ہیں اور اسی تربیت سے ان لوگوں کی سیاہی بڑھ جائے گی (مجلسیؒ کہتے ہیں یہ آیت گناہ گاروں کے حال کو اور کافروں کے حال کو جو قیامت میں ہوگا بیان کرتی ہے مراد شدت سیاہی ان کے چہروں کی ہے کہ خدا نے اسے بیان فرمایا ہے کہ ان کی سیاہی اسی طرح ہے کہ گویا حصہ حصہ تاریک رات کا جوان کے چہروں کو چھپا دیتا ہے اور مراد امامؑ کی یہ ہے کہ رات اگرچہ مستلزم تاریکی وظلمت کی ہے لیکن اس حالت میں بعض جگہ پر رات کی تاریکی زیادہ ہوتی ہے دوسری جگہ پر کم ہوتی ہے گھر کی طرح نسبت ان کے باہر کے اور خدا نے ان کے چہروں کو سیاہی سے تشبیہ فرماتا ہے اس مقام پر کہ حصہ حصہ تاریکی رات سے ان کو چھپا دیتا ہے)

356 (۱۱۰) حارث بن مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ عبدالملک بن اعین نے امام جعفر صادقؑ سے ایک مسئلہ پوچھا اور اپنے سوالات کو بیان کیا یہاں تک کہ اس مقام پر کہا اس وضع سے کہ پس تمام لوگ ہلاک ہو گئے فرمایا ہاں خدا کی قسم تمام لوگ ہلاک ہو گئے میں نے عرض کیا جو کوئی مشرق میں ہے اور جو کوئی مغرب میں ہے فرمایا بے شک شہر گمراہی کی وجہ

سے فتح ہوئے ہاں خدا کی قسم ہلاک ہو گئے سوائے تین آدمیوں کے (مراد تین آدمیوں سے یہی ہیں جو امام باقرؑ سے ... نمبر ۳۴۱ میں فرمایا کہ ان سے مراد سلمانؓ وابوذرؓ اور مقدادؓ ہوئے ہیں)

357 (۱۱۱) ابان بن تغلب اور جمع دیگر کہتے ہیں کہ ہم امام جعفر صادقؑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ... فرمایا کہ ہرگز کوئی شخص حقیقت ایمان کے قابل نہیں ہوتا جب تک موت اس کے نزدیک زندگی سے زیادہ پیاری ... ہو اور بیماری اسے تندرستی سے زیادہ محبوب ہو اور ناداری اسے مال رکھنے سے زیادہ محبوب ہو لیا ... اس طرح ... لگے نہیں خدا کی قسم ہم آپؑ پر قربان اور سب کے سب شرمندہ اور سروں کو نیچے کر لئے اور یکسر کی ناامیدی ... ہو گئی امامؑ نے جب ان کی شرمندگی اور ناامیدی کو مشاہدہ کیا تو ان سے فرمایا کیا تم دوست رکھتے ہو کہ تم میں ... چاہتا ہے کہ اس دنیا میں عمر گزارے اور اس کے بعد اس عقیدہ کے علاوہ (جو شیعہ رکھتے ہیں) مر جائے یا ... اس طولانی عمر کو قطع کردے) پھر اس عقیدہ پر (اور ایمان) پر مرجائے کہنے لگے بلکہ ہر ایک ہم سے دوست رکھتا ہے ... اسی پر جو عقیدہ رکھتا ہے مرجائے (اور اس عمر طولانی کو بغیر فخر کرنے کے گزارے اور اس پر عقیدہ پر رکھے) ... معلوم ہوا کہ موت تمہارے نزدیک زندگی سے زیادہ محبوب تر ہے پھر فرمایا کیا دوست رکھتے ہو کہ ایک تم سے زندہ رہے ... جو کچھ چاہے اور ہرگز ایک ان بیماریوں اور درد سے درد اسے نہ پہنچے یا یہ کہ بغیر اس عقیدہ کے رکھنے کے مرجائے کہنے لگے نہیں اے فرزند رسولؐ خدا فرمایا اور اسی ترتیب سے بھی معلوم ہوا کہ بیماری تمہارے نزدیک تندرستی سے زیادہ محبوب ہے فرمایا کیا دوست رکھتے ہو کہ ایک تم سے کہ تمام مال اس دنیا کا اور جس پر روزانہ سورج روشن ہوتا ہے اسے دے دیا جائے لیکن غیر اس مذہب وعقیدہ پر ہو تمام کہنے لگے نہیں فرزند رسولؐ خدا نے فرمایا، اسی ترتیب سے معلوم ہوا کہ ناداری تمہارے نزدیک مال رکھنے سے زیادہ محبوب ہے

358. (۱۱۲) حماد لحام کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ میرے باپ نے مجھ سے فرمایا اے میرے بیٹے بے شک اگر تم کردار میں میرے مخالف ہو گئے اور کل قیامت کے دن میرے ساتھ ایک منزل میں نہ ہو گے پھر فرمایا خدا نے نہیں چاہا کہ کوئی شخص دوسرے لوگوں کی سرپرستی کرے اور یہ اس کی سرپرستی میں ہو جائیں اور کردار میں اپنے سرپرستوں کی مخالفت کرے اور اسی حالت میں روز قیامت ان کے ساتھ ایک منزل میں ہو نہیں خدائے کعبہ کی قسم اس طرح ہرگز نہ ہوگا

## رسولؐ خدا کی زندگی اور موت امت کے لئے خیر تھی!

359۔۔۔ (۱۱۳) ابوحمزہ کہتے ہیں کہ میں نے امام باقرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا ہرگز ایک افراد بھی اس امت سے نہیں کہ دیندار دین ابراہیمؑ پر ہو سوائے

[illegible] نے [illegible] اہل نہیں ملی کہ جو اس امت سے ہدایت پائے سوائے ہمارے خاندان سے [illegible] سے [illegible] کوئی [illegible] گمراہ ہو گا تو وہ ہماری مخالفت کی وجہ سے گمراہ ہو گا

[illegible] کہتے ہیں میں امام جعفر صادقؑ کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص نے آنحضرتؑ سے [illegible] سے کوئی کام انجام دے تو کیا خدا اس سے اس کام کا مواخذہ کرے گا حضرتؑ نے فرمایا خدا [illegible] ہے کہ اپنے بندے کی بن میں باندھ دے (اور اس کا اس حال میں مواخذہ کرے) (اور بعض نسخہ میں [illegible] امام [illegible] سے نقل کیا گیا ہے کہ اس جملہ کی جگہ پر فرمایا اس سے) کہ اپنے بندے کو پریشانی و بے حیائی سے دو چار کرے)

361 (۱۱۵) [illegible] بن ابوحمزہ اور دوسرے کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا بے شک [illegible] لئے میری زندگی میں خیر و برکت ہے اور میرے مرنے میں بھی خیر ہے عرض کیا گیا اے رسولؐ خدا یہ خیر و برکت [illegible] زندگی کی تو ہم جانتے ہیں لیکن آپ کی موت ہمارے لئے کیسے خیر ہے فرمایا میری زندگی میں کہ خدا فرماتا ہے ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ اور اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ جس حال میں تم ان میں موجود ہو ان کو عذاب دے (سورہ انفال آیت نمبر ۳۳) اور پھر میرا مرنا اس طرح کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوں گے اور میں تمہارے لئے مغفرت کی دعا کروں گا۔

362 (۱۱۶) ہشام بن سالم کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بے شک بعض لوگوں میں سے کچھ خود کو شیعہ کے ساتھ ملاتے ہیں تا کہ اس مقام پر جھوٹ کہیں کہ شیطان ان کے جھوٹ کا نیازمند ہے (یعنی شیطان ان کے وجود کا مدعی ہے کہ جھوٹ گو اپنے نفع کے لئے استفادہ کرے)

363 (۱۱۷) ابوحمزہ کہتے ہیں پہلی دفعہ کہ میں نے علیؑ بن حسینؑ کو پہچانا ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک شخص باب فیل (مسجد کوفہ) سے داخل ہوا اور چار رکعت نماز پڑھی میں بھی اس شخص کے پیچھے گیا یہاں تک کہ بیئر زکواۃ کو کہ جو نزدیک صالح بن علی کے گھر پہنچا تھا اور اس مقام پر دو اونٹ زانو سے باندھے ہوئے دیکھے اور غلام سیاہی (کالا حبشی) ان کے [illegible] اس غلام سے میں نے پوچھا یہ مرد کون ہے اس نے کہا علیؑ بن حسینؑ ہے پس میں آنحضرتؑ کے نزدیک ہوا اور ان پر سلام کیا اور ان سے عرض کیا کہ کیا سبب ہوا کہ اس ملک میں آئے ہو جس ملک میں آپؑ کے باپ دادا کو اس میں قتل کیا گیا فرمایا اپنے باپ کی زیارت کو آیا ہوں اور اس مسجد میں نماز بھی پڑھی اور ابھی مدینہ کی طرف جاتا ہوں خدا کا درود ان پر ہو

354 (۱۱۸) بعض اصحاب امام جعفر صادقؑ نے کہا کہ ہم نے آنحضرتؑ سے پوچھا کہ خدا کے اس کلام کے

بارے میں ﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ﴾ اور جو شخص مظلوم قتل کیا جائے گا تو ہم ضرور اس کے وارث کو غلبہ دیں گے پس وہ قتل میں زیادتی نہ کرے گا (سورہ اسراء آیت نمبر ۳۳) فرمایا یہ حسینؑ کے بارے میں نازل ہوا ہے اور اگر لوگ روئے زمین پر اس کی وجہ سے قتل ہو جائیں تو اسراف نہ ہوگا

**زمین کا زلزلہ!۔۔۔** 365 (۱۱۹) عبدالصمد بن بشیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بے شک وہ مچھلی کہ جو زمین کو اٹھائے ہوئے ہے اس نے اپنے خیال سے کہا کہ میں وہ ہوں کہ میں نے تمام زمین کو اپنی طاقت سے اٹھایا ہوا ہے پس خدا نے ایک مچھلی اس کے پاس بھیجی کہ وہ زیادہ چھوٹی ایک وجب سے اور زیادہ بڑی سرانگشت سے تھی پس یہ چھوٹی مچھلی اس کے ناک میں داخل ہوگئی اور اس نے غش کھایا اور چالیس روز اسی حالت میں رہی پھر خدا نے اس سے محبت کی اور اپنی رحمت بھیجی اور اس مچھلی کو اس کے ناک سے نکال دیا اور خدا بھی جس وقت چاہے کہ کسی جگہ زلزلہ آ جائے تو اس چھوٹی مچھلی کو اس بڑی مچھلی کی طرف بھیج دیتا ہے صرف اس لئے کہ اس کو دیکھ لے تو وہ حرکت کرنے لگ جاتی ہے اور اس وجہ سے زمین میں زلزلہ آ جاتا ہے

366 (۱۲۰) تمیم بن حاتم کہتے ہیں کہ ہم خدمت امیرالمومنینؑ میں موجود تھے کہ پس زمین اپنے آپ ہلنے لگی حضرتؑ نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا فرمایا آرام سے ٹھہر جاؤ تمہیں کیا ہوگیا پھر ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا جانتے ہو کہ اگر چہ اس کی حرکت یہی ہے جو اس کی حرکت تھی کہ خدا نے فرمایا تو اس کا جواب دیا لیکن یہ اس کی حرکت وہ نہیں ہے (اس حدیث میں اشارہ ہے اس کا کہ جو تفسیر سورہ زلزال میں وارد ہوا ہے کہ جس وقت زمین ہلنے لگے گی اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہوگیا ہے اس وقت زمین اپنی خبریں بیان کرے گی امامؑ نے جیسا کہ علل الشرائع اور تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے کہ تفسیر میں فرمایا کہ وہ انسان کہ جو زمین سے بات کرے گا علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں اور زمین جواب میں آنحضرتؑ سے بات کرے گی اور اس جگہ پر مراد امیرالمومنینؑ کی یہ ہے کہ اس کا ہلنا قیامت والا نہیں ہے وگرنہ میں اس سے کہتا کہ تم کو کیا ہے تو وہ جواب دیتی)

367 (۱۲۱) ابو شبل کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جو کوئی تم کو مذہب و عقیدہ کی خاطر کہ جو تم رکھتے ہوئے دوست رکھے گا بہشت میں جائے گا اگر چہ وہ کچھ نہ بھی کہے جو تم کہتے ہو (مجلسیؒ نے دو وجہ اس حدیث کے معنی میں بیان کی ہیں ایک یہ کہ مراد مستضعفین غیر شیعہ سے ہوگا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مراد کمزوروں اور عوام شیعہ سے ہوگا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر چہ اس کو کہ جو تم کہتے ہو وہ نہیں کہتا یعنی اگر چہ نا طاقت ہے حقانیت مذہب کو بیان کرے اس طرح نہ جیسے تم استدلال کرتے ہو)

368 (۱۲۲) سلام بن مستنیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جس وقت داستان (جنگ) امیر المومنین وطلحہ وزبیر وعائشہ بصرہ میں ختم ہوگئی تو آنحضرتؑ منبر پر گئے اور حمد وثنائے الٰہی کو بجالائے اور رسولؐ خدا پر درود بھیجا پھر فرمایا اے لوگو! بے شک دنیا شرین اور سرسبز ہے اور لوگوں کو شہوت کے ذریعے فریب دیتی ہے اور اس کی زینت ختم ہونے والی ہے اپنے کوان کے لئے آرائش کرتی ہے اور خدا کی قسم کہ دنیا اپنے آرزومند کو دھوکہ دیتی ہے اور اپنے امیدوار کے ساتھ وعدہ خلافی کرتی ہے اور جلد ہی پشیمانی وافسوس میں لاتی ہے لوگوں کے لئے کہ جو اس کی طرف منہ کرتے ہیں اور جو اسے ہاتھ لانے کے لئے اس کے ساتھ رقابت کرتے ہیں اور اہل دین اور فضیلت پر ستم وکینہ جوئی اور طغیان وگردن کشی وتکبر وحسد کرتے ہیں اور ستم کرتے ہیں اور خدا کی قسم بے شک کہ کبھی بھی لوگ خدا کی نعمتیں جو دنیا کی زندگی کے لیے ہیں اپنی عمر میں اس طرف متوجہ نہیں ہوتے اور نہ پرہیزگاری کرتے ہیں تاکہ خدا کی اطاعت اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں اور خدا اس نعمت کو ان سے واپس نہیں لیتا سوائے اس کے کہ وہ خود اس کو دگرگوں کردیں اور اطاعت حق سے الگ ہوجائیں اور اور نئے گناہوں کو قائم کردیں اور خود ان کے لیے کوئی (گناہ) کم نہ ہوگا اور خدا بھی ان کا نگران نہیں ہے اور حمد نعمت خدا کے شکر کرنے میں سستی کرتے ہیں کیونکہ خدا آیت محکم میں خود اپنی کتاب میں فرماتا ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۗ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ ۚ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ﴾ بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے حال کو نہ بدلیں اور جب اللہ کسی قوم کے حق میں بدی چاہتا ہے تو اس کا دفیعہ کچھ نہیں ہے اور بندوں کا اس کے سوا کوئی والی نہیں ہے (سورۃ رعد آیت نمبر ۱۱) اور اگر جیسا کہ نافرمان اور گناہ گار اس وقت جب زوال نعمت خدا آجائے اور اس کے انتقام کے آجانے سے دگرگوں ہوں تو اس پر اپنی عافیت میں ہوتے ہیں اس مطلب سے یقین پیدا کریں گے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ یہ ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس حالت میں ہاتھ کھینچ لیں گے اور توبہ کریں گے اور روئے راستی وصدق وصفا اور اعتراف گناہ کا خدا کی بارگاہ میں ذکر کر کے پناہ طلب کرتے ہیں کہ خدا ان کے تمام گناہوں سے چشم پوشی کرے گا اور ہر لغزش جو ان سے سرزد ہوئی تھی درگزر کرے گا اور ہر نعمت جو ان کو دی گئی اکرام کرے گا اور ان کے لئے کھول دے گا اور ہر قسم کی اصلاح ان کے کاموں میں کرے گا اسی طرح ہر نعمت کہ جو ان سے واپس لے لی گئی تھی اور ان کے لئے تباہ کردی گئی تھی ان پر دوبارہ نازل کردے گا پس اے لوگو خدا سے اس طرح جیسے چاہیے ڈرو اور خوف خدا کو اپنا شعار بنالو (شعار جامہ کی طرح کہو کہ جو زیر لباس بدن پر کرتے ہو) اور اپنے یقین کو پاک کرو اور برے کام جو شیطان نے تمہارے لئے کہے ہیں توبہ کرو یعنی جنگ ولی امر اور دانش مند سے رسولؐ خدا کے بعد کرنا اور ہم کاری ایک دوسرے سے کرنے سے الگ ہوجاؤ اور مسلمانوں کے

ساتھ جمع ہو جاؤ اور پوشیدہ کام ختم کر دو اور تباہ کرنے کے بجائے لوگوں میں اصلاح کرو (اس ...
شک خدا توبہ قبول کرنے والا ہے اور برائیوں سے درگزر کرنے والا ہے اور جو کچھ تم انجام دیتے ہو ...

## بعض ستاروں کی خلقت کی کیفیت!۔۔۔

369۔ (۱۲۳) ابوعبداللہ مدائنی کہتے ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا بے شک اللہ تعالی نے سات فلک و آسمان میں ستاروں کو خلق کیا اور ان کو ٹھنڈے پانی سے خلق کیا اور ستاروں کو گرم پانی سے جاری کیا اور ستارے پیغمبر اور ان کے اوصیاء ہیں اور وہ ستارہ امیر المومنینؑ ہے جو ان کو دنیا سے نکلنے کا اور زہد اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے اور خاک کو بستر بنانے کا اس کو اوپر لینے کا حکم دیتا ہے اور اون سے لباس اور خشن کھانا کھانے کا اور خدا نے ستاروں سے کہ جو اس سے زیادہ نزدیک ہے کسی کو پیدا نہیں کیا (مرحوم فیض کہتے ہیں کہ امام نے اس حدیث میں ستارہ زحل کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور یہ مطلب موافق منجم کے عقیدہ سے ہے کہ وہ زحل ستارے کو نحس سمجھتے ہیں کیونکہ ان کا مقصد نحوست وغیر نحوست چیزوں کی ہے اور جو مربوط اس فانی دنیا سے ہے اور دنیا و آخرت ایک جگہ جمع نہ ہوں گی پھر حدیث کتاب فرج المہموم سے نقل کرتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے ایک شخص سے جو اہل یمن سے تھا پوچھا تم زحل ستارے کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہو تو اس مرد نے کہا ستارہ نحس ہے حضرتؑ نے فرمایا اس طرح کی بات نہ کہو کیونکہ یہ امیر المومنینؑ کا اور اوصیاء کا ستارہ ہے تا آخر)

370 (۱۲۴) یاسر خادم کہتے ہیں کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا قفس کو گویا کہ اس میں سترہ (17) شیشے تھے اور ناگاہ یہ قفس گر گیا اور یہ شیشے ٹوٹ گئے حضرتؑ نے فرمایا اگر تیرا خواب درست ہوا تو ایک شخص ہمارے خاندان کا خروج کرے گا اور سترہ دن سے زیادہ حکومت نہ کرے گا اور پھر مر جائے گا پس محمد بن ابراہیم نے ابوسرایا کے ساتھ کوفہ میں خروج کیا اور سترہ دن سے زیادہ اس کی عمر نہ گزری تھی اور پھر وہ مر گیا (داستان خروج ابوسرایا کوفہ میں بیعت کرنا لوگوں کا محمد بن ابراہیم کی اور اس کے بعد علی بن عبداللہ بن حسین کی بیعت کرنا مرحوم محدث قمی نے کتاب تتمۃ المنتہی میں تفصیل سے بیان کیا ہے جو کوئی چاہتا ہے وہ اس کے صفحہ ۱۹۲ سے ۲۰۰ تک کے صفحات کا مطالعہ کرے)

371 ....(۱۲۵) محمد بن سنان کہتے ہیں کہ زمان خلافت ہارون میں امام رضاؑ سے میں نے عرض کیا بے شک آپؑ نے اپنے آپ کو امر امامت سے متعلق اپنے شیعوں میں مشہور کیا ہے اور اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھے ہو اس صورت میں کہ شمشیر ہارون سے تمہارا خون کیا جائے (اور اگر وہ جان لے کہ تم اپنے باپ کے بعد شیعوں کے امام ہو تو تمہیں قتل کر دے) تو فرمایا جس نے مجھے اس امر پر دلیر کیا اور جرأت دی ہے وہ رسولؐ خدا کا فرمان ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر ابوجہل نے میرے سر کے بال کو کم کیا ہے تو پس گواہ رہو کہ میں پیغمبر نہیں ہوں اور میں بھی تم سے کہتا ہوں کہ اگر ہارون میرے سر کے

بالوں کو کم کر دے تو گواہ رہنا کہ میں امام نہیں ہوں

**عمریا پر امام جعفر صادقؑ کا احتجاج!۔۔۔** 372(۱۲۱) سماعہ کہتے ہیں ایک شخص اولاد عمر بن خطاب سے متعرض ایک کنیز فرزندان عقیل ہوا تو کنیز نے اپنے آقا (اس مرد عقیل سے) اس کی شکایت کی اور کہا کہ یہ مرد عمری مجھے آزار دیتا ہے مرد عقیلی نے اس سے کہا کہ تم اس سے ملنے کا وعدہ کر دو اور اس کے ساتھ چل کر اسے گھر میں لے آؤ اس کنیز نے ایسا ہی کیا اور جب عمری شخص گھر کے دروازے پر آ گیا تو مرد عقیلی نے اس پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اور اس کے جنازہ کو سر راہ پھینک دیا کچھ لوگ جو نسل ابوبکر و عمر و عثمان سے تھے وہ سب کے سب اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہمارے رفیق کی زوجہ نہ تھی اور ہم سوائے جعفر بن محمدؑ کے کسی کو اس کے بدلے میں قتل نہ کریں گے اور سوائے ان کے کسی نے بھی ہمارے رفیق کو قتل نہیں کیا اور امام جعفر صادقؑ اس وقت محلہ قبا کی طرف گئے ہوئے تھے میں آنحضرتؑ کو دیکھنے کے لئے گیا اور ان لوگوں کے پختہ ارادے کی ان کو اطلاع دی حضرتؑ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو اس وقت کہ جب آنحضرتؑ واپس ہوئے اور اس گروہ نے جب ان کو دیکھا تو ان کی طرف ہجوم کیا اور کہنے لگے اس ہمارے رفیق کو ہرگز کسی شخص نے سوائے آپؑ کے قتل نہیں کیا اور ہم کسی ایک کو بھی سوائے آپؑ کے قتل نہ کریں گے فرمایا تم اپنے گروہ سے کچھ لوگوں کا انتخاب کرو کہ وہ مجھ سے بات کریں پس وہ سب کے سب یہاں سے چلے گئے اور چند لوگ رہ گئے تو حضرتؑ نے ان کے ہاتھ کو پکڑا اور ان کو مسجد (پیغمبرؐ) میں لے آئے پس (زیادہ دیر نہ گزری کہ) وہ باہر نکل آئے اور کہنے لگے ابو عبداللہ جعفرؑ بن محمدؑ ہمارے بزرگ ہیں اور معاذ اللہ کوئی شخص ان جیسا اس طرح کا کام نہیں کرتا اور نہ ہی اس طرح کے کام کرنے کا حکم دیتا ہے پھر وہ واپس چلے گئے سماعہ کہتے ہیں میں آنحضرتؑ کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا میں آپؑ پر قربان کس قدر جلدی ان کے غصہ کو خوشنودی میں بدل دیا تو فرمایا ہاں میں نے ان کو بلایا اور میں نے ان سے کہا کہ خاموش رہو ورنہ اس صحیفہ (وخط) کو باہر نکال دوں گا میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان مگر وہ صحیفہ کیا ہے فرمایا خطاب ماں کی اور زبیر بن عبدالمطلب کی ماں کنیز تھی پس نفیل (اہل طائف سے ایک شخص) نے اس پر ہاتھ ڈالا اور وہ اس سے حاملہ ہو گئی زبیر نے اس کے پیچھے ایک آدمی بھیجا اور اس نے طائف میں بچہ جنا پھر زبیر اس کے پیچھے طائف میں گیا اور قبیلہ ثقیف (جو کہ طائف میں ساکن تھا) جب انہوں نے زبیر کو دیکھا تو کہنے لگے اے ابو عبداللہ اس جگہ کیا کرتے ہو اس نے کہا نفیل تمہارا میری کنیز پر فریفتہ ہو گیا اور اس پر ہاتھ ڈالا نفیل جب اس واقعہ سے مطلع ہوا تو شام میں چلا گیا زبیر بھی ایک سفر تجارت میں شام میں چلا گیا اور سر راہ اپنے بادشاہ دومہ میں (مدینہ و شام کے درمیان جو قلعہ تھا) اس میں آ گیا بادشاہ نے اس سے کہا اے ابو عبداللہ میں تم سے ایک خواہش رکھتا ہوں زبیر نے کہا تیری خواہش کیا ہے اس نے کہا تم نے ایک فرزند کی فامیل کو اپنی

طرف کرلیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو انہیں واپس کردوں (اس پر آئے ہو کہ نفیل نے بادشاہ دومہ سے شکایت کی تھی کہ زبیر میرا بیٹا ہے اس سے مراد خطاب تھا اپنے پاس حفاظت سے رکھے اور اس سے چاہا کہ ان کو زبیر سے باز رکھے پھرے لے) زبیر نے کہا چاہیے کہ اس شخص کو (جس نے تم سے شکایت کی ہے) میرے نزدیک حاضر کیا جائے تا کہ میں اس کو پہچان سکوں جب دوسرا دن ہوا تو زبیر بادشاہ دومہ کے پاس لائے گئے اور جب بادشاہ کی نظر اس پر پڑی تو مسکرائے زبیر نے کہا اے بادشاہ کیوں مسکراتے ہو کہا میں گمان کرتا ہوں اس مرد کے بارے میں (کہ اس نے تم سے میری شکایت کی ہے) اس کی ماں عرب جنے گی جب کہ محض اس سے کہ جب اس کی نظر تم پر پڑے گی نا طاقت اپنی حفاظت کرے گا اور شروع کرے گا ضرطہ دینے کو زبیر نے کہا بادشاہ یہی کہ میں مکہ جانا چاہتا ہوں اور تیری خواہش کو انجام دیتا ہوں اور جب زبیر مکہ واپس آیا تو نفیل نے تمام قریش کے قبیلوں کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ زبیر کے پاس آیا اور اس سے چاہا تا کہ اس خطاب کو اسے واپس کردے لیکن زبیر نے قبول نہ کیا یہاں تک کہ عبدالمطلب کی پناہ میں چلا گیا اور اس کو واسطہ بنایا عبدالمطلب نے کہا میرے اور زبیر کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہے (اور میں نے اس کے ساتھ متارکہ کیا ہے) مگر نہیں جانتے کہ وہ اپنے بیٹے کے بارے میں فلاں (یعنی عباس کہ اس کی داستان آخر حدیث میں آئے گی) کیا کیا لیکن تم اپنے آپ کو اس تک لے گئے ہو یہ مجدد از بیر کے پاس چلے گئے اور ان کے ساتھ اس بارے میں بات چیت کی تو زبیر نے ان سے کہا بے شک شیطان لوگوں کی دولت وحکومت کے درمیان ہے اور پیدا شدہ یہ مرد زادہ شدہ شیطان ہے اور میں امان میں نہیں ہوں کہ ایک دن بھی ہم پر حکومت کرے اس کا حال اس طرح ہے کہ اس مسجد حرام میں میرے پاس لے آؤ تا کہ میں لوہے سے اس کو داغ لگادوں اور اس کے چہرے میں خطوط بطور نشانی لگادوں اور خط بھی اس کے لیے اور اس کے بیٹے کے لئے لکھ دوں کہ اول یہ کہ وہ کسی بھی مجلس میں ہم سے بلندی پر نہ بیٹھے گا اور دوسرا یہ کہ وہ ہماری اولاد پر امارت اور حکم نہ کرے گا اور سوم یہ کہ ہرگز مال ارث میں وہ حصہ دار اور شریک ہونا ہمارے ساتھ قرار نہ دے گا حضرتؑ نے فرمایا انہوں نے قبول کرلیا اور زبیر نے اس کام کو ادا کیا اور اس کے چہرہ پر لوہے سے نشان (داغ) خط کھینچا اور خط بھی لکھا اور وہ خط ابھی بھی ہمارے پاس موجود ہے اور میں نے ان سے کہا اگر ہاتھ کھینچ لو تو ٹھیک ورنہ اس خط کو باہر نکالتا ہوں اور اس کے نتیجے میں تم رسوا ہو جاؤ گے اور یہ وجہ تھی کہ ان لوگوں نے ہاتھ کھینچ لیا

## بنی عباس پر امام جعفر صادقؑ کا احتجاج!

۔۔۔۔اور کوئی ایک بھی رسولؐ خدا کا آزاد شدہ دنیا سے نہیں گیا اور اس کا کوئی وارث نہ ہو پس فرزندان عباس نے امام جعفر صادقؑ سے وراثت کے متعلق ان سے مذاق کیا اور یہ مسئلہ اس وقت ہوا جب ہشام بن عبدالملک حج پر گیا ہوا تھا پس ہشام بن عبدالملک نے رفع مذاق کے لئے اپنی ریاست

میں ایک مجلس تشکیل دی اس مجلس میں داؤد بن علی (منصور دوانیقی کا چچا جو کہ اس کے بعد مدینہ کا والی ہوا) نے کہا وراثت ہم سے اس شخص کی ہے اور امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بلکہ اس کو وراثت ہم سے پہنچی ہے داؤد بن علی (نے ہی نے ہشام کو امام جعفر صادقؑ پر متحرک کیا تھا) اس نے کہا بے شک تیرا باپ (علیؑ) وہ شخص ہے جس نے معاویہ کے ساتھ جنگ کی حضرتؑ نے فرمایا اگر میرے باپ نے معاویہ سے جنگ کی ہے تو اس میں تیرے باپ (عبداللہ بن عباس) کا بھی اس جنگ میں تمام سے زیادہ حصہ تھا اور پھر خیانت کار ہو گیا (اشارہ ہے اس خیانت کی طرف کہ جو عبداللہ بن عباس نے اس کے زمانہ امارت بصرہ میں بیت المال میں کی اور جیسا کہ کشی نے روایت کیا ہزار ہزار درہم (پیسوں) کو بیت المال سے لیا اور مکہ کو فرار کر گئے تھے) اس وقت امام جعفر صادقؑ نے اس سے فرمایا جب کل ہوگا تو طوق (ننگ و عار کا) یعنی طوق بوجہ تیری گردن میں رکھا جائے گا داؤد بن علی نے کہا تیرا کلام مجھ پر بے قیمت اور آسان تر اس شتر سے ہے کہ جو وادی ازرق میں گرا ہوا ہو حضرتؑ نے اس سے فرمایا بے شک وادی ازرق وہ وادی ہے کہ جس میں تمہارا اور تمہارے باپ کا اس میں کوئی حق نہیں ہے (مجلسیؒ کہتے ہیں کہ یعنی اگر اس وادی میں بھی حق رکھتے ہو تو آسان تر اونٹ کا بھی اس جگہ سے دعویٰ کرتے ہو اور اسے نہ چھوڑتے اور ممکن ہے کام کسی جگہ کا ہو کہ جو مورد نزاع امام کے درمیان اور ان کے درمیان ہو اور حضرتؑ نے اس بیان جواب سے اس کی کم عقلی پر دیا ہو) ہشام نے کہا جب کل ہوگا تو دوبارہ یہ مجلس تشکیل دی جائے گی جب دوسرا دن ہوا تو امام جعفر صادقؑ گھر سے باہر نکلے اور اپنے ساتھ ایک خط بھی لائے جو کہ باس میں قرار دیا تھا اور ہشام جب اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تو امام جعفر صادقؑ نے اس خط کو اس کے سامنے رکھ دیا ہشام نے جب اس خط کو پڑھا تو کہا جندل خزائی و عکاشہ ضمیری کو کہ ان دونوں نے چھوٹی عمر میں زمانہ جاہلیت کو پایا تھا ان کو میرے سامنے لایا جائے جب یہ دونوں آ گئے تو اس خط کو ان کے سامنے رکھ دیا اور کہا اس خط کو پہچانتے ہو انہوں نے کہا ہاں یہ خط عباس بن امیہ کا ہے اور یہ خط دوسرا فلاں شخص کا ہے اور یہ ایک فلاں کا جو قریش سے ہے اور یہ خط حرب بن امیہ (جد معاویہ) کا ہے ہشام نے کہا اے ابوعبداللہ اس کو دیکھتے ہو کیا میرے اجداد کا خط تمہارے پاس ہے فرمایا ہاں ہشام نے کہا میں حکم کرتا ہوں کہ میراث اس شخص کی تم سے ہے حضرت امام جعفر صادقؑ مجلس سے باہر نکل آئے (اور اس شعر کو) پڑھا اِنْ عَادَتِ الْعَقْرَبُ عُدْنَا لَهَا۔ وَكَانَتِ النَّعْلُ لَهَا حَاضِرَةٌ ترجمہ اگر بچھو ہماری طرف پلٹ کر آئے گا تو ہم بھی اس کی طرف پلٹیں گے اور نعلین اس کو مارنے کے لئے حاضر ہے راوی کہتا ہے میں نے آنحضرتؑ سے عرض کیا میں آپ پر قربان یہ خط کیا تھا فرمایا نثیلہ کنیز زبیر و ابوطالب و عبداللہ کی ماں تھی پس عبدالمطلب نے زبیر کی ماں کو اس کی رضا سے) اسے لیا اور وہ اس سے ہم بستر ہوئے اور فلاں (یعنی عباس) اس سے دنیا میں پیدا ہوئے زبیر نے کہا ہم تیری کنیز کو اپنی ماں سے وارثت میں لیتے

[illegible] میرا غلام ہے پس عبدالمطلب نے قبائل قریش کو اس کے پاس [illegible] (اس کو وہاں بیٹھے) [illegible]
[illegible] قبول کرلیا اور اس شرط سے کہ کہا کہ یہ تیرا بیٹا مجلس میں ہم سے بلند جگہ پر نہیں بیٹھے گا اور [illegible]
[illegible] جانے گا اور اس بات پر تحریر لکھی اور گواہ لے لئے اور یہ وہی خط ہے (احمد بن ہلال [illegible] حدیث [illegible]
[illegible] شخص ہے جو متہم ہونے والوں سے ہے وضع احادیث وگذشتہ [illegible] کی یہ حدیث جو ان قرائن سے [illegible]
[illegible] بہت بعید نظر آتا ہے اور موجب وہن حدیث ہوا ہے اور شبہ وضع اس کو تقویت دیتا ہے اور گذشتہ تواریخ معتبر [illegible]
[illegible] ہمارے پاس موجود ہیں موافقت نہیں کرتا اور اسی طرح نظر آتا ہے [illegible] میں [illegible]
ہوئی ہے واللہ اعلم)

373 (۱۲۷) عنبسہ بن بجار کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے اس خدا کے کلام کے بارے میں ﴿وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ○ فَسَلَامٌ لَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ﴾ اور اگر وہ داہنی طرف والوں میں سے ہے تو داہنی طرف والوں سے تمہارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے فرمایا کہ رسول خدا نے علیؑ سے فرمایا یہ تمہارے شیعہ ہیں اور تیری اولاد ان سے سلامتی میں رہے گی (یعنی) یہ وہ لوگ ہیں جو تمہاری اولاد کو قتل نہ کریں گے۔

**وادی برہوت وبلہوت!۔۔۔** (۱۲۸) حسین بن مصعب کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا میں ان لوگوں سے ہوں کہ جنہوں نے رسولؐ خدا کی سختی وآسانی ورغبت واکراہ سے بیعت کی ہے یہاں تک کہ اسلام کا گروہ زیادہ ہوگیا اور اکٹھا ہوگیا فرمایا اور نیز ان لوگوں سے میں نے بیعت لی کہ محمدؐ اور اس کی اولاد کی حفاظت کریں گے اسی طرح جیسا کہ خود اپنی اولاد کی حفاظت کی جاتی ہے اور یہ عہد ان سے لیا ہے پس نجات پانے والے نجات پاگئے اور ہلاک ہونے والے ہلاک ہوگئے

374 (۱۲۹) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا یمن کی پشت پر ایک درہ ہے اس کو برہوت کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس درہ سے کوئی نہ گزرے گا سوائے سیاہ سانپ کے اور بوم (ویرانوں میں رہنے والے منحوس) پرندوں کے اور اس درہ میں کنواں ہے کہ جسے بلہوت کہتے ہیں اور ارواح مشرکین کو ہر صبح وشام اس جگہ میں لایا جاتا ہے اور صدید کا پانی (جو زخم کرتا ہے) ان کو پلایا جاتا ہے اس درہ کی پشت پر ایک شخص ہے کہ اس کو ذریح کہتے ہیں اور جس وقت خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو پیغمبر بنا کر مبعوث کیا تو ایک گوسالہ نے اس کے درمیان آواز بلند کی اور اپنی دم کو زمین سے کوٹا اور فصیح زبان سے کہا اے آل ذریح ایک شخص جو تہامہ سے آیا ہے اور لوگوں کو خدا کی وحدانیت کی گواہی دینے کی دعوت کرتا ہے کہ کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ کسی کام کے لئے خدا نے اس گوسالہ کو بات کرنے میں لایا ہے پس دوسری بار اس گوسالہ نے ان کے

رسی ... اور آواز کو بلند کیا انہوں نے پختہ ارادہ کیا کہ ایک کشتی بنائیں گے اور اس پختہ ارادہ پر عمل بھی کیا اور سات آدمی اس کشتی میں سوار ہوئے اور جو کچھ خدا نے اس کے دلوں میں رکھا آذوقہ اس میں اٹھا لیا پھر بادبان نے کشتی کو بلند کر دیا اور دریا میں چلنے لگی کشتی بھی اسی طرح آ گئی یہاں تک کہ ان کو جدہ میں اتار دیا یہ لوگ پیغمبرؐ کے پاس آئے اور رسولؐ خدا نے ان سے فرمایا تم وہی اہل ذریح ہو کہ گوسالہ نے تمہارے درمیان آواز بلند کی کہنے لگے ہاں وہی اہل ذریح پھر آنحضرتؐ سے کہنے لگے اے رسولؐ خدا دین اور کتاب کو ہم پر پیش کریں حضرتؐ نے دین وکتاب وسنن وفرائض واحکام کو اسی طرح کہ جیسے خدا کی طرف سے نازل ہوئے تھے ان پر پیش کیا اور ایک شخص جو بنی ہاشم سے تھا ان کا امیر بنا دیا اور ان کے ساتھ بھیجا اور یہاں تک کہ بسبب ان کے درمیان کوئی اختلاف پیدا ہو جائے

376 (۱۳۰) حدید کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جس وقت رسولؐ خدا معراج پر گئے ایک دن کے بعد بیٹھے اور معراج کے حالات کو لوگوں کے لئے بیان کیا تو انہوں نے آپؐ سے کہا بیت المقدس کی توصیف ہمارے لئے بیان کریں تو حضرتؐ نے اس کی توصیف بیان کرنا شروع کر دی اور جب میں اس رات اس جگہ پر تشریف لے گیا تو اس کا وصف مجھ پر مشتبہ ہو گیا تھا پس جبرائیلؑ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اس طرف دیکھیں تو حضرتؐ نے اس طرف (جس طرف جبرائیل نے کہا تھا) نظر کی اور بیت المقدس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں ظاہر ہو گیا اور اسی طرح جب نگاہ کی تو اس کے بعد لوگوں کے لئے اس کی توصیف بیان کی پھر ان کے کارواں کے اشخاص کو جو کہ شام کے راستہ پر تھے ان کو دیکھا تھا اسے بیان کیا پھر فرمایا کہ کاروان فلاں قبیلہ کا ہے اور اس وقت آئے گا جب سورج طلوع ہونے لگے گا اور ان کے آگے اونٹ خاکستری یا قرمزی ہوگا قریش نے (جب اس بات کو سنا) تو ایک سوار کو روانہ کیا تاکہ اس کارواں کو واپس کر دے لیکن اسی وقت ہی کہ جب سورج برآمد ہوا کاروان آ گیا قرطہ بن عبد عمرو نے کہا افسوس کہ میں نے آپؐ سے زیادہ طاقت ور جوان نہیں دیکھا تم ہی ہو کہ دو رات قبل بیت المقدس گئے اور اسی رات واپس آ گئے (مجلسیؒ کہتے ہیں کہ متحمل ہے کہ یہ ملعون اس بات کا مذاق اڑانے کے لئے کہتا تھا اور مراد اس کی یہ تھی کہ اے کاش میں جوان طاقت ور ہوتا تاکہ مدد تمہاری کو کہ جس کا تم خیال کرتے ہو ایک رات میں بیت المقدس چلا جاتا اور واپس آ جاتا متحمل ہے اس کی مراد یہ ہے کہ افسوس کہ پیر و ناطاقت ہوں کہ اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ اس تمہاری بات کے ذریعہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی نقصان تک پہنچا سکتا۔

## غار ثور سے رسولؐ خدا کا خروج!۔۔۔

377 (۱۳۱) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے باپ امام باقرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے غار ثور میں ابو بکر کی طرف دیکھا جو بہت بے چین اور بے قرار تھے

تو فرمایا سکون سے رہو خدا ہمارے ساتھ ہے لیکن وہ کانپ رہا تھا اور آرام نہ کرتا تھا رسولؐ خدا نے جب اس کا حال اس طرح دیکھا تو اس سے فرمایا چاہتے ہو کہ میں ان اصحاب کو جو انصار مدینہ سے ہیں اس طرح جس طرح اپنی مجلس میں بیٹھے ہیں اور ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں تمہیں دیکھادوں اور اسی طرح جعفر اور اس کی ساتھیوں کو کہ جو دریا شناوری و عبور کرتے ہیں تمہیں دیکھادوں ابوبکر نے کہاہاں رسولؐ خدا نے اپنے ہاتھ کو اس کے چہرہ پر پھیرا ابوبکر نے دیکھا انصار کو کہ جو بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہیں اور مشاہدہ کیا اور اسی طرح جعفر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ جو کشتی پر دریا عبور کر رہے تھے پس اسی وقت اس کے دل میں خیال آ گیا کہ آنحضرتؐ جادوگر ہیں

378..... (۱۳۲) معاویہ بن عمار کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جس وقت آنحضرتؐ غار سے باہر نکل آئے اور مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو قریش نے ایک سو اونٹ انعام مقرر کر دیا تھا کہ یہ اس شخص کو دیا جائے گا جو آنحضرتؐ کو ڈھونڈ لائے گا سراقہ بن مالک بن جشم ان لوگوں میں سے ایک ہیں کہ جو رسولؐ خدا کی تلاش میں گئے یہاں تک کہ اس نے رسولؐ خدا کو دیکھ لیا اور ڈھونڈ لیا اور وہ آنحضرتؐ تک پہنچ گیا رسولؐ خدا نے جب اس کو دیکھا تو (دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے) اور کہا بار خدایا جس طرح تو چاہتا ہے سراقہ کو مجھ سے دور کر دے (اس دعا کے اثر سے) چاروں پاؤں سراقہ کے گھوڑے کے زمین میں دھنس گئے سراقہ نے اپنے پاؤں کو رکاب سے نکال لیا اور رسولؐ خدا کی طرف چلنے لگا اور کہا اے محمدؐ میں اچھی جانتا ہوں کہ تیری دعا نے میرے گھوڑے کے چاروں پاؤں کو زمین میں دھنسا دیا ہے پس آپؐ خدا سے دعا کرو کہ وہ میرے گھوڑے کو آزاد کر دے اور مجھے اپنی جان کی قسم اگر (اس کے بعد) خیر مجھ سے آپؐ نہیں پہنچے گی تو شر بھی مجھ سے آپؐ کو نہ پہنچے گا رسولؐ خدا نے دعا کی اور خدا نے گھوڑے کو آزاد کر دیا لیکن سراقہ نے (اپنے عہد کی وفا نہ کی) دوبارہ رسولؐ خدا کے پیچھے چل پڑا (اور پھر اسی طرح اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گیا اور یہاں تک کہ یہ عمل تین دفعہ کیا اور ہر دفعہ رسولؐ خدا دعا کرتے تو گھوڑے کے چاروں پاؤں زمیں دھنس جاتے اور تیسری دفعہ اسی طرح رسولؐ خدا نے دعا کی تو اس کا گھوڑا زمین سے باہر نکل آیا تو اس نے کہا اے محمدؐ اونٹ آپؐ کے راستہ پر ہیں اور میرے غلام ان کے ساتھ ہیں سوار ہونے کے لئے یا خوراک کے لئے یا ان کے دودھ کی ضرورت ہو تو ان سے لے لو اور نشانی کے لئے اس تیر کو جو میرے ترکش میں ہے لے لو (یہ نشانی دینا ان کو کہ میرے غلام منع نہ کریں گے) اور میں اسی جگہ سے واپس جاتا ہوں اور لوگوں کو بھی جو آپ کی تلاش اور کوشش میں ہیں راستے سے ہٹا دیتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا ہم آپ کے مال کی ضرورت نہیں رکھتے۔

379......(۱۳۳) ابو جارود کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا وہ چیز کہ جس کو دیکھنے کے لئے آنکھیں انتظار کرتی ہیں (فتح حکومت حقہ اور ظہور مہدیؑ) اسے نہ دیکھیں یہاں تک کہ وہ زمانہ کہ جب ایک گروہ کمزور بے جان (لاغر) ہوگا کہ اس

کی پروا نہیں رکھتا اس سے کہ شیر (درندہ خون خوار) جس جگہ پر وہ چاہے اپنے ہاتھ ڈال دے تمہارے لئے کوئی بلند جگہ نہ ہوگی کہ تم اس پر چڑھو اور تکیہ گاہ کے لئے جگہ نہ ہوگی کہ تم اس پر تکیہ کرو (فیضؒ ذکر معنی لغات اس حدیث کے بعد کہتے ہیں کہ ویا مراد امامؑ کی یہ ہو کہ اے گروہ شیعہ جس چیز کا تم انتظار کرتے ہو ظہور حضرت قائمؑ اس کو نہ دیکھ سکو گے جب تک کہ وضع و حالات تمہاری ان صورتوں میں نہ آ ‌میں جیسا کہ لاغر و ناتواں معز (بکری) ہوتی ہے اس طرح نہ ہو جائے یہ اس طرح ہے کہ اپنے میں لینے والا اس کی پرواہ نہیں رکھتا اور کمزور کو بھی کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور اسے دفاع کرنے کی ضرورت نہ ہوگی جیسا کہ اپنے بزرگان کو ہاتھ دینے سے نہ پناہ گاہ ہوگی اور نہ مکان بلند جو کہ بلند جگہ ہو اس پر چڑھ جائے اور اس وسیلہ سے اپنے آپ کو دشمن سے بچائے

380 (۱۳۴) ابن سنان نے بھی ابو جارود سے اس حدیث کی طرح روایت کیا ہے اور اس کے ذیل میں یہ بھی ہے کہ کہا علی بن حکیم سے میں نے کہا موات بکری سے (کہ اس حدیث میں ہے) کیا ہے کہا وہ کہ جو کالا ایک دوسرے کے مساوی ہو جائے اور اس وقت کوئی بھی دوسروں پر برتری نہ رکھتا ہوگا

**امام جعفر صادقؑ کی نصیحت!۔۔۔** (381)(۵۳۱) عیص بن قاسم کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا تمہیں تقویٰ اور خوف کرنا چاہیے خدائے یگانہ سے کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور خود لوگ نم کرے خدا کی قسم ایک شخص تم سے جو کہ بکریوں کا ایک ریوڑ رکھے ہو اور ان کے لئے زیادہ واقف ہے چوپائے کی وضع گوسفند کے بارے میں کہ وہ اس کے قابو میں آجائے تو وہ پہلے عصا کو ہاتھ میں لیتا ہے اور یہ مرد کہ جو وضع گوسفندوں کا زیادہ واقف ہے جو ان کو ان کی جگہ پر رکھتا ہے خدا کی قسم اگر ایک آدمی کے لئے تم میں سے دو جانیں ہوتیں تو ایک سے (زندگی میں) جنگ کرتا اور تجربہ سے تعلیم حاصل کرتا اور دوسری اپنی جگہ پر ہوتی اور اس سے کہ جو کچھ اس کے لئے ظاہر ہوا تھا (اور تجربہ سے حاصل کیا تھا) عمل کرتا (کیا بہتر تھا) لیکن (متاسفانہ) ایک جان سے زیادہ جان نہیں ہے اور جب یہ ایک جان باہر نکل جاتی ہے تو خدا کی قسم (پشیمانی کا وقت اور) توبہ کا وقت بھی ہاتھ سے نکل جائے پس تم خود بہتر جانتے ہو (کہ رہبر) کو اپنے لئے منتخب کرو اگر ایک ہمارے خاندان سے کوئی تمہارے پاس آئے (اور تمہیں شورش اور خروج کی دعوت کرے) تو دیکھو کہ اس کی وجہ اور اس کا منظور اور ہدف کیا ہے پھر خروج و شورش کرو) سر اور چہرے کو جھکا دو اور اپنے کاموں کے (عذر تراشی) نہ بیان کرو زید نے خروج کیا (پس ہمارے لئے یہ کام جائز ہے) کیونکہ زید دانشمند آدمی اور سچ کہنے والے تھے اور تمہیں اس نے اپنی طرف دعوت نہ کی بلکہ اس نے تمہیں پسند آلِ محمدؐ (اور وہ کہ جو مورد پسند خدا ہے ہمارے خاندان سے یا جو کچھ پسند ہے تیری رضا آلِ محمدؐ ہے اور یہ معنی دوم زیادہ مناسب ہیں اس سے کہ جو ذیل میں آئے ہیں)

دعوت کی ہے اور اگر کامیاب ہو جاتے تو بطور مسلم اسی کہ تمہیں دعوت دی تھی (یعنی اسی عنوان سے جو پسندیدہ آلِ محمدؑ کا ہے) وفاداری کر کے حق کو اس کے اہل کے حوالے کرتے) سوائے اس کے نہ تھا کہ اسی نے حکومت پر شورش اور ہر جہت سے آمادہ دفاع کرنے کے لیے تھا اور چاہا کہ اس (قدرت) کو بھی ختم کر دے (اور اس وجہ سے اس کی شہادت ہوئی) لیکن وہ بندہ جو آج خروج کرے کیا وہ کسی چیز کی آپ کو دعوت کرے تو کیا یہی پسند آلِ محمدؑ ہے جو اس کی دعوت کرے ہم تمہیں گواہ کرتے ہیں کہ اس طرح کوئی شخص راضی نہ ہوگا (اور جو ہماری پسند سے نہیں ہے) اور آج بھی کوئی شخص اس کے ساتھ نہیں ہے ہماری نافرمانی کرتا ہے اور جس وقت کہ پرچموں کو اور بیرق کو اپنی پشت کے پیچھے دیکھتے ہیں زیادہ حق دار ہیں کہ ہماری بات کو نہ سنیں (اور ہماری چاہت پر عمل نہ کریں) مگر وہ شخص کہ جس کے پاس تمام اولاد فاطمہؑ جمع ہو جائیں اور وہ اس کے ساتھ ہوں خدا کی قسم اس شخص کو کہ جسے تم چاہتے ہو وہ نہیں ہے مگر وہ شخص ہے کہ جس کے پاس تمام (بنی فاطمہؑ) جمع ہو جائیں اسی طرح ماہ رجب ہو گیا اور خدا کے نام سے ہماری طرف رخ کیا اور اگر چاہتے ہو تا کہ شعبان بھی گزر جائے تو بھی کوئی نقصان نہیں ہے (اور عیب نہیں رکھتا) اور چاہتے ہو کہ ماہ رمضان میں بھی (اقدام اس کے عمل کا نہ کرو) اور فریضہ روزہ کو اپنے خاندان کے درمیان رکھو شاید یہ عمل تمہاری فتح کا زیادہ موجب ہو اور یہی خروج سفیانی (علامت ونشانی) تمہارے لئے کافی ہے (اور یہ نشانی حتمی ہے)

382.....(۱۳۶) حدیث مرفوع میں ہے کہ حضرت علی بن حسینؑ نے فرمایا خدا کی قسم ہرگز ایک بھی ہم سے ظہور حضرت قائمؑ سے پہلے خروج نہ کرے گا سوائے اس کے کہ اس کی حکایت حکایت فرخ طار کی سی ہے کہ اس کے آنے سے پہلے اس کی بلندی کہ وہ اپنے آشیانہ کے درمیان سے خود پرواز کرے پس بچے اس کو پکڑتے ہیں اور اس کے ساتھ کھیلتے ہیں

383......(۱۳۷) سدیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اے سدیر اپنے گھر میں رہو اور جب سکن کا موٹا کپڑا گھر میں (کہ زمین پر گرا ہوا) ہو (یعنی گھر سے باہر جاؤ) اور رات و دن اس میں آرام کرتے ہو تم بھی آرام اور سکون سے رہو اور تمہیں خبر پہنچے گی سفیانی نے خروج کیا ہے (بے دھڑک) ہماری طرف کوچ کرو اگرچہ پا پیادہ ہی کیوں نہ ہو

**چند بیماریوں کا علاج!۔۔۔** 384(۱۳۸) ابراہیم جعفی کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؑ نے فرمایا کیا ہو گیا ہے کہ تمہیں متغیر دیکھتا ہوں میں نے عرض کیا تپ توبہ (سخت بخار) ہوا ہے فرمایا کیوں دوا مبارک طیب سے فائدہ حاصل نہیں کرتے ہو شکر کو نرم کر لو اور اس کو بہتر پانی میں حل کر و اور صبح ناشتہ کے وقت اور شام کے وقت اسے پی لو راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کام کو کیا اور دوبارہ پھر مجھے بخار نہ ہوا

385.....(۱۳۹) بعض ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ ہم نے امام جعفر صادقؑ سے اپنے درد کی شکایت کی حضرتؑ

نے فرمایا جس وقت بستر پر سونے کے لیے جاؤ تو دو چمچ شکر کھالو (اس طرح ہوگا کہ شکر کو پہلے کی طرح جوش دے اور بصورت قند اور یا نبات امروزہ کی طرح اس کو کرلو اور شکر گراؤ اس صورت میں کہ جو امروزہ ہے اس طرح نہ ہو اور مراد شاید چمچ قند یا نبات ہو) کہا کہ میں نے اس کام کو کیا اور بہتر ہو گیا ہوں اور اس طریقہ کو ایک علاج کے طور پر ایک حاذق ترین معالج جو ہمارے ملک میں تھا میں نے اس سے کہا اس نے کہا امام جعفر صادقؑ نے کہاں سے اس بیماری کے علاج کو جانا ہے اور یہ بیماری اسرار علم طلب سے ہے جان لو کہ وہ کتابیں رکھتے ہیں کہ ان سے علاج کو ان کتابوں میں سے کسی ایک میں خود انہوں نے دیکھا ہے

386 . (۱۴۰) ایک شخص نے کہا کہ امام جعفر صادقؑ نے ایک شخص سے فرمایا جب کوئی شخص تم سے بخار سے دوچار ہو جائے تو کس طرح اس سے آرام پائیں گے اس شخص نے کہا خدا آپؑ کے کاموں کی اصلاح کرے ہم اسی دوا کے ذریعے سے جو تلخ ہے علاج کرتے ہیں سفائج اور غافت سے اور اس کی مثالیں (سفائج کو کہا اور وہ دوا معروف ہے کہ جو مسہل سودا ہے لیکن اس حقیر نے اسے کسی جگہ نہ دیکھا کہ جز نام اس کا ذکر ہوا ہے اور غافت بتا مثنات ہے جیسا کہ تحفہ حکیم مومن میں مذکور ہے شگوفہ بیابان سے ہے کبود کبود مائل بنفشہ کے اور طولانی و تلخ ہے اور اس کے پتے لمبے اور چوڑے ہیں اور زغب دار اور وسط میں پتے شاخ مجوف خشونت دار ہو جاتے ہیں) حضرتؑ نے فرمایا **سُبْحَانَ اللّٰهِ** وہ خدا جو قادر ہے جو تلخ دوا سے شفا دیتا ہے میٹھی چیز سے بھی نجات دے سکتا ہے پھر فرمایا جب کبھی بھی کوئی تم سے بخار میں مبتلا ہو جائے تو ظرف تمیز کر کے اس کا ارادہ کرو اور ایک حبہ اور نصف شکر اس میں گرا دو پھر اس کو جو مقدار قرآن سے جانتے ہو (اور ذہن میں رکھتا ہے) اس پر پڑھو پھر اس کو آسمان کے نیچے رکھ دو اور ایک چیز لوہے کی اس کے اوپر رکھ دو اور جب صبح ہو تو اسے ہاتھ سے حل کر لو پھر پی لو اور جب دوسری رات ہو تو ایک حبہ اور اس میں زیادہ کرو کہ دو حبہ اور آدھے ہو جائیں اور جب تیسری رات ہو جائے تو ایک حبہ اور شکر سے اس پر گرا دو یہاں تک تین حبہ اور نصف ہو جائے

387......(۱۴۱) ابو ہارون کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا یہ (یعنی اہل سنت اور مخالفین) ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کو (موقع قرأت حمد میں اور سورت نماز میں) پوشیدہ کیے ہیں (کہ اصلاً نہیں پڑھتے یا آہستہ پڑھتے ہیں) پس خدا کی قسم کس قدر اچھے ناموں کو چھپا دیا ہے رسولؐ خدا کا یہ طرح تھا کہ جب بھی گھر میں داخل ہوتے تو قریش آپؐ کے پاس جمع ہو جاتے تو بس **بِسْمِ اللّٰهِ** کو بلند آواز سے پڑھتے اور قریش جب اس کو سنتے تو فرار کر جاتے تھے پس خدا نے ان کے بارے میں نازل فرمایا ﴿وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰى

اَدۡبَارِهِمۡ نُفُوۡرًا﴾ جس وقت تم قرآن مجید اپنے پروردگار یکتا کو تنہائی میں یاد کرتے ہو تو وہ نفرت کھا کر پچھلے پاؤں پلٹ جاتے ہیں (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۴۶)

388 (۱۴۲) ابو ہارون کہتے ہیں کہ جب کبھی بھی رسولؐ خدا کا نام امام جعفر صادقؑ کے سامنے لیا جاتا تو آنحضرتؑ کہتے باپ وماں وقوم وقبیلہ عرب کی قربانی عجیب ہے کس طرح ہماری عزت نہیں کرتے حالانکہ خدا اپنے قرآن میں فرماتا ہے ﴿وَكُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا﴾ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر اس نے تم کو اس سے بچا لیا (سورۃ آل عمران آیت ۱۰۳) اور رسولؐ خدا کے ذریعے سے انہوں نے نجات پائی

389 (۱۴۳) عبد الاعلیٰ مولا آل سام کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا (خدا فرماتا ہے) ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الۡمُلۡكِ تُؤۡتِى الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡكَ مِمَّنۡ تَشَآءُ﴾ کہہ دو اے اللہ اے سلطنت کے مالک تو جس کو چاہتا ہے سلطنت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۶) کیا خدا نہ تھا کہ اس وقت ملک بنی امیہ کو دیا تھا فرمایا یہ اس طرح نہیں ہے جیسا کہ تم نے خیال کیا ہے بے شک خدا نے سلطنت ہمیں عطا کی اور بنی امیہ نے غصب (زور سے) ہم سے غصب کر لی اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص کا لباس ہو اور دوسرا اسے چھین لے (غصب وزور سے) تو یہ چھیننے والے کے قبضہ میں تو آ جائے گا مگر وہ اس کا مالک نہ ہو گا

390 (۱۱۴) محمد حلبی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا ﴿اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا﴾ یہ خوب جان لو کہ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد ضرور زندہ فرمائے گا (سورہ حدید آیت نمبر ۱۷) فرمایا (زندہ کرے گا) عدالت وانصاف سے اس کے بعد (جب وہ مر جائے) جور وستم سے

391 (۱۴۵) صفوان بن یحییٰ کہتے ہیں کہ امام ہشتم رضاؑ سے رسولؐ خدا کی شمشیر کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ان کی وہ شمشیر تھی جو جبرائیلؑ آسمان سے لائے تھے اور حلقہ اس کا نقرہ کا تھا

## قیامت کے دن نوحؑ کو بلایا جائے گا!۔۔۔

392 (۱۴۶) یوسف بن ابو سعید کہتے ہیں کہ ایک دن امام جعفر صادقؑ کے پاس بیٹھا تھا اور آنحضرتؑ نے مجھ سے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو خدا تمام مخلوق کو جمع کرے تو سب سے پہلے نوحؑ کو بلائے گا پس ان سے کہا جائے گا کیا تم نے رسالت کی تبلیغ کی تھی تو وہ جواب میں کہیں گے ہاں تو ان سے کہا جائے گا کہ کون ہے جو تمہاری گواہی دے گا جواب دیا محمدؐ بن عبد اللہ فرمایا پس نوحؑ ادھر آؤ اور پاؤں کو لوگوں

کے دوش پر رکھ دو یہاں تک کہ محمدؐ آ جائے کہ روئے تلی مشک سے قرار رکھتا ہے اور علیؑ بھی اس کے ساتھ ہے اور وہ آ پہنچے اور یہ ہے خدا کا کلام ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ مگر جب ان کو قریب آتا دیکھیں گے تو ان لوگوں کے منہ جو کافر ہو گئے تھے بگڑ جائیں گے (سورۃ ملک آیت ۲۷) اور جب ان کو (اس تفسیر پر یعنی علیؑ کو اپنے نزدیک اور خدا کی بارگاہ میں مقرب) دیکھیں گے تو ان کے جو لوگ کفر کرتے تھے ان کے چہرے بگڑ جائیں گے پس نوحؑ نزدیک آئیں گے اور محمدؐ سے کہیں گے اے محمدؐ بے شک خدا۔ نے مجھ سے پوچھا ہے کہ کیا تم نے رسالت کی تبلیغ کی ہے اور میں نے جواب دیا ہے کہ ہاں پھر فرمایا، کون ہے کہ جو تیرے لئے گواہی دے تو میں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبرؐ (جعفر بن ابی طالب اور حمزہ بن عبدالمطلب) سے فرمائیں گے اے جعفر اور اے حمزہ چلو اور نوحؑ کے لیے گواہی دو کہ اس نے رسالت کی تبلیغ کر دی ہے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، جعفر اور حمزہ پیغمبروں کی تبلیغ رسالت کے گواہ ہیں میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان علیؑ کہاں ہیں فرمایا مقام آنحضرتؐ اس سے بلند و بالا ہے

393. ...(۱۴۷) جمیل کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا اس طرح تھے کہ اپنی نظروں کو اپنے اور اصحاب کے درمیان تقسیم کر دیتے تھے اور ہر ایک پر برابر کی نگاہ کرتے تھے

394.....(۱۴۸) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہرگز کبھی بھی کنہ عقل خدا کے بندوں سے بات نہ کرے گا رسولؐ خدا۔ نے فرمایا گروہ انبیاء مامور ہیں کہ لوگوں کے ساتھ ان کی عقل و سمجھ کے مطابق ان سے بات کریں۔

**شیعہ کی نشانی!**......(395)(149) مالک بن عطیہ کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ میں قبیلہ بجیلہ سے ہوں اور دین دار ہوں خدا کے لئے میری یہ بنیاد ہے کہ آپؑ ہمارے سردار ہیں اور کبھی اتفاق ہو جاتا ہے کہ ایک دوسروں لوگوں سے کہ جو مجھے نہیں پہچانتا مجھ سے پوچھتا ہے اور کہتا ہے تم کون سے مرد ہو اور میں اس سے کہتا ہوں میں مرد عربی بجیلہ قبیلہ سے ہوں کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے کہ (اس کے بعد) نہ کہوں اور کہوں دوستداراں بنی ہاشم سے ہوں فرمایا نہیں کیا تیرا دل اور چاہت اس پر نہیں ہے کہ ہمارے دوستوں سے ہو میں نے عرض کیا کیوں نہیں خدا کی قسم فرمایا یہی جو کہتے ہو کہ میں عرب سے ہوں دیگر گناہ تم پر نہیں ہے بے شک تم نسب میں اور حصہ وشمار و حسب میں عرب مرد موجود ہو اور دین میں اور جو کچھ مربوط دین سے ہے اور جان لو کہ تم خدا کے لئے دین داری کرتے ہو اور ہماری اطاعت اور حکم حاصل کرتے ہو اور جان لو کہ تم ہمارے دوستوں سے ہو اور ہم سے اور ہماری طرف سے ہو

(396)(150) ابو یحییٰ کوکب الدم کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بے شک حواری عیسیٰؑ کے ان کے شیعہ تھے اور ہمارے شیعہ بھی ہمارے حواری ہیں اور اس طرح نہ ہو کہ عیسیٰؑ کے حواری ان کے فرمانبرداران سے پہلے ہمارے حواری

فرمانبرداری کرتے ہیں اور ہم سے ہیں اور نبیؑ نے اپنے حواریوں سے فرمایا ﴿مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ﴾ اللہ کے لیے میرے مددگار کون ہوں گے تو حواریوں نے جواب دیا تھا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں (سورہ صف آیت 14) خدا کی قسم نہ تو انہوں نے یہود کے مقابلے میں مدد کی اور اس کے راستہ میں جنگ کی لیکن ہمارے شیعوں نے خدا کی قسم اس دن سے کہ جس دن سے خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض کی اور آنحضرتؐ اس دنیا سے (روانہ ہوئے) اس وقت سے اب تک ہماری مدد کر رہے ہیں اور آگ میں جلائے گئے اور دوچار مصیبت و شکنجہ ہوئے اور جنگ کی ہے اور شہروں سے جلاوطن ہوئے ان کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے اور امیر المومنینؑ نے فرمایا، خدا کی قسم اگر تم ہمارے دوست کو دیکھو کہ ہم ان کو تلوار سے مار رہے ہیں تو بھی وہ ہمیں دشمن نہ رکھیں گے اور خدا کی قسم اگر ہم اپنے دشمنوں کے نزدیک ہو کر انہیں بہت زیادہ مال دے دیں تو بھی وہ ہمیں ہرگز دوست نہ رکھیں گے۔

(397)(150) ابو عبیدہ کہتے ہیں میں نے امام باقرؑ سے میں اس کلام خدا کے متعلق پوچھا ﴿الٓمٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّومُ ۝ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ﴾ الف۔لام۔میم۔روم والے پاس کی زمین میں مغلوب ہو گئے (سورہ روم آیت 1۔2) فرمایا اے ابو عبیدہ یہ آیت تاویل رکھتی ہے اور اسے کوئی نہیں جانتا سوائے خدا کے اور جو راسخ علم میں آلِ محمدؐ سے ہیں مگر ظاہر قصہ اس کے متعلق یہ ہے کہ جس وقت رسول خداؐ نے ہجرت مدینہ کی اور اسلام فتح ہو گیا (اور اسلام کا اظہار کیا) تو آپؐ نے ایک خط بادشاہ روم کو لکھا اور اس خط کے ساتھ اپنے ایک نمائندے کو بھی بھیجا تا کہ وہ ان کو اسلام کی دعوت دے اور ایک خط دوسرا بادشاہ فارس کو لکھا اور اس کو بھی دین اسلام کی دعوت کی اور اس خط کے ساتھ اپنا ایک نمائندہ اپنی طرف سے روانہ کیا پھر بادشاہ روم نے رسولؐ اکرم کے خط کی بہت تعظیم کی اور آپؐ کے بھیجے ہوئے نمائندہ کا اکرام کیا اور پھر بادشاہ فارس نے رسولؐ خدا کے خط کی اہانت کی اور اس کو پھاڑ دیا اور رسولؐ کے نمائندہ کی بھی اہانت کی اور اس زمانے میں بادشاہ فارس بادشاہ روم کے ساتھ جنگ کر رہا تھا اور مسلمانوں کی خواہش تھی کہ بادشاہ روم بادشاہ فارس پر غالب ہو جائے اس لیے کہ روم کی حد بہ نسبت فارس کے زیادہ قریب تھی مگر جب بادشاہ فارس غالب آ گیا (مسلمانوں کے انتظار کے خلاف) تو یہ امر مسلمانوں کو سخت ناگوار گزرا اور وہ غمگین ہو گئے پس خدا نے اس بارہ میں یہ آیتیں قرآن میں نازل فرمائیں ﴿الٓمٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّومُ ۝ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ﴾ الف۔لام۔میم روم والے مغلوب ہو گئے پاس کی زمین میں (یعنی فارس ان کے نزدیک کی سرزمین میں کہ مراد شامات و حوالی اس کے ہیں ان پر غالب آ گئے) وہ اور وہ (یعنی فارس والے) مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ مغلوب ہونے کے بعد (روم والے) سَيَغْلِبُونَ پھر عنقریب غالب

آجائیں گے (یعنی مسلمان ان پر جلد ہی غالب آجائیں گے) ﴿فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ چند سال ہی میں اللہ کی حکومت پہلے سے بھی تھی اور بعد میں بھی رہے گی اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے ﴿بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَآءُ﴾ اللہ کی نصرت سے وہ جس کی چاہتا ہے نصرت کرتا ہے اور جب مسلمانوں نے فارسیوں سے جنگ کی اور ان کے ملک کر فتح کرلیا تو مسلمان خدا کی مدد کے ذریعہ سے خوش ہوگئے میں نے عرض کیا مگر اس طرح نہیں ہے کہ خدا فرماتا ہے ﴿فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ﴾ چند سال ہی میں یا اس سے کہ زیادہ سالوں میں رسولؐ خدا کا زمانہ اور ابوبکر کا زمانہ جو مسلمانوں پر گزرا یہاں تک کہ زمانہ خلافت عمر میں مومنین فارس پر غالب ہوگئے فرمایا مگر میں نے تم سے نہیں کہا کہ یہ آیت تاویل وتفسیر رکھتی ہے اے ابوعبیدہ قرآن ناسخ ومنسوخ رکھتا ہے کیا تم نے اس خدا کے کلام کو نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے ﴿لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ﴾ اللہ کی حکومت پہلے بھی تھی اور بعد میں بھی رہے گی یعنی اسے کو اس کا اختیار ہے اور کلام میں ہے کہ جو کچھ پیچھے تھا پہلے آگیا اور جو کچھ سامنے تھا وہ پیچھے چلا گیا کلام کی نظر میں یہاں تک کہ بطور حتمی مقرر ہوگیا کہ نصرت ومدد مسلمانوں کے لیے آگئی اور یہ خدا کا کلام ہے ﴿وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَآءُ﴾ اور اس دن ایمان والے خوش ہوگئے اللہ کی نصرت سے وہ جس کی چاہتا ہے نصرت کرتا ہے یعنی وہ دن کہ جس دن بطور حتمی مدد اور نصرت مقرر ہوگئی تھی۔

**اہل سنت کی بات کا جواب !......** (398)(151) عمرو بن ابو مقدام نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہوں نے امام باقرؑ سے کہا کہ اہل سنت خیال کرتے ہیں کہ جب تمام لوگ بیعت ابوبکر میں چلے گئے تو پس یہ کام خدا کی رضا کا مورد ہوگیا ہے اسی میں خدا کی رضا تھی اور خدا اس طرح نہیں ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے بعد فتنہ وگمراہی میں گرادے امام باقرؑ نے فرمایا کیا خدا کی کتاب قرآن کو تم نہیں پڑھتے کیا خدا نہیں فرماتا ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رسولؐ ہی ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گزر گئے ہیں کیا اگر وہ مرجائیں یا قتل کردیئے جائیں گے تو تم اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جائے گا وہ خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا اور عنقریب خدا کا شکر کرنے والوں کو جزا دے گا (سورہ آل عمران آیت 144) میں نے عرض کیا یہ لوگ اس آیت کی جو دوسری تفسیر کرتے ہیں (یعنی کہتے ہیں کہ یہ بات بطور استفہام ذکر

ہوئی ہے اور دلالت اس واقع پر نہیں کرتی) فرمایا کیا اس طرح نہیں ہے کہ خدا نے پہلی امتوں کو اس امت سے پہلے خبر دی ہے کہ وہ دلیلوں کے آنے کے بعد جو قاطع روشن تھیں اختلاف کرنے لگے اور اس مقام پر خدا فرماتا ہے ﴿وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَلَٰكِنِ اخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ﴾ اور مریمؑ کے بیٹے عیسٰیؑ کو ہم نے کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس کے ذریعے سے ان کی مدد کی اور اگر خدا کو منظور ہوتا تو وہ لوگ بعد لوگ نہ لڑتے لیکن ان کے پاس کھلی دلیلیں آچکی تھیں ان پیغمبروں کے بعد نہ لڑتے لیکن انہوں نے اختلاف کیا پھر ان میں سے کوئی (تو) ایمان لایا اور کوئی ان میں سے کافر ہو گیا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے (سورہ بقرہ آیت 253) اور یہی آیت دلیل ہے اس پر کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے بعد اختلاف کرنے لگ گئے اور بعض تو ایمان لے آئے اور بعض کافر ہو گئے (مراد امامؑ کی یہ ہے کہ وقوع اختلاف وارتداد امتوں کا ان پیغمبروں کے بعد اس کا یہ مطلب ہے کہ صریح طور پر قرآن میں اتفاق سے ذکر ہوا ہے اور اس طرح نہیں ہے کہ خدا امت کو ان کے پیغمبرؐ کے بعد جو اس دنیا سے چلے گئے ارتداد اور ان کی گمراہی کو آگے بڑھائے)

**ولایت آئمہؑ کے متعلق !.......** (399)(152) عبدالحمید کہتے ہیں میں مسجد الحرام میں داخل ہوا تو میری آنکھیں ایک خدمت گزار امام جعفر صادقؑ پر پڑیں پس اپنے راستہ کو اس کی طرف پھیر دیا تا کہ امام جعفر صادقؑ کے حال کے متعلق اس سے سوال کروں کہ اچانک میری نظر امام جعفر صادقؑ پر پڑ گئیں کہ وہ سجدہ کی حالت میں ہیں کافی دیر تک میں انتظار کرتا رہا (کہ سر سجدہ سے اٹھائیں) میں نے دیکھا کہ آپؑ کا سجدہ طویل ہو گیا میں اٹھا اور چند رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دیکھا تو پھر بھی آپؑ سجدہ میں ہیں تو اس خدمت گار سے میں نے پوچھا کس وقت سے سجدہ میں گئے ہیں اس نے کہا کہ اس سے پہلے کہ جب تم میرے پاس آئے اسی حالت میں ہیں امامؑ نے میری آواز کو سنا تو سر کو سجدہ سے اٹھایا پھر فرمایا اے ابو محمد میرے نزدیک آؤ میں آنحضرتؑ کے نزدیک گیا اور ان پر سلام کیا پس پیچھے سے آنحضرتؑ کی آواز کو سنا فرمایا یہ سر اور صدا کیا ہے میں نے عرض کیا یہ سب مرجیہ سے ہیں

(جو جبر کے قائل ہیں) اور قدریہ (کہ جو کاموں کو قضا و قدر سے منسوب کرتے ہیں) اور معتزلہ (جو فرقہ مسلمانوں میں سے ہے جو معتقد ہے کہ افعال خیر خدا کی طرف سے ہیں اور افعال شر انسان کی طرف سے ہیں اور عقائد دوسرے کہ جو

کتابوں میں مذکور ہیں) فرمایا یہ مجھے چاہتے ہیں چلو اٹھو تا کہ جائیں حضرتؑ اٹھے میں بھی ان کے ساتھ اٹھا اور جب ان کو دیکھا کہ وہ اٹھے ہیں تو وہ آنحضرتؑ کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے امامؑ نے ان کی طرف منہ کیا فرمایا مجھ سے ہاتھ کھینچ لو اور مجھے آزار نہ دو اور مورد تعرض سلطان مجھے قرار نہ دو کیونکہ میں تم کو فتویٰ نہیں دیتا ہوں اس وقت آپؑ نے میرے ہاتھ کو پکڑا اوران کو خود ان کے حال پر چھوڑ دیا اور راستہ پر چل پڑے اور جب مسجد سے باہر آئے تو مجھ سے فرمایا اے ابو محمد خدا کی قسم اگر شیطان نے اس کے بعد نافرمانی اور تکبر کیا تھا باندازہ دنیا کی عمر کے خدا کے لیے سجدہ کرے تو وہ سجدہ اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہوگا اور خدا اس کے سجدے کو قبول نہیں کرے گا۔

یہاں تک کہ جس طرح خدا نے حکم دیا تھا کہ آدمؑ کے لے سجدہ کرے اور اسی طرح یہ امت گناہ گار کہ پیغمبرؐ کے بعد خود ہی فتنہ میں گرگئی ہے اور وہ امامؑ اور رہبر کہ جو ان کے پیغمبرؐ نے ان کے لئے منصوب فرمایا تھا چھوڑ دیا ہے پس خدا ان کے عمل کو قبول نہیں کرتا اور نیکیاں ان کی بلندی کی طرف نہیں جاتیں یہاں تک کہ اسی راستہ سے جس کو خدا نے ان کے لیے مقرر کیا ہے اس کی بارگاہ میں جائیں گی اور پیروی کرنا اس امام کی کہ جس کی پیروی پر مامور ہوئے ہیں اور وہی دروازہ کہ خدا نے اور اس کے پیغمبرؐ نے ان کے لیے کھولا ہے اس سے آجائیں اے ابو محمد بے شک خدا نے پانچ فرائض امت محمدؐ پر واجب کیے ہیں نماز و زکوٰۃ و روزہ و حج و ہماری ولایت چار موارد ہیں

ان چار فریضوں سے ان کو رخصت دی ہے (اور اس تکالیف کو ان سے ہٹالیا ہے) لیکن ہرگز کسی ایک مسلمانوں کو بھی ہماری ولایت کی رخصت نہ دی نہیں خدا کی قسم ہرگز کسی قسم کی رخصت اس میں نہیں ہے،

(400),(153) ابو اسحاق جرجانی کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بے شک خدا نے کسی آدمی کے لیے سلطنت مقرر کی زمانہ اور مدت حساب رات و دن و سالوں اور مہینوں میں مقرر فرمائی ہے پس اگر لوگوں کے درمیان عدالت سے کام لے گا تو خدا فلک کو گردش دینے والے کو حکم دے گا کہ اس کو کندی (آہستہ) سے چکر دو اور اس وجہ سے دن اور رات اور سال اور مہینے ان کے لوگوں میں گزریں گے اور اگر لوگوں کے درمیان ستم کرے تو خدا فلک کو چکر دینے والے کو حکم دے گا تا کہ اس کو سرعت (جلدی ہی) چکر دے گا اور اس وجہ سے رات و دن سال و مہینے اس کے چھوٹے ہو جائیں گے اور خدا بھی ان کے بارے میں ان عدد شب و مہینوں کے وفا کرے گا (اور کوئی چیز کم نہ کرے گا)۔

(401)(154) عزامی کہتے ہیں میں امام جعفر صادقؑ کے پاس حجر اسماعیلؑ میں میزاب کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی آپس میں بحث کر رہے تھے ان میں سے ایک نے اپنے رفیق سے کہا خدا کی قسم تم نہیں جانتے کہ ہوا کہاں سے نکلتی ہے اور جب انہوں نے اپنی بات کو زیادہ بیان کیا تو امام جعفر صادقؑ نے ان سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہا نہیں لیکن میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ (اس طرح) کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا میں آپؑ پر قربان ہوا کہاں سے نکلتی ہے

فرمایا ہوا اسی رکن شامی کے نیچے ہے اور جب خدا چاہتا ہے کہ کوئی چیز اس سے باہر آئے تو اس سے نکلتا ہے اگر ہوا جنوب کی ہو تو جنوب کی طرف سے اور اگر شمال کی ہو تو شمال کی طرف سے اور اگر ہوا صبا کی ہو تو صبا کی طرف سے اور اگر ہوا دبور کی ہو تو دبور کی طرف سے پھر فرمایا اور اس کی علامت یہ ہے کہ ہمیشہ اس رکن کو دیکھتے ہیں کہ وہ حرکت میں ہے اور سردیوں میں اور گرمیوں میں اور رات اور دن (فیضؒ کہتے ہیں شاید مراد حرکت رکن سے ہوا ہے کہ اس کے اطراف میں قرار رکھے ہے)

**آسمانی فرشتے!**.......(402)(155) داؤد رقی کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہرگز مخلوق (مخلوقات خدا سے) فرشتوں سے پہلے نہیں بنائی گئی ہر رات میں ستر ہزار فرشتے آسمان سے نیچے آتے ہیں اور تمام رات اطراف خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور اسی طرح ہر روز کرتے ہیں

(403)(154) عبداللہ بن طلحہ حدیثؒ مرفوع میں کہتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا فرشتوں کے تین گروہ ہیں ایک گروہ جو دو بال و پر رکھتا ہے اور ایک گروہ تین بال و پر رکھتا ہے اور ایک گروہ چار بال و پر رکھتا ہے

(404)(157) حکم بن عتیبہ کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا کہ بہشت میں ایک نہر ہے اور جبرائیل ہر روز ایک دفعہ اس میں داخل ہوتا ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو اپنے آپ کو حرکت دیتا ہے اور خدا اس پانی کے ہر قطرہ سے جو اس کے بدن سے لگا ہوتا ہے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے

(405)(158) ایک شخص کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ خدا کا ایک فرشتہ ہے جو پرہ کوشش سے اس کے کنارے تک ہے جو پرندے کی پانچ سو سال کی مسافرت کے برابر ہے جو پرندہ پرواز کرتا ہے

(406)(159) محمد بن فضیل کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا خدا کا ایک مرغ ہے کہ اس کے پاؤں ساتوں زمین میں ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے قرار دی گئی ہے اور اس کے بال ہوا میں ہیں اور جب آدھی رات یا تیسرا حصہ دوسرے حصے کی آخری شب ہوتی ہے تو وہ اپنے دونوں بالوں کو آپس میں مارتا ہے اور فریاد کرتا ہے سبوح قدوس ﴿رَبُّنَا اللّٰہِ الْمَلِكِ الْحَقُّ الْمُبِيْنَ فَلَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ رَبُّ الْمَلَآئِكَةُ وَالرُّوْحُ﴾ منزہ ہے وہ خدا ہر عیب سے پاک ہے ہمارا پروردگار حق کا حکم دینے والا ہے اور ظاہر کرنے والا ہے (چیزوں کو اپنی قدرت سے) اس کے سوا کوئی معبود نہیں پروردگار فرشتوں اور روح (جبرائیلؑ) کا ہے پس (اس آواز سے) زمین کے مرغ اپنے بال آپس میں مارتے ہیں اور آواز دیتے ہیں،

(407)(160) عمار ساباطی کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جو لوگ تمہارے پاس آتے ہیں حجامت کے بارے میں

کیا کہتے ہیں میں نے عرض یہ اس طرح خیال کرتے ہیں کہ کیا کھانے سے بہتر ہے غذا کے حوالے سے فرمایا نہیں روئے غذا سے یہ لوگوں کی رگوں کو بہتر کھینچتی ہے (اور بہتر خون آتا ہے) اور بہتر بدن کو طاقت دیتی ہے

(408)(161) عبدالرحمان بن حجاج کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، آیۃ الکرسی کو پڑھو اور ہر روز جب چاہو حجامت کرو اور صدقہ دو اور ہر روز جب چاہو سفر کرو (یعنی جو کچھ وارد ہوا ہے کہ فلاں دن کو حجامت اور یا سفر کرنا بہتر ہے اور فلاں دن مثلا برا ہے تو آیۃ الکرسی کو پڑھو اور صدقہ اس کو برطرف کردے گا)

(409)(162) عثمان احول کہتے ہیں میں نے ابوالحسنؑ سے سنا انہوں نے فرمایا ہرگز کوئی دوائی نہیں ہے سوائے اس کے کہ درد کو حرکت دے اور ہرگز دوائی بدن کے لیے اس سے بہتر نہیں ہے کہ انسان مسواک کرے سوائے اس سے کہ جس کا بدن نیاز مند ہوا ہو (یعنی بدن کو ضرورت ہو)

(410)(163) محمد بن خالد حدیث مرفوع میں کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بخار تین چیزوں سے بدن سے خارج ہوتا ہے رگوں کو رگڑنے سے (یا عرق کرنے سے) اور مسہل کھانا شکم کے راستے سے اور قے کرنے سے،

(411)(164) ابو مرہف کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا غبار کسی کے سر پہ آجائے کہ اس کو ہٹا دے عرب کی ضرب المثل ہے کہ جو کوئی فتنہ کھڑا کرتا ہے (تو اس کا نقصان بھی اس کی طرف پلٹ آتا ہے) اور محاضیر ہلاک ہو جائے گا میں نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں محاضیر کون ہیں فرمایا جلدی کرنے والے (ظہور حق کی خدمت میں وہ کہ جو جلدی چاہتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو زیادہ جلدی حق کی حکومت قائم ہو جائے) جان لو کہ وہ (یعنی تمہارے مخالفین) تمہارے لیے تو طرح چینی نہیں کرتے مگر اس شخص کے لیے کہ جو معترض ان کی (حکومت) کا ہو پھر فرمایا اے ابو مرہف جان لو کہ یہ تو طرح چینی تمہارے لیے نہیں کرتے سوائے اس کے کہ خدا نے ان کے لیے وہ کام جو (مانع اجر ہوان کا نقشہ ہو جاتا ہے) وہ سامنے لاتے ہیں پھر امام باقرؑ نے کوئی چیز زمین پر کوٹی پھر فرمایا اے ابو مرہف میں نے کہا کیوں نہیں فرمایا کیا وہ لوگ کہ جنہوں نے اپنے آپ کو خدا کے لیے وقف کر دیا ہے اس طرح دیکھتے ہیں کہ خدا ان کے لیے وسعت مقرر نہ فرمائے گا کیوں خدا کی قسم کہ بطور حتمی خدا ان کے لیے وسعت مقرر کریگا۔

**خروج سفیانی!......** (412)(165) فضل کاتب کہتے ہیں میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص ابو مسلم خراسانی ان کے لیے ایک خط لے کر آیا حضرتؑ نے فرمایا تمہارے خط کا جواب نہیں ہے تم ہمارے پاس سے باہر چلے جاؤ ہم نے ایک دوسرے سے آہستہ آہستہ باتیں شروع کر دیں فرمایا اے فضل کیا باتیں تم آہستہ آہستہ ایک دوسرے سے کرتے ہو بے شک خدا کسی بھی جلدی کرنے والے بندے کے لیے جلدی نہیں کرتا اور بے شک جان نکلنے

سے پہاڑ کے اپنی جگہ سے نکلنے سے آسان تر ہے جس سلطنت و حکومت کی عمر ابھی آخر کو نہ پہنچی ہو پھر فرمایا بے شک فلاں بن فلاں یہاں تک کہ اس کا ساتواں بیٹا (یعنی عباس) آئے گا (یعنی یہ بھی خلافت تک پہنچے گا) میں نے عرض کیا پس کون سی نشانی آپؑ کے اور ہمارے درمیان ہے میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں فرمایا اے فضل اپنی جگہ سے حرکت نہ کرو یہاں تک کہ سفیانی خروج کرے اور جب سفیانی خروج کرے گا تو وہ ہماری طرف منہ کرے گا اور تین بار اس بات کا تکرار کیا اور یہ جاری ہونا علامت حتمی (ظہور حضرتؑ قائم کی) ہے۔

(413)(166) جمیل بن دراج کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ کیا شیطان فرشتوں میں سے تھا یا آسمان کے کام اس کے سپرد کیے گئے تھے فرمایا نہ وہ ملائکہ سے تھا اور نہ ہی اس کو آسمان کے کام سپرد کیے گئے تھے اور نہ ہی مورد احترام و کرامت تھا میں طیار کے پاس (ظاہراً مراد حمزہ بن طیار ہے) آیا اور جو کچھ میں نے سنا تھا اس سے بیان کیا طیار امامؑ کی بات کا منکر ہو گیا اس نے کہا کیسے فرشتوں میں سے نہ تھا اس وجہ سے کہ خدا فرماتا ہے ﴿وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ﴾ اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا (سورہ بقرہ آیت 34 سورہ کہف آیت 49) (اس سے تو ابلیس کو فرشتوں سے استثنا فرمانا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جزء فرشتوں سے ہوا) پس خود طیار امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں آیا اور اس وقت میں بھی امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں موجود تھا اس موضوع کے متعلق پوچھا اور عرض کیا میں آپؑ پر قربان اس سے کہ خدا نے بہت سی جگہوں پر قرآن میں مومنین کو مخاطب کر کے فرماتا ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کیا منافقین بھی اس خطاب میں شامل ہوں گے، تو امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، ہاں منافقین بھی اس خطاب میں شامل ہیں اور اسی طرح گمراہ بھی اور ہر وہ شخص کہ جو ظاہر اسلام کی دعوت کا اقرار اور اس کا اعتراف کرتا ہے (اس جملہ سے حضرتؑ نے اس کا جواب دیا یعنی اسی طرح خطاب ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ شامل منافقین اور گمراہوں پر بھی ہوتا ہے اس حالت میں کہ وہ واقعاً ایمان نہیں لائے ہیں اور اسی طرح ابلیس بھی اس وجہ سے کہ جزء فرشتوں کا نہ تھا لیکن جبکہ وہ ان کے درمیان موجود تھا اور ان ہی میں شمار ہوتا تھا اور فرشتوں میں وہ بھی شامل ہو گیا گذشتہ اس آیت سے کہ طیار نے اس سے استدلال کیا یعنی آیت 49 سورہ کہف میں خود اس کی صراحت ہے وہ کہتا ہے کہ ابلیس فرشتوں سے نہ تھا کیونکہ اس کے بعد آیت میں ہے کہ ﴿اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ﴾ بے شک وہ (ابلیس) قوم جن سے تھا پس اس نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی۔

(414)(167) مرازم کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ایک شخص رسولؐ خدا کے پاس آیا اور عرض کیا میں دعا کرتا ہوں اور اپنی دعا کو تقسیم مخصوص آپؐ سے قرار دیتا ہوں فرمایا یہ تیرے لیے بہتر ہے عرض کیا اے رسولؐ خدا میں آدھی دعا آپؐ سے مخصوص کردوں فرمایا یہ تیرے لئے بہتر ہے عرض کیا اے رسولؐ خدا میں دعا کرتا ہوں اور تمام دعا آپؐ کے لیے مخصوص کردیتا ہوں رسولؐ خدا نے فرمایا اس صورت میں خدا تیری مہم کو دنیا و آخرت کے کاموں میں کفایت کرے گا پھر امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بے شک خدا نے اپنے رسولؐ کو وہ تکلیف فرمائی ہے جس کی ہرگز اپنی مخلوق میں سے کسی کو تکلیف نہ دی ان کو مکلف بنایا یہاں تک کہ اگر اس کے ساتھی مبارزہ کے لیے (دشمنان خدا و کفار کے ساتھ) پیدا نہ کریں تو وہ خود تنہا ہی ان تمام لوگوں کے سامنے قیام کریں اور ہرگز کسی ایک کو بھی آنحضرتؐ سے پہلے نہ دی گئی ہے اور نہ ان کے بعد کسی کو یہ تکلیف دی گئی ہے۔

پھر اس آیت کو پڑھا ﴿فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ﴾ پس (اے رسولؐ) تم خدا کی راہ میں لڑو تمہاری ذات کے سوا کسی کو تکلیف نہیں دی جاتی (سورہ نساء آیت 84) اور خدا نے مقرر کیا اس کے لیے اس عہد کو اس سے خود عہد کو لیا (یعنی چند کے برابر کرنا اعمال جو کہ کوئی شخص آنحضرتؐ کے لیے انجام دے) پس خدا فرماتا ہے ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ جو کوئی ایک نیکی کرے گا تو اس کو اس کی مثل دس نیکیاں ملیں گی (سورہ انعام آیت 161) اور دعا (یا درود) رسولؐ خدا پر بھی دس نیکیوں کا بدلہ رکھتا ہے

(415)(168) فضیل صائغ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا تم ہی خدا کی قسم زمین کی تاریکیوں میں روشنی اور خدا کی قسم اہل آسمان زمین کی تاریکیوں میں تم کو ہی دیکھتے ہیں جیسا کہ تم روشن آسمان پر ستاروں کو دیکھتے ہو اور بے شک یہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اے فلاں عجب ہے فلاں سے کہ کیسے اس مقام (یعنی ولایت اہل بیتؑ میں ہاتھ مارتا ہے اور یہی ہے مضمون کلام میرے والدؑ کا کہ انہوں نے فرمایا! خدا کی قسم میں تعجب نہیں کرتا ہوں اس شخص پر کہ جو ہلاک ہوا کیسے ہلاک ہوا لیکن تعجب کرتا ہوں اس شخص پر کہ نجات پائے کہ وہ (ان کے درمیان تمام اسباب گمراہی اور آمادہ ہونے وسائل ہلاکت کے) کیسے نجات پائے گا

(416)(169) محمد بن حمران کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جو کوئی سفر کرے اور یا ازدواج (شادی) کرے اس وقت کہ جب قمر عقرب میں ہو تو وہ اچھائی نہ دیکھے گا

(417)(170) عبداللہ بن عطاء کہتے ہیں امام باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اٹھو اور دو عدد چارپایاں کو زین لگا دو ایک گدھے کو اور ایک خچر کو میں اٹھا اور گدھے کو اور خچر کو زین لگا دی اور اپنے خیال میں کہا کہ آنحضرتؑ خچر کو زیادہ پسند

کرتے ہیں اور خچر کو سوار ہونے کے لیے میں اسے آپ کے آگے لے گیا فرمایا کس نے تم سے کہا تھا کہ خچر کو میرے پاس لے آؤ میں نے عرض کیا میں نے خود ہی آپ کے لیے اس کا انتخاب کیا ہے فرمایا کیا میں نے تم سے کہا تھا کہ اس کو میرے لئے منتخب کرو پھر فرمایا بہترین سواریوں میں سے میری نظر میں گدھا ہے پس میں اس گدھے کو آپؐ کے سامنے لے آیا اور رکاب کو پکڑا یہاں تک کہ حضرتؐ اس پر سوار ہو گئے اور (سوار ہونے کے بعد) اس دعا کو پڑھا ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَمَانَا بِالْاِسْلَامِ وَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ منزہ ہے خدا کہ اس نے ہمیں دین اسلام کی رہبری کی اور قرآن کو ہمیں یاد کرنے کے لیے اور وجود محمد کو ہمارے لیے منتخب کیا حمد ہے اس خدا کی کہ جس نے اس (سواری) کو ہمارے لیے مسخر (رام) کیا ہے اور ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف ہی پلٹ کر جانے والے ہیں اور حمد ہے اس خدا کی جو عالمین کا رب ہے اور آنحضرتؐ راستہ پر چل پڑے اور میں بھی راستہ پر چل پڑا یہاں تک کہ ہم ایک جگہ پر پہنچے میں نے عرض کیا میں آپؐ پر قربان نماز فرمایا یہ جگہ چیونٹیوں کی وادی ہے اور نماز اس میں پڑھی نہ جائے گی پھر اس جگہ سے آگے گزر گئے یہاں تک کہ ایک دوسری جگہ پر پہنچے میں نے پھر اسی بات کی تکرار کی (اور ان سے چاہا کہ نماز کے لیے پیدل ہو جائیں) فرمایا یہ جگہ نمک دار ہے اور اس میں نماز نہ پڑھی جائے گی اسی طرح یہاں سے بھی چل پڑے یہاں تک کہ خود آنحضرتؐ ایک جگہ (بغیر اس کے کہ میں بات کرتا)۔

پیدل چلنے لگے اور مجھ سے فرمایا نماز پڑھو یا نماز نافلہ پڑھی میں نے عرض کیا یہ نماز ہے کہ عراق کے لوگ اس کو پڑھتے ہیں کہ اسے زوال کا وقت کہتے ہیں فرمایا پھر وہ کہ جو اس نماز کو پڑھتے ہیں یہی شیعان علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں اور یہ نماز اوابین (توبہ کرنے والوں کی) ہے پس آنحضرتؐ نے نماز پڑھی اور میں نے بھی نماز پڑھی پھر رکاب کو پکڑا اور (حضرتؐ سوار ہو گئے) اور اسی دعا کو پڑھا پھر فرمایا خدا مرجیہ کو اپنی رحمت سے دور کر دے بے شک یہ دنیا و آخرت میں ہمارے دشمن ہیں میں نے عرض کیا میں آپؐ پر قربان کس چیز نے آپؐ کو (اچانک) مرجیہ کی یاد دلائی فرمایا (بے مقدمہ) میرے خیال میں آ گیا (مجلسیؒ اس کے بعد چند معنی ارجاء (د مرجیہ) کے لیے کرتے ہیں

اور آخر میں کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ مراد مرجیہ سے اس جگہ پر وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے علیؑ کو خلافت میں درجہ اول کے بجائے درجہ چہارم میں شمار کیا ہے یعنی عموم اہل سنت و عامہ ہیں)

**تاریخ پیغمبرؐ کا ایک واقعہ!......** (418)(171) حسین بن ابو حمزہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ

جس وقت قریش نے پختہ ارادہ پیغمبرؐ کے قتل کرنے کا کرلیا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ابولہب سے کیا کریں (جب وہ روئے حمایت کرنے کے ان کی فامیل وخاندان سے ہے، وہ یہاں موجود نہیں ہے کہ وہ بھی اس کام میں ہوتا اور اگر سمجھ گیا تو لازمی ہمارے آگے آئے گا) ام جمیل (ابولہب کی زوجہ) نے کہا میں اس کو تمہارے سر سے الگ کر دیتی ہوں اور اس سے کہتی ہوں کہ میں آج چاہتی ہوں تم اپنے گھر میں ہی بیٹھے رہو اور مل کر سوچ پیتے ہیں (یعنی محبت کرتے ہیں) جب دوسرا دن ہوا اور مشرکین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے ابولہب (نے طبق ام جمیل کے سامنے) جو اس کی زوجہ تھی گھر میں بیٹھ گیا اور شراب پینے میں مشغول ہو گیا ابوطالبؑ نے (اپنے بیٹے) علیؑ کو طلب کیا اور ان سے کہا کہ اے میرے بیٹے تم اپنے چچا ابولھب کے پاس جاؤ اور اس کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اگر دروازہ کھولے تو اندر داخل ہو جاؤ اور اگر دروازہ نہ کھولے تو دروازے کو توڑ دو اور داخل ہو جاؤ اور اس سے کہو کہ میرے باپ کہتے ہیں کسی نے بھی میرے چچا (جیسے تم ہو) بزرگ ونگہبان اپنی قوم میں ہو خوار نہ ہونا امیرالمؤمنین (طبق اپنے باپ کے حکم کے مطابق) ابولہب کے گھر آئے اور یہاں مشاہدہ کیا۔

اور دیکھا دروازہ بند ہے پس انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن اس نے دروازہ نہ کھولا پس دروازے پر حملہ کیا اور اس کو توڑ دیا اور گھر میں داخل ہو گئے ابولہب نے جب ان کو دیکھا تو کہا اے میرے بھائی کے بیٹے تمہیں کیا ہو گیا ہے فرمایا میرا باپ کہتا ہے کوئی بھی جیسا کہ تم میرے چچا ہو (بزرگ ونگہبان) اپنی قوم میں ہو خوار نہ ہونا ابولہب نے کہا تیرے باپ نے سچ کہا ابھی بتاؤ کیا اتفاق ہوا ہے فرمایا تیرے بھائی کے بیٹے کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور تم بیٹھے ہوئے ہو اور شراب پیتے ہو اور مست ہو ابولہب اپنی جگہ سے اٹھے اور اپنی تلوار اٹھالی تو ام جمیل سامنے آئی (کہ ان کو جانے سے روکے) تو وہ اس کے بغل گیر ہوگئی ابولہب نے اپنے ہاتھ کو بلند کیا اور اس طرح تھپڑ ام جمیل کے چہرے پر مارا کہ اس کی آنکھیں نکل آئیں اس سختی کی وجہ سے اور یہاں تک کہ اس وقت کوئی شخص اس طرح ایک آنکھ نہ رکھتا ہو اور اس واقعہ کے بعد ابولہب تلوار لے کر گھر سے باہر نکل آئے۔ جب قریش نے ان کو دیکھا کہ آثار غضب ان کے چہرہ سے ظاہر ہیں ان سے کہنے لگے اے ابولھب تمہیں کیا ہو گیا ہے کہا کہ میں اپنے بھائی کے بیٹے کی ضد پر ہوں اور تمہاری بیعت کرتا ہوں (اور ہر قسم کی آزار میں تمہارے ساتھ ہم دست ہوتا ہوں) لیکن تم (حد سے گزر گئے) اور تم اس کے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو لات وعزیٰ کی قسم میں۔ نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ میں مسلمان ہو جاؤ اور یہ وہ وقت ہے کہ تمہاری یہ خواہش دیکھی اور میں کیا خواہش کرتا ہوں قریش نے (جب اس بات کو سنا) تو اس سے عذر کرنے لگے اور وہ واپس چلے گئے۔

(419)(172) زرارہ کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا شیطان کے کام جنگ بدر میں یہ تھے کہ مسلمانوں کو کفار کی آنکھوں کے سامنے کم دیکھتا تھا اور کفار کو مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے زیادہ دیکھتا تھا پس جبرائیلؑ نے تلوار سے اس پر حملہ کیا اور

...س سے گر گیا اور کہا اے جبرائیلؑ میں نے مہلت لی ہوئی ہے میں نے مہلت لی ہوئی ہے (اور ابھی میری موت کا
...ت نہیں آیا اور خدا نے مجھے مہلت دی ہے تاکہ میں روز وقت معلوم تک زندہ رہوں) اور تم اس طرح کرتے ہو تاکہ میں
...ریت میں گر جاؤں زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے امام باقرؑ سے عرض کیا کیوں اس طرح کی مہلت رکھتا ہے اور پھر ڈرتا ہے فرمایا
...ڈرتا ہے کہ بعض اس کے اعضاء اس سے کاٹ نہ دیئے جائیں۔

**جنگ احزاب کی داستان!**......(420)(173) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا جنگ احزاب
...میں ایک تاریک رات میں اور سخت سردی کے عالم میں ایک ایسے مقام پر کھڑے ہوئے تھے جہاں پر اب مسجد فتح واقع ہے
اور فرمایا کون ہے جو یہاں سے جائے اور مشرکین کے بارے میں میرے لئے خبر لائے اور اس کے بدلے میں اس کا بدلہ
بہشت ہوگا تو کوئی شخص بھی اپنی جگہ سے نہ اٹھا دوسری دفعہ پھر اس بات کا تکرار کیا اور پھر بھی کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ اٹھا اس
جگہ پر امام جعفر صادقؑ نے اپنے ہاتھ کو حرکت دی اور فرمایا وہ لوگ کیا چاہتے تھے کیا جنت سے بہتر چاہتے تھے۔ پھر رسولؐ
خدا نے (اس شخص سے کہ جوان کے نزدیک تھا) فرمایا تم کون ہو کہا میں حذیفہ ہوں فرمایا کیا تم نے میری بات کو رات کے
پہلے حصے میں سنا اور جواب نہ دیا کیا قبر میں ہو (اور بعض نسخوں میں اقبرب کے بجا قترب ذکر ہوا ہے نزدیک آؤ) حذیفہ
اپنی جگہ سے اٹھے اور کہا خدا مجھے آپؐ پر قربان کرے سردی اور سختی نے مجھے اس سے روکے رکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب
دوں رسولؐ خدا نے فرمایا ابھی میرے پاس سے ان کے درمیان جاؤ اور ان کی باتوں کو سنو اور اس کی مجھے اطلاع کرو اور
جب حذیفہ راستہ پر چلے گئے تو رسولؐ خدا نے (دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے) کہا خدایا اس کی آگے سے اور اس کے پیچھے اور
اس کے دائیں سے اور اس کے بائیں سے اس کی حفاظت فرما تاکہ وہ میری طرف واپس آجائے اور اس طرف سے رسولؐ
خدا نے حذیفہ سے فرمایا کہ کوئی کام نہ کرنا جب تک میرے پاس واپس نہ آجاؤ حذیفہ نے اپنی تلوار اور کمان اور سپر کو اٹھا لیا
اور راستہ پر چل پڑے حذیفہ کہتے ہیں کہ میں راستہ چلتا گیا اور ہرگز کسی قسم کی سردی اور سختی مجھے محسوس نہ ہوئی پس خندق کے
راستہ سے گزر گیا اور مؤمنین اور کفار کو اس جگہ پر دیکھا۔
کہ ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہیں اور دوسری طرف سے حذیفہ جو کہ ان کے پیچھے مامور تھے جو چلے گئے رسولؐ خدا اٹھے
اور بلند آواز سے اس دعا کو پڑھا (يَا صَرِيخَ الْمَكْرُوبِينَ وَيَا مُجِيبَ الْمُضْطَرِّينَ اكْشِفْ هَمِّي
وَكَرْبِي فَقَدْ تَرَى حَالِي وَحَالَ أَصْحَابِي) اے فریاد کرنے والوں کے فریادرس اے مصیبت زدوں کی دعا کو
قبول کرنے والے جواب دینے والے میرے غم ورنج واندوہ کو دور فرما بے شک تو میرا اور میرے اصحاب کا حال دیکھ رہا ہے
اس وقت جبرائیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا اے رسولؐ خدا بے شک میں نے تیری دعا کو سن لیا ہے اور تیری دعا کو قبول کر لیا

ہے اور تیرے دشمن کے خوف سے تجھے دور کرلیا ہے اور ان کو ہٹا دیا ہے تو رسولؐ خدا دوزانو (روئے زمین) پر بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھوں کو کھول دیا اور عمامہ کھول دیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔

کہا تیرا شکرادا کرتا ہوں جیسا کہ تو نے مجھ پر اور میرے اصحاب پر رحم فرمایا ہے رسولؐ خدا نے فرمایا بے شک خدا نے ان پر آسمان اول سے ایک ہوا بھیجی جس میں کنکر تھے اور آسمان چہارم سے ایک دوسری ہوا بھیجی جس میں بڑے بڑے پتھر تھے حذیفہ کہتے ہیں کہ میں جب گیا تو ان کی آگ کو جلتا ہوا دیکھا اور یہ وہ وقت تھا کہ جب پہلا خدا کا لشکر کہ جو ہوا کا تھا اور اس میں ریت ملی ہوئی تھی ان پر آندھی کا طوفان بن کر آیا اور دوسری جگہ پر اس آگ سے کچھ بھی نہ رہا سوائے اس کے کہ پراگندہ ہو گئی تھی اور خیموں کی چادریں اڑ گئیں مگر وہ اپنی جگہ تھے اور ان کے نیزے زمین پر گرا دیئے گئے اور ان سب نے سنگریزوں سے بچنے کے لیے سپر کو اپنے چہروں کے سامنے کرلیا اور سنگریزوں کی اپنی سپروں سے ٹکرانے کی آوازیں سنتے رہے تھے حذیفہ کہتے ہیں اسی طرح آگے بڑھا یہاں تک کہ درمیان میں دو مشرکین کے آدمی بیٹھے ہوئے تھے اس وقت شیطان ایک سردار کی صورت میں آ گیا اور کہا اے لوگوں تم اس مرد کے آستانے میں جو جادوگر جھوٹ کہنے والا ہے ٹھہرے ہوئے ہو اس بات کو جانتے ہو کہ یہ کام تمہارے ہاتھ سے نکلا نہیں ہے (ناامید نہ ہو اور اس کے کام میں جدی نہ رد کہ) فرصت باقی ہے اور اس سال اس جگہ توقف نہ کرو (اور اس سے قبل ٹھہرے اس جگہ پر اصلاح نہیں ہے) حیوانات سم دار اور بغیر سم کے (اونٹ اور گھوڑے) تمام ہلاک ہو گئے ہیں پس مکہ کی طرف واپس چلے جاؤ اور جہاں کہیں بھی تم میں سے کوئی ہم نشین ہوا اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا (اور دقت کرو تا کہ بیگانہ کہ کوئی غیر جاسوسی کے لیے تم میں نہ آیا ہو) حذیفہ کہتے ہیں میں نے (اس وجہ سے کہ کہیں گرفتار نہ ہو جاؤں) بائیں طرف اپنی حفاظت کے لیے نگاہ کی اور (جان لیا کہ کوئی میرے پہلو میں بیٹھا تھا) ہاتھ مارا میں نے کہا تم کون ہو اس نے کہا معاویہ اور جانتے ہوئے بائیں طرف کون تھا میں نے کہا تم کون ہو اس نے کہا سہیل بن عمرو حذیفہ کہتے ہیں کہ یہ وہ وقت تھا کہ ایک بڑا لشکر خدا کا آ گیا ابوسفیان اٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اس نے قریش کے درمیان آواز دی گریز گریز اور طلحہ ازدی نے کہا کہ محمدؐ نے تم پر ایک سخت بلا مسلط کر دی ہے پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو گیا اور قبیلہ بنی اشجع کے پاس آ کر فریاد کی فرار فرار عیینہ بن حصن نے بھی اسی طرح کا کام کیا حارث بن عوف مزنی نے بھی اسی طرح کے کام کو انجام دیا اور اقرع بن حابس نے بھی اسی طرح کیا اور اسی طرح احزاب (جو کہ پیغمبرؐ اسلام کو مٹانے اور اس کے اصحاب کے لیے ہم دست ہوئے تھے) تمام کے تمام بھاگ گئے اور حذیفہ رسولؐ خدا کے پاس واپس آ گئے اس سارے واقعہ کی اطلاع آنحضرتؐ کو دی امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بے شک اس رات کا ھنگامہ روز قیامت جیسا تھا۔

**فضیلت مسجد کوفہ و داستان نوحؑ !......** (421)(174) مفضل بن عمر کہتے ہیں اس وقت کہ جب امام جعفر صادقؑ ابوالعباس (سفاح پہلا خلیفہ عباسی) کو ملنے کے لیے کوفہ میں آئے اور میں بھی آنحضرتؐ کے ساتھ تھا جس وقت ہم محلہ کناسہ میں پہنچے تو فرمایا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں پر میرے چچا زیدؒ کو دار پر لٹکایا گیا پھر چل پڑے یہاں تک کہ جب عطر فرشتوں کے کمروں تک پہنچے جو آخر بازار میں موجود تھے تو سواری سے اتر کر پیدل چلنے لگے اور پھر مجھ سے فرمایا نیچے اتر آؤ یہ مکان مسجد کوفہ کا پہلا مکان ہے اور آدمؑ اس خطہ میں اترے اور میں اچھا نہیں سمجھتا کہ سوار ہو کر یہاں سے گزروں میں نے عرض کیا کس شخص نے اس کو ایک ساتھ ملا دیا فرمایا یہ پہلا زمانہ طوفان نوحؑ میں تھا پھر اصحاب کسریٰ (بادشاہ ایران) اور نعمان بن منذر بادشاہ حیرہ جو پانچ کلومیٹر کوفہ سے دور ہے یہاں بیٹھا) اور پھر زیاد بن ابوسفیان ہوا میں نے آپؑ سے عرض کیا مگر کوفہ اور اس کی مسجد زمانہ نوحؑ میں تھی فرمایا ہاں اے مفضل نوحؑ کا گھر اور اس کی قوم اس قریہ میں تھی جو فرات کے کنارے پر تھا اور وہ قریہ کوفہ سے مغرب کی طرف ہوا ہے پھر فرمایا اور نوحؑ نجار مرد تھے اور خدا نے ان کو پیغمبر منتخب کیا اور نوحؑ پہلے وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے کشتی بنائی۔

اور پانی پر چلائی تھی اور نوحؑ 950 سال اپنی قوم میں تبلیغ کرتے رہے اور اس مدت میں ان کو خدا کی طرف آنے کی دعوت دیتے رہے اور وہ آپؑ کو مذاق اور مسخرہ کرتے رہے جب نوحؑ نے اس طرح دیکھا تو ان پر نفرین کی اور دعا کی ﴿ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا - إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴾ میرے پروردگار روئے زمین پر کافروں میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑ بے شک اگر تو نے ان کو باقی رکھا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کر یں گے اور ان کی اولاد سوائے گناہگار کافر کے اور کچھ نہ ہوگی (سورہ نوح آیت 26-27) پس خدا نے نوحؑ کو وحی کی کہ تم ایک کشتی بناؤ اور اسے وسیع اور کھلا بناؤ اور اس کے بنانے میں جلدی کرو نوحؑ نے اپنے ہاتھ سے مسجد کوفہ میں کشتی بنائی اور اس کی چوبوں کو دور کے راستہ سے لے آئے یہاں تک کہ اس کے بنانے سے فارغ ہو گئے مفضل کہتے ہیں اس وقت ظہر کا وقت ہو گیا تھا اور امام جعفر صادقؑ نے بات روک دی تھی اور اٹھے اور نماز ظہر و عصر کو پڑھا پھر مسجد سے باہر نکل آئے اور اپنی بائیں طرف متوجہ ہوئے اور اپنے ہاتھ سے داریین (عطر فروشوں) کی طرف اشارہ کیا اور یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں پر ابن حکیم کا اور آج جاری فرات کا پانی ہے پھر مجھ سے فرمایا اے مفضل اس مقام پر قوم نوحؑ کے بت نصب تھے جن کے نام یغوث و یعوق و نسر تھے پھر آگے چلے یہاں تک کہ اپنی سواری پر سوار ہو گئے میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان کتنے سال نوحؑ کشتی بناتے رہے اور اس سے فارغ ہوئے فرمایا دو دور میں میں نے کہا دو دور کس قدر تھے

فرمایا اسی (80) سال میں نے کہا عامہ (لوگ) کہتے ہیں کہ پانچ سو سال میں اس کو بنایا فرمایا ہرگز (اس طرح نہ ہوا) کیسے (اس طرح ہوتا) اس وجہ سے کہ خدا فرماتا ہے (اور ہمارے حکم سے کشتی بناؤ) **وَوَحْیِنَا** اور ہماری وحی سے (سورہ ھود آیت 37) (مجلسیؒ کہتے ہیں ظاہر اس کا یہ ہے کہ حضرتؑ نے اس مقام پر وحی کو بمعنی لغوی کہ جو اس میں سرعت ہے اس سے تفسیر کیا اور متحمل ہے کہ مراد یہ ہو کہ وحی خدا اور اس کا حکم اس مقدار میں تاخیر کی مناسبت نہیں رکھتا) میں نے عرض کیا کہ مجھے خبر دیں کہ اس خدا کے کلام کے بارے میں کہ وہ فرماتا ہے ﴿حَتّٰی إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ﴾ نوبت یہ پہنچی کہ جب ہمارا حکم آیا اور **تنور** نے جوش کھایا (سورہ ھود آیت 40) اور یہ کون سی جگہ تھی اور کس طرح کی (پہلے) جگہ تھی فرمایا یہ تنور اس بوڑھی عورت کے گھر میں تھا جو ایماندار تھی اور پشت قبلہ پر اور مسجد کے دائیں طرف تھا میں نے آنحضرتؑ سے عرض کیا وہ آج ابھی زاویہ باب الفیل کی طرف ہے پھر میں نے عرض کیا کہ کیا اس پانی کی ابتدا اس تنور سے باہر آنے سے ہوئی تھی فرمایا ہاں بے شک خدا نے چاہا کہ قوم نوح کو علامت و معجزہ قرار دے پھر خدا نے شدید بارش ان پر برسادی اور فرات میں طغیانی آگئی اور تمام چشمے جوش کھانے لگے اور ان کا پانی زیادہ ہو گیا اور خدا نے ان کو غرق کر دیا اور نوحؑ اور وہ لوگ کہ جو ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ان کو نجات دی میں نے عرض کیا نوحؑ کتنی مدت کشتی میں سوار رہے یہاں تک کہ پانی زمین میں چلا گیا اور یہ کشتی سے نیچے اترے فرمایا سات رات و دن اور کشتی نے سات بار خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر اس کے بعد کشتی کوہ جودی پر ٹھہری یہ اس دریائے فرات کا مرکز ہے جو کوفہ کے پاس بہتا ہے (مجلسیؒ کہتے ہیں شاید فرات کوفہ قریب کوفہ ہو یعنی کوفہ کے نزدیک ہو اور تصحیف ہوا ہے جیسا کہ اخبار میں آیا ہے اور جودی یہی تپہ کہ جسے آج کل نجف کے نام سے پکارا جاتا ہے) میں نے عرض کیا مسجد کوفہ قدیم ہے فرمایا ہاں اور یہ وہ مکان ہے جہاں پر انبیاءؑ نے نماز پڑھی ہے اور اس وقت کہ جس وقت رسول اکرمؐ معراج پر تشریف لے گئے۔

(شب معراج میں) تو انہوں نے بھی اس جگہ پر نماز پڑھی اور جبرائیلؑ نے ان سے کہا اے محمدؐ یہ وہ مسجد ہے جہاں پر آپؐ کے باپ آدمؑ اترے تھے اور یہاں پر انبیاءؑ نے نماز پڑھی ہے تم بھی یہاں پر اتر آؤ اور یہاں پر نماز ادا کرو حضرتؐ نیچے اترے اور اس میں نماز پڑھی اور پھر جبرائیلؑ آنحضرتؐ کو آسمان کی طرف لے کر چلے گئے۔

**داستان کشتی نوحؑ !......** (422)(175) ابورزین اسدی کہتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا بے شک نوحؑ جب کشتی بنانے سے فارغ ہو گئے اور وعدہ ان کے درمیان اور ان کے پروردگار کے درمیان کا آ گیا جو ان کی قوم کی ہلاکت

کا سبب بن گیا تو ان کی زوجہ نے کہا کہ تنور سے چشمہ ابلنے لگا ہے تو نوحؑ اٹھے اور اس تنور کے پاس آئے اور اس کو اوپر سے مہر لگا دی (بند کر دیا) اور پانی کھڑا ہو گیا پھر جس کو چاہا کشتی میں بٹھا لیا اور جس کو چاہا اس سے دور کر دیا پھر اس تنور کے پاس آئے اور اس پر لگی مہر کو توڑ دیا (کھول دیا) اسی بارے میں خدا فرماتا ہے ﴿فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ۔ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۔ وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ﴾ پس ہم نے موسلا دھار پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے اور ہم نے زمین کو پھاڑ کر چشمے ہی چشمے کر دیئے پس امر کے بموجب جو یقیناً طے کر دیا گیا تھا (آسمان کے) پانی سے (زمین کا) پانی مل گیا اور ہم اس (نوحؑ) کو تختوں اور کیلوں والی (یعنی کشتی) پر اٹھائے رہے (سورہ قمر آیت 13,12,11) فرمایا اس کشتی کو اس مسجد تمہاری کے درمیان (مسجد کوفہ) میں تیار کیا اور اس مسجد سے سات سو ذراع لی گئیں تھیں (شاید مراد امامؑ کی اس جملہ سے لوگوں کے لیے رفع استبعاد ہو اس وجہ سے کہ کیسے لوگ اس بڑی کشتی کی کہ جو اس کے درمیان ٹھہری جو اس مسجد کا درمیان ہے وضع اس وسیع کام کے لیے نہیں ہے کہ بنایا جائے بیان فرمایا اور اس مطلب کا (ذکر کیا ہے کہ یہ مسجد اس سے بھی زیادہ عظمت والی ہے)

(423)(176) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ نوحؑ کی بیوی اس وقت کہ جب آنحضرتؑ کشتی بنانے میں مشغول تھے ان کے پاس آئی اور کہا کہ تنور سے پانی باہر نکل رہا ہے نوحؑ جلدی جلدی تنور کے پاس گئے اور اس پر مٹی لگا دی اور اپنی مہر سے اسے مہر لگا دی پس پانی کھڑا ہو گیا اور جب کشتی بنانے سے فارغ ہوئے تو اس تنور کے پاس آئے اور اس پر لگی مہر کو توڑ دیا اور مٹی کو ہٹا دیا اور پانی جوش مارنے لگ گیا۔

(424)(177) اسماعیل جعفی کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا کہ شریعت اور نوحؑ کا دین یہ تھا کہ خدا کو ایک مانا جائے اور اخلاص سے اس کی عبادت کی جائے اور عبادت اس کے مثل اور اس کی مثالوں کے جو اس کے مقابلے میں بنائے گئے ہیں ہاتھ کھینچ لیں (عبادت نہ کریں) اور یہ وہی فطرت ہے کہ لوگ جس پر پیدا ہوئے ہیں اور خدا نے نوحؑ سے اور دوسرے انبیاءؑ سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ فقط خدا کی عبادت کریں اور کسی کو بھی اس کا شریک نہ بنائیں اور حکم دیا کہ نماز ادا کریں اور امر بالمعروف اور نہی المنکر (اچھائیوں کا حکم دیں اور برائیوں سے منع کریں) اور حلال و حرام سے آگاہ کریں لیکن ان پر احکام حدود و وراثت کو فرض اور مقرر نہ کیا اور شریعت نوحؑ یہی تھی اور نوحؑ ان کے درمیان 950 سال موجود رہے اور اس مدت میں خفیہ اور ظاہری طور پر ان کو خدا کی طرف بلاتے رہے اور جب انہوں نے انکار کیا اور سرکشی کی تو فرمایا ﴿رَبَّهُ﴾

﴿أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ﴾ پروردگارا میں مغلوب ہو گیا پس تو میرا ان سے انتقام لے (سورۃ قمر آیت 10) پس خدا نے ان کو وحی کی ﴿أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾ کہ تمہاری قوم میں سے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے اور اب کوئی ایمان نہ لائے گا پس جو کچھ بھی کرتے ہیں اس سے تم ناامید نہ ہو (سورہ ھود آیت 36) اور یہ وہ مدت تھی کہ جب نوحؑ نے کہا تھا ﴿وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ کفار اور ان کی اولاد سوائے گناہگار کے اور کچھ نہ ہوگی (سورہ نوح آیت 27) پس خدا نے ان کو وحی کی فرمایا ﴿إِنْ اَصْنَعِ الْفُلْكَ﴾ اور بے شک تم کشتی بناؤ۔

(425)(178) اسمائیل جعفی کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا کہ جس وقت نوحؑ درخت (خرما) لگا رہے تھے تو آپؑ کی قوم آپؑ کے پاس سے گزرتی تو مسکراتی تھی اور آپؑ سے مذاق کرتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ بوڑھا درخت لگاتا ہے اور جب خرما کے تمام درخت بڑے اور مضبوط ہو گئے تو حکم خدا سے ان کو کاٹا تو لوگوں نے پھر مذاق کیا کہ یہ پاگل ہو گیا ہے پھر نوحؑ نے ان سب کو تختے بنا کر ایک دوسرے سے جوڑا اور کشتی بنائی یہ لوگ آپؑ کے پاس سے گذرتے تو آپؑ پر مسکرائے اور مذاق کیا اور کہا کشتی بنانے والا پاگل ہے جبکہ زمین خشک ہے یہاں تک کہ آپؑ کشتی بنانے سے فارغ ہو گئے

(426)(179) حسن بن صالح ثوری کہتے ہیں، کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کشتی نوحؑ کی لمبائی ایک ہزار دو سو ذراع تھی اور اس کی چوڑائی آٹھ سو ذراع اور اس کی اوپر کی طرف اونچائی اسی (80) ذراع اور صفا و مروہ کے درمیان (یعنی اسی پانی پر جو تھا) سعی کی اور سات بار خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر یہاں آئے اور کشتی کوہ جودی پر آ کر ٹھہر گئی۔

(427)(180) عبدالحمید بن ابوالدیلم کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ نوحؑ نے آٹھ جوڑے جانداروں کے کشتی میں بٹھا دیئے اور یہ یہی ہیں کہ جن کا ذکر خدا فرماتا ہے ﴿ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ـ وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ﴾ اور اللہ نے (حیوانات کی قسم) سے آٹھ نر و مادہ پیدا کیے بھیڑ کی قسم سے دو اور بکری کی قسم سے دو اور اونٹ کی قسم سے دو اور گائے کی قسم سے دو (سورہ انعام آیت 143,144) اور بھیڑ کی قسم سے دو تھے اور ایک بکری اہلی ہے کہ جو لوگ پالتے ہیں اور دوسرے جفت بکری پہاڑ والی تھی اور اس کا شکار لوگوں کے لیے حلال ہے یہ وہ ہیں کہ جو جنگل و بیابان میں ہوتے ہیں اور دو اونٹ سے تھے ایک بخاتی (جو کہ خراسان کے علاقے میں پرورش ہوتا ہے) اور دوسرا جوڑا وہ ہے کہ جو عربی اونٹ ہے اور گائے کی دو قسمیں ایک وہ جو گائے گھر میں پالی جاتی ہے اور دوسرا جوڑا جنگلی گائے ہے اور ہر پرندہ جو پالا جاتا ہے اور دوسرا وحشی جو خود اڑتا ہے اور پالتو سب کے لیے تھے

اور وہ جوز مین میں غرق نما ہوتا ہے۔

(428)(181) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اس دن پانی ہو پہاڑ پر اور زمین پر پندرہ ذراع (ہاتھ) بلند تھا

(429)(182) بعض ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ نوحؑ نے دو ہزار تین سو سال عمر پائی آٹھ سو پچاس سال مبعوث پیغمبر ہونے سے پہلے اور نو سو پچاس سال اپنی قوم کے لوگوں کے درمیان جو خدا کی طرف بلاتے رہے اور پانچ سو سال طوفان کے بعد جب وہ کشتی سے اترے اور پانی زمین کے نیچے چلا گیا اور اس زمانے میں انہوں نے نئے شہروں کی بنیاد رکھی اور اپنی اولاد کو ان میں آباد کیا پھر موت کا فرشتہ اس وقت جبکہ وہ سورج (کی دھوپ) کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں تیری روح قبض کرنے کے لیے آیا ہوں۔

نوحؑ نے فرمایا مجھے اجازت دیتے ہو تا کہ میں دھوپ سے سائے میں چلا جاؤں اس نے کہا ہاں تو نوحؑ دھوپ سے سائے میں آ گئے پھر فرمایا اے ملک الموت جتنی بھی میری عمر اس دنیا میں گزری ہے وہ اسی کی مانند ہے کہ جیسے میں دھوپ سے سایہ میں آیا ہوں ابھی جس کام پر تم مامور ہوا سے ادا کرو پس ملک الموت نے ان کی جان پکڑ لی (روح قبض کر لی)

(حضرت نوحؑ کی عمر میں مؤرخین کے درمیان اختلاف ہے اور اسی طرح روایات میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں ہزار سال عمر تھی اور بعض ایک ہزار چار سو ستر سال کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں اسی طرح جیسا کہ اس حدیث میں ذکر ہوا کہ دو ہزار تین سو سال ذکر ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ دو ہزار پانچ سو سال تھی یہ بھی نقل ہوا اور مجلسیؒ کا کہنا ہے روایت سب کے درمیان جو اس بارے میں ہیں اشکال سے خالی نہیں ہیں)

(430)(183) اسماعیل بن جابر اور دوسرے کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ نوحؑ طوفان کے بعد پانچ سو سال زندہ رہے پھر جبرائیلؑ ان کے پاس آئے (اور خدا کی طرف سے ان کے لیے پیغام لائے) اور کہا اے نوحؑ بے شک تمہاری پیغمبری کا زمانہ ختم ہو گیا اور تیری موت کا وقت قریب آ گیا ہے ابھی اسم اکبر و میراث علم و آثار علم نبوت کو جو تمہارے پاس ہیں دیکھ لو اور یہ اپنے بیٹے سام کے حوالے کر دو کیونکہ میں زمین کو اس طرح نہ چھوڑوں گا مگر اس میں ایک دانشمند عالم ہوگا اور میری اطاعت اس کے ذریعہ سے پہچانی جائے گی اور میرا ہدایت کا راستہ اس کے ذریعے سے جانا جائے گا اور وہ نجات کا ذریعہ ہوگا اور ایک پیغمبر کی موت کا فاصلہ دوسرے آنے والے پیغمبر کے درمیان ہوگا اور میرا طریقہ کار اس طرح نہیں ہے کہ لوگوں کو بغیر اپنی طرف سے حجت کے چھوڑ دوں اور مقرر رکھتا ہوں تا کہ ہر قوم میں ایک ھادی منصوب رہے اور سعادت مندوں کو اس کے ذریعہ سے راہنمائی ہو

اور وہ میری حجت ہو سعادت اختیار کرنے والے لوگوں کے لیے فرمایا پس نوحؑ نے اسم اکبر و میراث علم و آثار نبوت کو سام کے سپرد کیا اور پھر حام و یافت (نوحؑ کے دوسرے بیٹے) علم نہ رکھتے تھے کہ وہ جانتے کہ وہ ان کے لیے فائدہ مند ہے اور

حضرت نوحؑ نے ان کو ھودؑ کے آنے کی خوشخبری دی اور ان کی پیروی کرنے کا حکم دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس وصیت نامہ کو ہر سال کے آغاز میں ایک دفعہ کھولا کریں اور اس کو دیکھا کریں تا کہ وہ دن ان کے لیے عید کا دن ہو۔

**مخالفین کی نسبت شیعوں کا وظیفہ!......** (431)(184) ابوحمزہ کہتے ہیں کہ میں نے امام باقرؑ سے عرض کیا کہ بعض ہمارے ہم مذہب مخالفین سے جھوٹ کہتے ہیں اور ان کو حرام زادگی کی طرف نسبت دیتے ہیں فرمایا اس سے خودداری کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے پھر فرمایا خدا کی قسم اے ابوحمزہ تمام لوگ بغی کی اولاد ہیں سوائے ہمارے شیعوں کے میں نے عرض کیا اس کی دلیل کیا ہے جو میرے لیے کافی ہو فرمایا خدا کی کتاب اس پر دلالت کرتی ہے کیونکہ خدا نے ہمارے لیے تین حصے تمام غنیمتوں سے مقرر فرمائے ہیں اور خدا اس طرح فرماتا ہے ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ﴾ اور یہ جان لو کہ جب کسی طرح کی غنیمت تمہارے ہاتھ آئے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا اور اس کے قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا (حق ہے) (سورہ انفال آیت 41)

پس ہم ہیں صاحبان خمس وغنیمت ہیں اور ہم نے تمام لوگوں پر جز ہمارے شیعوں کے اسے حرام کیا ہے خدا کی قسم اے ابوحمزہ ہرگز کوئی سرزمین فتح نہ ہوگی اور ہرگز خمس اس سے باہر نہ جائے گا اور اس میں سے کسی چیز میں ہاتھ نہ ڈالا جائے گا سوائے اس کے کہ جو اس شخص کے ہاتھ سے پہنچا ہو حرام ہوگا چاہے عورت ہو اور چاہے مال اور اگر حق ظاہر ہوگا (اور حکومت حقہ غالب ہوگی) تو وہ شخص کہ جو اس کے نزدیک عزیز ہے معرض بیچنے کے اس لائے گا (یا اس کا بیچنا بہتر ہوگا) ان لوگوں کے درمیان کہ جن چیزوں میں اس کی قیمت زیادہ نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص ان سے (یعنی مخالفین سے) حاضر ہے جو کچھ بھی رکھتے ہوا سے دے دو اور راہ نجات پر وہ خود آ جائے لیکن جان لو کہ نہ پہنچے گا اور یہ وہ ہیں کہ جو ہمیں اور ہمارے شیعوں کو حق (مسلم) سے خود باہر کر دیا ہے بغیر کسی عذر کے اور ناحق اور بغیر دلیل و برھان کے میں نے عرض کیا (کہ تفسیر اس آیت کی کیا ہے) کہ خدا فرماتا ہے ﴿هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحْدَی الْحُسْنَیَیْنِ﴾ ہمارے بارے میں اور تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو سوائے اس کے کہ دو خوبیوں سے ایک حاصل ہو جائے (سورہ توبہ آیت 52) (یہ دو نیک سرانجام) یا موت خدا کے راستہ میں اور [illegible] کے ظہور کو پانا وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ لیکن ہم ان کے بارے میں انتظار کرتے ہیں اس وضع سخت و ناہنجار سے کہ ہم کہتے ہیں ﴿بِكُمْ اَنْ یُّصِیْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖ﴾ کہ تم کو اللہ اپنی طرف سے کوئی عذاب دے (سورہ توبہ آیت 53) فرمایا وہ عذاب مسخ کا ہے اور اَوْ بِاَیْدِیْنَا یا ہمارے ہاتھوں سے سزا پائے (

ان کو عذاب دے) اور وہ ان کا قتل کرتا۔ہے خدا اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے ﴿قُلْ فَتَرَبَّصُوٓا إِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُونَ﴾ کہو کہ سو تم انتظار کیے جاؤ ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں (اور مراد انتظار وقوع بلا ان کے دشمنوں پر ہے)

(432)(185) اور نیز امام باقرؑ نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں ﴿قُلْ مَآ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَآ أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ○ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ﴾ تم کہہ دو کہ میں تو تم سے تبلیغ رسالت کا کوئی اجر مانگتا ہی نہیں اور نہ ہی میں تکلیف دینے والا آدمی ہوں یہ تو تمام اہل عالم کے لیے ایک نصیحت ہے (سورہ ص آیت 87,86) فرمایا وہ امیر المومنینؑ ہیں ﴿وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ﴾ پس تھوڑی مدت کے بعد اس خبر کو جان لیں گے (آیت 88) یعنی ظہور قائم آلِ محمدؑ کے وقت اور خدا کے کلام میں ہے ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ﴾ اور بے شک ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور اس میں بھی اختلاف کیا گیا (سورہ ھود آیت 100) فرمایا انہوں نے اختلاف کیا جیسا کہ اس امت نے بھی قرآن میں اختلاف کیا اور حقیقت میں اس کتاب میں جو قائمؑ کے پاس ہے اور ان کے لیے لائیں گے تو اس میں بھی اختلاف کریں گے جان لو کہ حد یہ ہے کہ ان کے بہت سے لوگ اس کا انکار کرتے ہیں اور آنحضرتؐ ان کو (کہ جو منکر ہوئے ہیں) سامنے رکھتے ہیں اور ان کی گردنیں ماریں گے اور پھر خدا فرماتا ہے ﴿وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ فیصلہ کی نہ ہوگئی ہوتی تو ان کے مابین کبھی کا چکوتا ہو گیا ہوتا اور بے شک نافرمانوں کے لیے دردناک عذاب ہے (سورہ شوریٰ آیت 21 ) یعنی اگر یہ نہ ہوتا وہ کچھ جو خدا کی طرف سے پہلے جوان کے بارے میں گزرا ہے حضرت قائمؑ ایک آدمی کو بھی ان سے زندہ نہ چھوڑیں گے اور خدا فرماتا ہے ﴿وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ﴾ اور وہ کہ جنہوں نے روز جزا کی تصدیق کی۔ہے (سورہ معارج آیت 26) فرمایا مراد دن سے ظہور قائمؑ ہے اور خدا فرماتا ہے ﴿وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ﴾ خدا کی قسم اے ہمارے رب ہم ہرگز مشرک نہ تھے (سورہ انعام آیت 22) فرمایا مراد ان کی مشرک نہ ہونے سے ولایت علیؑ ہے (کہ دوسروں کو خلافت میں ان کا شریک جانتے ہیں) اور خدا فرماتا ہے ﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل نابود ہو گیا (سورہ اسرا آیت 81) فرمایا جس دن وہ قائمؑ قیام کریگا تو باطل کی حکومت درمیان سے چلی جائے گی۔

**چند آیات کی تاویل و تفسیر!......** (433)(186) ابوبصیر کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا تفسیر اس آیت کی کیا ہے ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ اور پس جب تم قرآن کو پڑھو تو خدا کی بارگاہ سے راندے ہوئے شیطان سے پناہ مانگ لو کہ اسے ان لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں ان پر تسلط نہیں پاتا (سورہ نحل آیت 98-99) فرمایا اے محمدؐ اس کا تسلط مومن پر اور اس کے بدن پر ہوتا ہے اور اس کے دین پر وہ مسلط نہ ہوگا اس نے ایوبؑ پیغمبر پر تسلط رکھا اور خلقت (بدن) آپؑ کا برا کر دیا لیکن آپؑ کے دین پر تسلط نہ پا سکا بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ مومن کے بدن پر تسلط پاتا ہے مگر اس کے دین پر مسلط نہیں ہو پاتا میں نے عرض کیا اس کے بعد خدا فرماتا ہے ﴿إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ﴾ اس کا تسلط ان لوگوں پر ہے کہ جو اس کے دوستدار ہیں اور وہ لوگ کہ جو خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں (سورہ نحل آیت ۱۰۰) فرمایا کہ وہ لوگ جو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں تو وہ ان کے بدنوں پر بھی تسلط رکھتا ہے اور ان کے دین پر بھی مسلط ہو جاتا ہے۔

(434)(187) فضیل کہتے ہیں میں امام باقرؑ کے ساتھ مسجد الحرام آیا اور آنحضرتؑ نے مجھ پر تکیہ کیا ہوا تھا پس اسی حالت میں ہم باب بنی شیبہ میں پہنچے تو لوگوں کی طرف نگاہ کی اور فرمایا اے فضیل لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی اسی طرح خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے نہ حق کو پہچانتے تھے اور نہ دین کے پابند تھے اے فضیل بہتر طریقہ سے ان کے بارے (سوچو) دیکھو کہ کیسے اپنے سامنے کہتے ہیں خود بناتے ہیں خدا ان کو لعنت کرے کہ یہ کیسے لوگ ہیں مذاق والے اور نہ کہنے والے خود کو برا جاننے والے اپنے چہروں کے سامنے سے ہیں پھر اس آیت کی تلاوت کی ﴿أَفَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلَى وَجْهِهِ أَهْدَى أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ آیا وہ زیادہ ہدایت یافتہ ہے جو اپنے منہ کے بل اوندھا چل رہا ہے یا وہ جو کھڑا (کھڑا) صراط مستقیم پر چلا جا رہا ہے (سورہ ملک آیت 22) اور مراد اس آیت سے خدا کی قسم علیؑ اور اس کے اوصیاء ہیں پھر اس آیت کی تلاوت کی ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ﴾ مگر جب اس کو قریب آتا دیکھیں گے تو ان لوگوں کے منہ جو کافر ہو گئے ہیں بگڑ جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جس کی تم خواہش کیا کرتے تھے (سورہ ملک آیت ۲۷) اور مراد اس سے علیؑ بن ابی طالب امیر المومنینؑ ہیں اے فضیل کوئی شخص سوائے علیؑ کے اس نام (یعنی امیر المومنینؑ) سے معروف نہ

ہوگا مگر وہ شخص کہ جو افترا کرتا ہو اور جھوٹ کہتا ہو آج کے دن تک لوگوں میں خدا کی قسم اے فضیل کوئی شخص بھی حقیقت میں خدا کے لیے حج نہیں کرتا مگر تم ہو جو کرتے ہو اور تمہارے سوا کسی کے گناہ معاف نہ ہوں اور تمہارے سوا کسی کے اعمال قبول نہ ہوں گے اور تم ہی اس آیت کے اہل ہو کہ خدا فرماتا ہے ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا﴾ اگر کبیرہ گناہوں سے جن سے تم منع کیے گئے ہو بچتے رہو گے تو ہم تمہاری چھوٹی برائیاں تم سے دور کریں گے اور تم کو اچھے مکان میں داخل کریں گے (سورہ نساء آیت ۳۱) اے فضیل کیا تم خوش نہیں ہو کہ نماز پڑھو اور زکوۃ ادا کرو اور اپنی زبان کی حفاظت کرو اور بہشت میں داخل ہو جاؤ پھر اس آیت کی تلاوت کی ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾ (اے رسولؐ) کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا جن سے یہ کہہ دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روک لو اور نماز پڑھو اور زکوۃ دو (سورہ نساء آیت 77) اور فرمایا تم ہی اس کے اہل ہو خدا کی قسم

(435)(188) ابو اسحاق کہتے ہیں امیر المومنینؑ نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ﴾ اور جب پیٹھ پھیرے تو یہ کوشش کرتا ہے کہ زمین میں فساد برپا کرے اور زراعت اور نسل کو برباد کرے حالانکہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا یعنی ظلم کرنے اور برائی کرنے کو (سورہ بقرہ آیت 205)

(436)(189) حمران بن اعین کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے اس آیت کی تلاوت اس طرح کی ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ﴾ اور جو منکر ہو گئے ان کے حمایتی طاغوت ہیں (سورہ بقرہ آیت 257) آیت میں طاغوت ہے اور تفسیر میں طواغیت ہے۔

(437)(190) اور ابو الحسنؑ نے آیت الکرسی کی اس طرح تلاوت کی ﴿لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اسی کا ہے اس کے بعد یہ بھی پڑھے ﴿وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ اور پھر اس طرح پڑھے ﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ وہ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کے حضور میں شفاعت کرے گا (سورہ بقرہ آیت 255)

(438)(191) اسماعیل بن عباد کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے آیت الکرسی کے متعلق اس طرح فرمایا ﴿وَلَا

﴿يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ اللَّهُ﴾ اور لوگ اس کے علم کا کسی طرح احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اس کے وہ جتنا چاہے اور اس کا آخر ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ اور وہ بلند مرتبہ صاحب عظمت ہے اس کے بعد یہ پڑھے ﴿وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ اور پھر اگلی دو تین آیتیں پڑھے (ظاہر یہ ہے کہ اگلی دو آیات بھی آیت الکرسی کا حصہ ہیں)

(439)(192) ابوبکر بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا وَزُلْزِلُوا (سورہ بقرہ آیت 214) کے بعد ثُمَّ زُلْزِلُوا بھی پڑھو اور پھر ﴿حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ﴾ پڑھو اور ہلا مارے گئے پھر ہلا مارے گئے یہاں تک کہ رسولؐ کہے گا۔

(440)(193) ابوبصیر کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اس آیت کو پڑھو ﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ﴾ (سورہ بقرہ آیت 102) اس کا مطلب یہ ہے کہ بولایت الشیاطین اور نیز فرمایا یہ آیت ﴿سَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمْ آتَيْنَاهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ﴾ بنی اسرائیل سے دریافت کیا کہ ہم نے کتنی کھلی نشانیاں ان کو دی تھیں ﴿سَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمْ آتَيْنَاهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ اور جو شخص نعمت خدا کو بعد اس کے کہ اس کے پاس آچکی ہو بدل ڈالے گا تو خدا عذاب بھی سخت دینے والا ہے۔ (سورہ بقرہ آیت 201) فرمایا کہ بعض ان آیتوں پر ایمان لائے تھے اور بعض ان کے منکر تھے اور بعض نے انہیں بدل ڈالا تھا اور بعض نے اقرار کیا تھا۔

(یہ چند حدیثیں اکثر ضعیف ہیں یا مجہول ہیں ظاہراً امامؑ کی مراد ان کی صحت پر ہے جو جملے اضافی ہیں یہ تفسیر اور توضیح و تاویل اس آیت کی ہیں نہ کہ اس سے تحریف سمجھی جائے جس طرح بعض اخباری یہ سمجھ لیتے ہیں اس طرح کی جتنی بھی احادیث ہیں ان کا مطلب تفسیر و توضیح و تاویل ہی ہے)

(441)(194) محمد بن فیض کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص ہم میں سے بیمار ہو جاتا ہے اور حکیم معالج پرہیز کرنے کا حکم دیتا ہے فرمایا لیکن ہمارے خاندان والے سوائے کھجور کے (حالت بیماری میں) پرہیز نہیں کرتے اور سیب کے ذریعہ سے اور اس کی ٹھنڈک سے اس کا علاج کرتے ہیں میں نے عرض کیا کھجور سے کیوں پرہیز کرتے ہیں فرمایا اس لیے کہ پیغمبرؐ خدا نے علیؑ کو کہ جس وقت وہ بیمار ہوئے تھے ان کو پرہیز کرنے کے لیے کہا تھا۔

(442)(195) حلبی کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا پرہیز ہرگز بیماری کے لیے سات دن گزرنے کے بعد کوئی فائدہ نہیں دیتا۔

(443)(196) موسیٰ بن بکر کہتے ہیں امام موسیٰ بن جعفرؑ نے فرمایا جان لو کہ پرہیز نہیں ہے کہ کسی ایک چیز کو کلی طور پر چھوڑ دیا جائے اور نہ کھایا جائے لیکن پرہیز یہ ہے کہ کھائے لیکن کم کھائے

(444)(197) بعض ہمارے اصحاب نے کہا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا راستہ چلنا بیمار کے لیے بیماری کے واپس آنے کا موجب ہے بے شک میرے والد اس طرح تھے کہ جب بھی بیمار ہوتے تو خود کو کپڑے میں لپیٹ دیتے تھے اور قضائے حاجت کے لیے یعنی پاکیزگی اور وضو کے لیے ان کو لے جاتے تھے اور یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ فرماتے کہ راستہ چلنا بیمار کے لیے بیماری کے واپس آنے کا موجب ہے۔

**تعبیر خواب میں!......** (445)(198) ابن اذینہ کہتے ہیں ایک شخص امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے اور میرے بدن پر روشن ہو گیا فرمایا تم بزرگ مقام اور نور روشن و دین و مذہب کامل والے ہو جاؤ گے اور اگر اس نے تیرے تمام بدن کو گھیر لیا تھا اور تم اس میں غرق ہو گئے تھے لیکن فقط اگر تیرے سر پر چکا تو کیا اس آیت کو نہیں پڑھتے ہو

﴿فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ﴾ پھر سورج نکلتے دیکھا تو دریافت کیا کہ آیا یہ میرا رب ہے (سورہ انعام آیت 78) اور جب سورج غروب ہو گیا تو ابراہیمؑ نے اس سے بیزاری کی میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں یہ سورج کو خلافت و حکومت سے تعبیر کرتے ہیں (اور آپؑ اس طرح تعبیر کرتے ہیں) فرمایا میں تمہیں ان کے آباؤ اجداد میں نہیں دیکھتا ہوں کہ تم خلافت کو پہنچو اور تمہارے باپ داداؤں سے کسی کو بادشاہت نہ ملے گی اور کیا خلافت و حکومت دین سے بلند تر ہے اور اس نور سے کہ جو امید تم جنت میں داخل ہونے کی رکھتے ہو انہوں نے غلط تعبیر کی ہے اس نے کہا آپؑ نے تو سچ کہا ہے

(446)(199) اور نیز امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ گویا سورج اس کے پاؤں سے تا سر اور بدن تک روشن ہو گیا فرمایا کہ مال تجھے بیابان سے حاصل ہو گا مانند گندم یا کھجور کے داس میں فراوانی ہو گی) اور اس کو زیر پاؤں کرے گا اور اس میں وسعت ہو گی اور وہ مال حلال ہو گا سوائے اس کے کہ اس سے رنج اٹھاؤ گے جیسا کہ آدمؑ نے رنج اٹھایا۔

(447)(200) محمد بن مسلم کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور ابو حنیفہ بھی اس وقت

(447)(200) محمد بن مسلم کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور ابو حنیفہ بھی اس وقت موجود تھے اور بیٹھے ہوئے تھے پس میں نے آنحضرتؑ سے عرض کیا میں نے عجیب خواب دیکھا ہے فرمایا اے ابن مسلم اس کو بیان کرو کہ عالم تعبیر اس جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہاتھ کا ابو حنیفہ کی طرف اشارہ کیا میں نے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا میں اپنے ہی گھر میں آ گیا ہوں اور اچانک میں نے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ وہ باہر آ گئی ہے اور گرد اس کی بہت زیادہ اڑی ہے اور اسے میرے سر پر ڈال دیا اور میں اس خواب سے تعجب میں چلا گیا ہوں ابو حنیفہ نے کہا تم وہ مرد ہو کہ جو میراث کے متعلق اپنے خاندان میں پست لوگوں کے جدال اور مذاق سے دوچار ہو گے اور بہت زیادہ اس سے رنج اٹھاؤ گے جو مال اس سے چاہو گے لو گے امام جعفر صادقؑ نے اس سے فرمایا پہنچے ہو اے ابو حنیفہ خدا کی قسم محمد بن مسلم کہتے ہیں اس کے بعد ابو حنیفہ یہ بیان کرنے کے بعد آنحضرتؑ کے پاس سے باہر چلا گیا میں نے آنحضرتؑ سے عرض کیا میں آپؑ پر قربان ہیں تعبیر اس ناصبی (اور پیغمبرؐ کے خاندان کے دشمن) کو اچھا نہیں جانتا فرمایا اے ابن مسلم خدا تیرے لیے برائی نہ لائے گا تعبیر ان کی ہماری تعبیر کے موافق نہیں ہے اور ہماری تعبیر بھی ان کے موافق نہیں ہے

اور تعبیر تیرے خواب کی اس طرح نہیں ہے کہ جس طرح اس نے تعبیر کی ہے میں نے کہا میں آپؑ پر قربان پس کس طرح آپؑ نے فرمایا کہ اس جگہ پہنچے اور قسم بھی کھائی اس صورت میں کہ اس نے خطا بھی کھائی ہے فرمایا ہاں میں نے اس کے لیے قسم کھائی ہے کہ وہ خطا کر گیا نہ کہ حقیقت سے میں نے عرض کیا پس میرے خواب کی تعبیر کیا ہے فرمایا اے ابن مسلم تم اپنی عورت سے کاموں کو روک لو اور تیری زوجہ اس واقعہ سے باخبر ہو جائے اور انتقام کے لیے تم سے لباس نو کو کہ جو تم بدن میں رکھتے ہو ٹکڑے ٹکڑے کر دے کیونکہ چھڑا لباس مضر ہے محمد بن مسلم کہتے ہیں خدا کی قسم آنحضرتؑ کی اس تعبیر اور واقع ہونے کے درمیان زیادہ وقت نہ گزرا اس خواب کے مگر روز جمعہ سے (یعنی ایک ہفتہ سے زیادہ نہ گزرا)

کہ میں روز جمعہ گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ کنیز میرے پاس سے گزری اور میں نے اس کنیز کو خوش آمدید کہا پس میں نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اس کنیز کو روک کر واپس لے آؤ اور وہ گھر میں لایا اور میں نے اس کے ساتھ متعہ (عقد منقطع) کیا اور میری عورت اس واقعہ سے آگاہ ہو گئی اور اسی حالت میں کمرے میں داخل ہو گئی یہ کنیز دروازے کی طرف گئی اور فرار ہو گئی اور میں تنہا کمرے میں رہ گیا پس یہ عورت آئی اور وہ نیا لباس جو اس کے بدن پر تھا اور معمولاً اس کو ایام عید میں پہنتی تھی اپنے بدن پر پھاڑ دیا اور موسیٰ زوار عطر فروش امام جعفر صادقؑ کے پاس آیا عرض کیا اے فرزند رسولؐ خدا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے خوف میں ڈال دیا گیا ہے کہ میرا داماد جو فوت شدہ ہے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ آیا اور اس نے مجھے آغوش میں لیا ہے اور (میں خواب سے) ڈر رہا ہوں کہ میری موت نزدیک ہو گئی ہے فرمایا اے موسیٰ (البتہ) موت کا صبح و شام انتظار کیا کرو کہ وہ آخر کار ہم تک آ جائے گی لیکن ہم آغوش ہونا مردے کا زندہ کے ہاں دلیل طول عمر زندہ کی ہے تیرے

امام کا نام کیا ہے عرض کیا حسین فرمایا یہ خواب تیرا دلالت رکھتا ہے کہ تم زندہ رہو گے اور ابو عبداللہ حسینؑ کی زیارت کرو گے کیونکہ جو بھی ہم نام حسینؑ سے معانقہ کرے گا انشاءاللہ آنحضرتؐ کی زیارت کرلے گا۔

(448)(201) اسماعیل بن عبداللہ قرشی کہتے ہیں کہ ایک شخص امام جعفر صادقؑ کے پاس آیا اور آنحضرتؐ سے عرض کیا اے فرزند رسولؐ خدا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں کوفہ شہر سے باہر اس جگہ پر ہوں کہ میں جانتا ہوں کہ وہ جگہ کہاں ہے اور گویا شبیہ نیزے سے یا ایک شخص کو جس کے ہاتھ میں نیزہ ہے دیکھا جو کہ نیزے والوں کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہے اور تلوار سے نشان لگاتا ہے اور میں اس حالت میں خوف و ترس میں ہو گیا تھا

کہ میں نے اس کو اس حالت میں دیکھا تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا تم وہ شخص ہو کہ جو ارادہ رکھتے ہو کہ ایک شخص کو تباہ کردو پس ڈرو اس خدا سے کہ جس نے تمہیں پیدا کیا اور پھر تمہیں مار دے گا اس مرد نے (جب اس بات کو سنا) تو کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ علم تمہارے ہی نصیب میں ہے اور اس کو اس کے معدن سے ہی حاصل کیا ہے ابھی اے فرزند رسولؐ خدا جو کچھ آپؑ نے میرے لیے تفسیر و تعبیر بیان کی ہے تو آپؑ کو اس کی اطلاع دیتا ہوں بے شک ایک شخص میرے ہمسائے سے میرے پاس آیا اور پانی اور اپنی ملکیت کو بیچنے کے لیے مجھے پیش کیا اور میں نے پختہ ارادہ کیا کہ اس کو انتہائی کم قیمت پر خریدوں گا جب میں نے یہ دیکھ لیا کہ میرے سوا اور کوئی اس کا طلب گار نہیں ہے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اور یہ شخص (جو تم بتا رہے ہو) وہ شخص ہے کہ جو ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری کرتا ہے عرض کیا ہاں اے فرزند رسولؐ خدا وہ شخص ہے بابصیرت اور دین میں محکم ہے اور میں خدا کی بارگاہ میں اور آپؑ کے حضور میں اس کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اور قصد کرتا ہوں تو بہ کرتا ہوں ابھی اے فرزند رسولؐ خدا بتائیں کہ اگر یہ شخص ناصبی (اور آپؑ کے خاندان کا دشمن) ہوتا تو کیا میرے لیے اسے فریب دینا جائز ہوتا فرمایا نہیں ہرگز اس نے تمہیں امین بنایا ہے اور (تجھ پر اس نے اپنے کاموں کے بارے میں اعتماد کیا ہے) اور تم سے خیر خواہی چاہی ہے تو تمہیں چاہیے کہ اس کی نسبت امانت داری کرو اور اگرچہ حسینؑ کے قتل کرنے والا ہی کیوں نہ ہو

(449)(202) عبدالملک بن اعین کہتے ہیں کہ میں امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر تھا اور جب میں اپنی جگہ سے اٹھا تو (بڑھاپے کی وجہ سے) اپنے ہاتھ پر سہارا لیے ہوئے تھا اور کمزوری کی وجہ سے گریہ کیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے میں نے عرض کیا کہ میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ میرے بدن میں طاقت آجائے تا کہ میں آپؑ کی حکومت حقہ اور آپؑ کے فاتح کو پا سکوں فرمایا، کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارے دشمن ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں اور تم امن میں ہو اور اپنے گھر میں رہو بے شک اگر یہ واقع ہو جائے (اور ظہور کے وقت ہمارے فاتح ہو گے) کسی شخص کو تم میں سے چالیس آدمیوں کی طاقت دے دی جائے اور تمہارے دلوں کو لوہے کے ٹکڑے کی طرح سخت کر دیا جائے کہ اگر ان سے کاٹا جائے

کہ ان کو ان کی جگہ سے ہٹا دو اور تم اس زمانے میں روئے زمین کے حاکم ہو جاؤ اور اس خزانہ کی حفاظت کرنے والے ہو گے۔

(450)(203) ھارون بن عنترہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے کئی دفعہ امیر المومنین کو دیکھا کہ اپنی انگلیوں کو مشبک بناتے اور ایک دوسرے میں ڈالتے (اور دنیا کو مخاطب کرتے یا حکایت نفس کرتے اور) فرماتے کھل جا تنگ ہو جا تنگ ہو جا اور کھل جا پھر فرمایا جلد کرنے والے (امر فرج اور ہمارے ظہور میں) ہلاک ہو گئے اور مقربین (یا وہ کہ جو اس کو نزدیک جانتے ہیں) نجات پا گئے اور پتھر میخوں کے اوپر (قدرت) ان کی اپنی جگہ پر آ گئی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں مسیح کی وجہ سے کہ بے شک اندوہ وغم فتح اور وسعت عجیب لگتی ہے (مجلسیؒ کہتے ہیں مشبک کرنا انگلیوں کا آنحضرتؑ کا اس وجہ سے تھا کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالتے تھے اور ان کو تا بیخ انگلیوں میں کرتے اور دوبارہ انگلیوں کے سروں تک لے آتے تھے اس وجہ سے کہ تنگی و فراخی دنیا کو ان دو حال کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے اور جملہ تفرجی تضیقی و تضیقی تفرجی سے مراد ہے کہ ممکن ہے ان کو صیغہ مصدر میں پڑھا ہو یعنی تنگ کرنا دنیا کو مجھ پر مستلزم فرج اور کھولنا میرا ہے اور اس کی سختی اس کے بعد راحت ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے ﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ اور اسی طرح اس کے برعکس یا مراد یہ ہے کہ شدت و سختی میرے لیے راحت ہے جیسا کہ خوشنودی خدا کو اسی میں جانتا ہوں اور دنیا کی راحت کو پسند نہیں کرتا جیسا کہ غالباً راحت دنیا مستلزم بے خبری اور خدا سے دوری کا سبب ہے اور ظاہر یہ ہے کہ صیغہ امر پڑھا جائے اور مخاطب اس میں یہ دنیا ہو اور ہر دو جملے خبر کے انشاء کی صورت میں ہوں گے اور غرض بیان اختلاف احوال دنیا کا ہے کہ بلا و سختی اس کی امید نعمت اور وسعت کے لیے ہے اور عیش میں اس کی نعمت خوف و بلا و شدت ہی ہے اور مراد تسلیم کرنا اور نوید دینا ان کا فرج سے ہے تا کہ اس کے نتیجہ میں رحمت خدا سے ناامید نہ ہو جائے اور شیفتہ باطل کی حکومت کا نہ ہو اور مرحوم فیضؒ کہتے ہیں کہ

یعنی کہ جو شخص اس دنیا میں ہے تو اس کے احوال مختلف ہوں گے کبھی وسعت میں ہوں گے اور کبھی تنگی میں ہوں گے خدا فرماتا ہے ﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ پس وہ شخص جو تنگی میں ہے تو اسے نہ چاہیے کہ وہ وسعت ہونے میں جلدی کرے بلکہ صبر کرے تا کہ خدا اس کے لیے وسعت پیدا کر دے کیونکہ تنگی میں انتظار فرج میں جاتا ہے اور فرج تنگی کا خوف ہے اور مقربوں صیغہ فاعل مادہ تقریب سے ہے یعنی وہ کہ جو فرج کو نزدیک جانتے ہیں جیسا کہ خدا فرماتا ہے ﴿إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا وَنَرَاهُ قَرِيبًا﴾ یعنی وہ کہ جو اس دن کو دور دیکھتے ہیں اور ہم اس کو نزدیک دیکھتے ہیں اور وہ جو کہ اہل

نجات ہیں اس وجہ سے اس پر ان کا یقین ہے کہ وہ دن آئے اور وسعت ان کے سینے کی نور یقین سے ہے اور جملہ وَثَبَّتَ الْحَصٰى عَلٰى اَوْتَادِهِمْ میں کہا کہ گویا کنایہ ہے کہ پاؤں پر اپنی جگہ کھڑا ہونا اس کے کاموں کے لیے اور اس کی برقراری کے لیے ہے اور مجلسیؒ نے اس جملہ میں کہا ہے کہ شاید مراد بیان محکم کا ہونا ان کے کاموں میں (یعنی حکومت باطل کا) اور قائم ہونا ان کی حکومت کا اور آمادگی اسباب واحکامات ان کے ہوں اور اس وجہ سے تعرض ان کے لیے ہوگا کیونکہ برقرار ہونا پتھر کے ٹکڑے کا اور کھڑا ہونا اس کے اوپر میخ کا ایک امر نادر ہے یعنی ان کے سخت کام ان کے لیے آسان ہوں گے اور اس وجہ سے تلاش کرنا حکومت کا ان کو فائدہ نہ دے گا

(451)(204) میسر کہتے ہیں امام باقرؑ نے مجھ سے فرمایا اے میسر تمہارے اور قریسا کے درمیان (یہ ایک شہر تھا شط فرات کے کنارے) کتنا فاصلہ ہے میں نے عرض کیا یہ جگہ تو ہمارے نزدیک ہے اور شط فرات کے کنارے پر ہے فرمایا جان لو کہ جلد ہی ایک اور واقع اس جگہ پر ہوگا اور اس دن سے کہ جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اس کی مانند نہیں ہوا ہے اور جب تک آسمان اور زمین باقی ہے اس کے مثل نہ ہوگا اس مقام پر خوان مہمانوں پرندوں کا ہوگا زمین کے درندے اور ہوا میں پرندے (اس سے) سیر ہوں گے قیس (جو کہ قبیلہ بنی اسد سے ہے)
اس جگہ پر ہلاک ہوگا اور بلانے والا (اس کی نصرت) کے لیے کوئی نہ ہوگا اور چند دیگر اصحاب نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے اور انہوں نے آخر میں کہا ہے کہ امامؑ نے یہ جملہ بھی کہا کہ منادی ندا کرے گا آؤ اس گوشت کے پاس جو سرکشوں کا ہے

(452)(205) ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہر پرچم جو قیام امامؑ قائم سے پہلے اٹھایا جائے گا اس کے اٹھانے والے طاغوت اور سرکش ہوں گے جو خدا کے مقابلے میں (جیسے کہ بت بنانے والے) ان کی عبادت کریں گے۔

(453)(206) شہاب بن عبدربہ کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے مجھ سے فرمایا ایک خاندان کے درمیان جو قریش سے ہے تو ایک اندازے کے مطابق اس میں قتل و غارت بہت ہوگی ہر شخص ان میں سے خلافت کی طرف بلائے گا کہ اس کو قبول کرنے سے خودداری کرو پھر فرمایا اے شہاب نہیں کہتے ہو کہ مراد میری یہ میرے چچا کا بیٹا ہے
شہاب کہتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ مراد آنحضرتؐ کی یہی تھی (مجلسیؒ کہتے ہیں مراد چچا کے بیٹوں سے آنحضرتؐ کی بنی الحسن یا بنی عباس ہے اور یہ کہ شہاب نے آنحضرتؐ کی بات کو تقیہ پر محمول کیا ہے اور اس کی مؤید یہ ہے کہ مراد یہی بنی عباس ہوئے ہیں لیکن جو حضرتؐ کی زیادہ قتل ہونے کی بات ہے وہ بنی حسن میں زیادہ واضح ہے اگرچہ بنی عباس میں بھی

ان کے آخری زمانہ حکومت میں ہوا۔

(454)(207) زرارہ کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا یہی کہ لوگوں نے (رسولؐ خدا کی رحلت کے بعد) کیا جو کچھ انہوں نے کیا اور ابوبکر کی بیعت کی اور کسی طرح بھی امیر المومنینؑ کے لیے آگے نہ ہوئے اس وجہ سے کہ لوگوں کو اپنی امامت کی دعوت دیں سوائے اپنی فکر میں اصلاح لوگوں کے لیے اور اس خوف سے کہ مبادا یہ لوگ اسلام سے پلٹ جائیں اور بتوں کی عبادت کرنے لگیں اور خدا کی وحدانیت کی گواہی نہ دیں اور رسالت محمدؐ سے انکار کر جائیں اور یہ مطلب کہ وہ یہ جان لیں جو کام انہوں نے کیا اس کو چھوڑ دیں یہ ان کے نزدیک بہتر تھا اس سے کہ یہ لوگ مقاومت میں اس کے اثر سے یکسر اصل دین اسلام سے پھر جائیں اور یہ جانا کہ مرتکب ان اعمال کے ہو جائیں جو ان کو ہلاکت تک لے جائے اور پھر وہ لوگ کہ جنہوں نے اس کام کو نہ کیا (اور خلافت میں حصہ نہ لیا) اور نہ جانا اور بغیر اس کے کہ ایک قسم سے امیر المومنینؑ سے دشمنی رکھتے تھے اس وجہ سے دوسروں کی پیروی کی ان کا یہ کام ان کے کفر کا سبب نہ ہو اور ان کو اسلام سے باہر نہ نکال دے اور یہی وجہ تھی کہ علیؑ نے اپنے کاموں کو پوشیدہ کیا (اور خلافت جو ان کا حق تھا چشم پوشی کی) اور جبکہ اس کا کوئی مددگار نہ تھا تو انہوں نے کراہت کے ساتھ ان کی حکومت میں خاموشی اختیار کی۔

(455)(208) عبدالرحیم قصیر کہتے ہیں امام باقرؑ سے میں نے عرض کیا بے شک لوگ وحشت کرتے ہیں اس سے کہ جو ہم کہتے ہیں لوگ (پیغمبرؐ کے بعد) مرتد ہو گئے (اور حاضر نہ ہوئے کہ آسانی سے اس مطلب کو قبول کریں) فرمایا اے عبدالرحیم بے شک لوگ رسولؐ خدا کی رحلت کے بعد زمانہ جاہلیت کی طرف پلٹ گئے اور انصار مدینہ نے (اگرچہ) کنارا کشی کی اور آغاز کار میں حاضر خلافت (ابوبکر میں نہ ہوئے) لیکن (اس حالت میں) درست راستہ پر نہ چلے انہوں نے سعد بن عبادہ کی بیعت کی اور اسی (شعار) اور رجز جاہلیت کو زبان پر لے آئے اور کہنے لگے اے سعد تو ہی ہماری امید ہو کہ دو تیر تمہارے شانوں پر ہوں اور تیرا دشمن (جو تجھے شعر سے ہجو کرے) وہ مطرود اور راندہ ہوا ہے

(456)(209) زکریا نقاض کہتے ہیں کہ میں نے امام باقرؑ سے سنا انہوں نے فرمایا لوگ رسولؐ خدا کی وفات کے بعد اس طرح کے لوگ ہو گئے کہ جیسے سب لوگ ہارون سے اور ایک گروہ گوسالہ کی پیروی کرنے لگا اور بے شک ابوبکر نے لوگوں کو (اپنی طرف) دعوت کی اور علیؑ نے سوائے قرآن کے عمل نہ کیا اور عمر نے بھی اسی طرح لوگوں کو بلایا اور علیؑ نے سوائے قرآن کے عمل نہ کیا اور (ان دونو کے) بعد عثمان نے لوگوں کو (اپنی بیعت) کی طرف بلایا اور علیؑ نے (اسی طرح) سوائے قرآن کے عمل نہ کیا اور یہاں تک کہ ظہور وقت دجال ہرگز کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف بلائے سوائے اس کے کہ سب لوگ اس کی پیروی کریں اور جو شخص گمراہی کا جھنڈا بلند کرے گا سرکش اور باطل ہوگا۔

**داستان اسلام ابوذرؓ!......** (457)(210)امام جعفر صادقؑ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا کیا میں تمہیں سلمانؓ اور ابوذرؓ کے مسلمان ہونے کے بارے میں نہ بتاؤں اس شخص کے گستاخی اور بے ادبی کی اور کہا میں سلمانؓ کے اسلام کے متعلق جانتا ہوں لیکن ابوذر کے اسلام کی کیفیت کو بیان کریں فرمایا بے شک ابوذرؓ درہ مر میں (یہ ایک درہ ہے ایک منزل مکہ سے) اپنی بھیڑوں کو چرایا کرتے تھے کہ ناگاہ دائیں طرف سے ایک بھیڑیا آیا اور اس نے ان کی بھیڑوں پر حملہ کیا ابوذرؓ نے اپنے عصا سے اس کو بھگا دیا یہ بھیڑیا بائیں طرف سے آیا تو ابوذرؓ نے دوبارہ اس کو بھگا دیا پھر اس بھیڑیا سے کہا کہ میں نے تجھ سے زیادہ پلید اور بدتر بھیڑیا نہیں دیکھا تو وہ بھیڑیا (آنحضرتؐ کے اعجاز سے) بول پڑا اور کہا مجھ سے بدتر خدا کی قسم مکہ کے وہ لوگ ہیں کہ جن کی طرف خدا نے ایک پیغمبر ﷺ کو بھیجا ہے اور انہوں نے اس کی تکذیب کی ہے اور اس کو دشنام دیتے ہیں یہ بات ابوذرؓ کے کانوں میں بیٹھ گئی پھر جب گھر واپس گئے تو

اس نے اپنی زوجہ سے کہا کچھ ناشتہ لوٹا اور عصا مجھے لا کر دے اور پھر پا پیادہ مکہ کے راستہ پر چل پڑے تاکہ اس کی تحقیق کریں جو بھیڑیئے نے کہی تھی اور اسی طرح یہاں تک پہنچے اور گرمی کے وقت مکہ شہر میں داخل ہوئے اور اس وقت خستہ حالت میں تھے تو چاہ زمزم کے پاس آئے اور اس کنویں میں ڈول ڈالا (اور پانی کے بجائے) اس میں دودھ باہر آیا تو اس نے دل میں خیال کیا یہ کیسا واقعہ ہے خدا کی قسم مجھ سے جو بھیڑیئے نے کہا ہے اس نے اس کی راہنمائی کی ہے اور وہ سمجھ گئے کہ جس کے پیچھے میں یہاں آیا ہوں وہ حق اور درست ہے اس نے دودھ کو پیا اور مسجد کے ایک گوشے میں آگئے اور یہاں پر قریش کی ایک جماعت کو دیکھا۔

جو ایک دوسرے کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں اسی طرح کہ جیسے بھیڑیا نے کہا تھا کہ وہ لوگ پیغمبر ﷺ کو دشنام دیتے ہیں اور وہ اسی طرح آنحضرتؐ کے بارے میں باتیں کرتے رہے اور دشنام دیتے رہے اور میں وہیں بیٹھا رہا یہاں تک کہ دن کے آخر کے وقت ابو طالبؑ مسجد میں آئے جب انہوں نے ان کو دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے سب خاموش ہو جاؤ کہ اس کا چچا آ گیا ہے تو سب خاموش ہو گئے اور ابو طالبؑ ان کے پاس آئے اور وہ سب ان سے باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ دن ختم ہو گیا اور پھر وہ ان کے پاس سے اٹھ گئے ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ اٹھ گیا اور ان کے پیچھے چلنے لگا ابو طالبؑ نے میری طرف منہ کر کے کہا تم اپنی حاجت بیان کرو میں نے کہا کہ وہ پیغمبرؐ جو تمہارے درمیان مبعوث ہوا ہے۔

اسے چاہتا ہوں کہ اس پر ایمان لے آؤں اور اس کی تصدیق کروں اور خود کو اس کے اختیار میں دے دوں کہ وہ مجھے جس بات کا بھی حکم دیں گے میں ان کی اطاعت کروں گا ابو طالبؑ نے کہا کیا بے شک تم یہ کام کرو گے میں نے کہا ہاں فرمایا کل اسی وقت میرے پاس آنا تاکہ میں تمہیں ان کے پاس لے جاؤں ابوذرؓ کہتے ہیں اس رات کو میں مسجد میں ہی سو گیا اور جب

دوسرا دن ہوا تو دوبارہ قریش کے پاس گیا اور انہوں نے اسی طرح پھر پیغمبرؐ کے بارے میں باتیں کرنا شروع کر دیں اور اس کو دشنام دینے لگ گئے یہاں تک کہ ابو طالبؑ ظاہر ہوئے اور جب ان کو دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ خاموش ہو جاؤ۔ کہ اس کا چچا آ گیا ہے اور وہ سب خاموش ہو گئے ابو طالبؑ نے ان سے بات چیت کی یہاں تک کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا اور ان کو سلام کیا فرمایا اپنی حاجت کو بیان کرو میں نے کہا میں اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاہتا ہوں جو تمہارے درمیان مبعوث ہوا ہے تو فرمایا تمہیں ان سے کیا کام ہے میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ان پر ایمان لاؤں اور ان کی تصدیق کروں اور خود کو اس کے اختیار میں دے دوں کہ وہ جو حکم بھی مجھے دیں گے میں ان کی اطاعت کروں گا کہا کہ تم یہ کام کرو گے پس میں نے کہا ہاں فرمایا میرے ساتھ آؤ میں ان کے پیچھے چلا اور آنجناب مجھے گھر لے گئے اور اس گھر میں حمزہؓ موجود تھے میں نے ان پر سلام کیا اور میں بیٹھ گیا حمزہؓ نے کہا تیری حاجت کیا ہے میں نے کہا اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ جو تم میں مبعوث ہوا ہے چاہتا ہوں کہا اس سے تمہیں کیا کام ہے میں نے کہا چاہتا ہوں کہ ان پر ایمان لے آؤ اور ان کی تصدیق کروں اور خود کو اس کے اختیار میں دے دوں کہ وہ مجھے جو بھی حکم دیں میں ان کی اطاعت کروں گا تو کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور اس کی کہ محمدؐ خدا کے رسولؐ ہیں میں نے شہادتین کو پڑھا پس حمزہ مجھے جعفرؓ کے گھر میں لے گئے جہاں جعفرؓ موجود تھے میں نے ان کو سلام کیا اور بیٹھ گیا جعفرؓ نے مجھ سے کہا کیا حاجت رکھتے ہو میں نے کہا اس پیغمبر کو جو تمہارے درمیان مبعوث ہوا ہے چاہتا ہوں فرمایا اس سے کیا کام ہے میں نے کہا اس پر ایمان لاتا ہوں

اور اس کی تصدیق کرتا ہوں اور خود کو اس کے اختیار میں دیتا ہوں اور جو بھی مجھے حکم دیں گے میں اس کو انجام دوں گا تو کہا تم گواہی دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کا بندہ اور اس کا رسولؐ ہے میں نے اس کی گواہی دی اور جعفرؓ مجھے دوسرے گھر میں لے گئے کہ اس گھر میں علیؑ موجود تھے میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا فرمایا تم کیا حاجت رکھتے ہو میں نے کہا اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو تمہارے درمیان مبعوث ہوا ہے چاہتا ہوں فرمایا اس سے تم کو کیا کام ہے میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اس پر ایمان لے آؤں اور اس کی تصدیق کروں اور خود کو اس کے اختیار میں دے دوں تا کہ وہ مجھے جو بھی حکم دیں اس کی اطاعت کروں فرمایا تم گواہی دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں

اور یہ کہ محمدؐ خدا کے رسولؐ ہیں میں نے اس کی گواہی دی اور علیؑ مجھے ایک گھر میں لے گئے کہ اس گھر میں رسولؐ خدا خود موجود تھے پس میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا رسولؐ خدا نے مجھ سے فرمایا تم کیا حاجت رکھتے ہو تو میں نے عرض کیا اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاہتا ہوں جو تمہارے درمیان مبعوث ہوا ہے فرمایا اس سے کیا کام ہے میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اس پر ایمان لے آؤں اور اس کی تصدیق کروں اور جو بھی وہ مجھے حکم دیں میں اسے انجام دوں گا فرمایا، تم گواہی دیتے ہو کہ خدا

کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ خدا کے رسولؐ ہیں میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ خدا کے رسوؐل ہیں تو رسولؐ خدا نے مجھ سے فرمایا اے ابوذرؓ تم اپنے وطن واپس چلے جاؤ کہ تمہارے چچا کا بیٹا دنیا سے چلا گیا ہے اور ہرگز اس کا تیرے سوا کوئی وارث نہیں ہے پس تم اس کا مال لے لو اور اپنے گھر میں اہل وعیال کے ساتھ رہو یہاں تک کہ ہمارا کام ظاہر وواضح ہو جائے ابوذرؓ واپس چلے گئے اور اس مال کو لے لیا اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہنے لگے یہاں تک کہ کار رسالت ظاہر ہو گیا امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ یہ تھی کیفیت ابوذرؓ اور اس کے اسلام لانے کی اور پھر داستان اسلام سلمانؓ فارسی کو بھی سنا ہے اس مرد نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان آپؑ سلمانؓ کی داستان بھی مجھ سے بیان کریں فرمایا اس کو تم نے سنا ہوا ہے اور بے ادبی کی وجہ سے جو اس نے کی تھی کہ میں اس کو جانتا ہوں اس کے لیے بیان نہ فرمایا (داستان اسلام سلمانؓ کو صدوقؒ نے کمال الدین میں نقل کیا ہے اور ابن ہشام نے اپنی سیرت میں اسے دوسرے طریقہ سے بیان کیا ہے اسلام سلمانؓ کو زندگان پیغمبر اسلام (ج ا ص 139 تا 147) ہاشم رسول محلاتی میں دیکھیں حیات القلوب زندگانی پیغمبرؐ اسلام میں ملاحظہ کریں)

(458)(211) زرارہ کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا کہ ثمامہ بن اثال کو لشکر پیغمبرؐ اسلام کے سواروں نے اسیر کر لیا اس سے پہلے رسولؐ خدا نے دعا کی تھی کہ خدایا مجھے ثمامہ پر مسلط کر دے پس رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا میں تمہیں تین چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہوں ایک یہ کہ میں تمہیں قتل کر دوں ثمامہ نے کہا اس صورت میں تو ایک بزرگ شخص کو قتل کرو گے دوسری یہ کہ تم سے فدیہ لے لوں (اور تمہیں آزاد کر دوں)

اس نے کہا اس صورت میں مجھے زیادہ قیمت والا بنا دو گے تیسری یہ کہ تم پر اسلام کو پیش کرتا ہوں تاکہ تمہیں آزاد کر دوں ثمامہ نے کہا اس صورت میں مجھے شکر گزار قدردان جانتے ہو حضرتؐ نے فرمایا میں تم پر اسلام پیش کرتا ہوں اور آزاد کرتا ہوں ثمامہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدائے واحد کے کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسوؐل ہیں اور اسے حق جانتا ہوں کہ آپؐ خدا کے پیغمبرؐ ہو اس وقت جبکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں (یا اس وقت کہ اس کرم کو میں تم سے مشاہدہ کر رہا ہوں) اور اس وقت کہ جب میں قید میں تھا اور نا طاقت گواہی دیتا (ثمامہ اثال قبیلہ بنی حنیفہ اور یمامہ کے بزرگوں سے تھا اور ابن ہشام نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے کہ جب مسلمان ہو گیا اور مکہ آیا اور عمرہ کے ارادہ سے احرام باندھا تلبیہ کہی تو قریش نے جب اس کی آواز کو سنا اور اس کے اسلام لانے سے آگاہ ہوئے تو اس کو دستگیر کر لیا اور چاہا کہ اس کو قتل کریں لیکن قریش سے ایک شخص ان کے مانع ہوا اور کہا کہ اس کو قتل نہ کرو کہ جب ہم یمامہ میں مال خریدنے کے لیے جائیں گے تو خوار کرے گا اور اس وقت ہم اس کے نیازمند ہوں گے اور اس وجہ سے انہوں نے ثمامہ کو رہا کر دیا اور ثمامہ جس وقت یمامہ واپس چلا گیا تو قسم کھائی کہ ہرگز مکہ کو ایک دانہ گندم کا نہ جانے دے گا یہاں تک کہ بالآخر مکہ کے لوگ

اس واقعہ سے پریشان ہوئے اور رسولؐ خدا سے متوسل ہوئے اور آنحضرتؐ نے ثمامہ کو خط لکھا اور اس سے چاہا کہ گندم کو مکہ لے جانے والوں کے مزاحم نہ ہوں (سیرت ج 2 ص 412)

## داستان ولادت پیغمبرؐ!

(459)(212) ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا کہ جس وقت پیغمبرؐ دنیا میں آئے تو ایک شخص جو اہل کتاب سے تھا قریش کے ہاں ان میں موجود مغیرہ ولید بن مغیرہ وعاص بن مغیرہ عاص بن ہشام اور ابو وجزہ بن ابوعمر بن امیہ وعتبہ بن ربیعہ تھے آیا اور کہا کہ اس گذشتہ رات تمہارے قبیلہ میں کوئی پیدا ہوا ہے انہوں نے کہا نہیں اس نے کہا پس اس طرح دنیا میں پیدا ہونا چاہیے کہ وہ فلسطین میں پیدا ہوا ہو کہ جس کا نام احمد ہے اور خالی بدن میں رکھتا ہے اور اس کی رنگت سیاہی مائل گھاس کی ہے اور نابودی اھل کتاب کی اور یہود کی اس کے ہاتھ سے ہوگی اور خدا کی قسم اے گروہ قریش یہ مولود تمہارے نصیب نہیں ہوا ہے انہوں نے (جب اس بات کو سنا) تو اس مرد سے الگ ہو کر چلے گئے اور کوشش کرنے لگے کہ اس واقعہ کی اطلاع پاسکیں جب اطلاع پائی کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر میں بچہ پیدا ہوا ہے پس اس کے بعد اس مرد کے پاس واپس آگئے اور اس کو دیکھا تو اس سے کہنے لگے کیوں نہیں خدا کی قسم ہمارے درمیان ایک بیٹا دنیا میں آیا ہے اس نے پوچھا کہ کیا اس سے پہلے کہ وہ بات جو تم نے ہم سے بیان کی اس نے کہا مجھے اس کے پاس لے جاؤ تاکہ اس کو دیکھوں یہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں (آمنہ) کے پاس لے آئے اور اس سے کہنے لگے کہ اپنے بیٹے کو لے آؤ یہاں تک کہ ہم اس کو دیکھیں آمنہ نے کہا خدا کی قسم یہ فرزند جس وقت دنیا میں آیا تو یہ دوسرے بچوں کی طرح نہ تھا اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور پھر اس نے اس طرف نگاہ کی پھر اس سے نور ساطع ہوا کہ میں نے اس سے بصرہ کے محل کو (جو شہر ہے سرحد شام میں) دیکھا اور میں نے مشاہدہ کیا اور سنا کہ ھاتف ہوا میں کہتا ہے بے شک تم نے بہترین شخص کو جنا ہے اور جب اس کو زمین پر رکھو تو کہو کہ میں اسے ہر شر اور ہر حاسد سے خدائے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں اور اس کا نام محمدؐ رکھو اور اس مرد نے کہا اس کو لے آؤ اور جب آمنہ آنحضرتؐ کو لے آئی۔ تو اس مرد نے اس کی طرف نگاہ کی اور اس کی پشت اور شانوں پر جیسا کہ وہ مہر نبوت ہے جو اس کے دونوں شانوں کے درمیان ہے تو وہ بے ہوش ہوگیا اور زمین پر گر گیا قریش نے آنحضرتؐ کو اٹھالیا اور ان کو ماں کے حوالے کیا اور اس سے کہنے لگے خدا اس فرزند کو تیرے لیے مبارک بنادے اور اسی طرح جب یہ لوگ آمنہ کے پاس سے چلے گئے تو اس مرد کو ہوش آیا تو اس سے کہنے لگے تم پر وائے ہو یہ کیا حال تھا جس میں تم دخل دینے لگے تھے اس نے کہا بنی اسرائیل سے قیامت تک نبوت نکل گئی ہے خدا کی قسم یہ بچہ وہی ہے کہ جوان کو نابود کردے گا قریش اس بات سے بہت خوش ہوئے خدا کی قسم وہ اس طرح حملہ و یورش کرے گا کہ اھل مشرق و مغرب اس زمین سے خوف زدہ ہوں گے ابوسفیان نے کہا (کوئی چیز نہیں) لوگ خود ہی اپنے

شہر میں یورش کریں گے۔

(460)(213) اسباط بن سالم کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جس وقت وضع حمل کے آثار آمنہ میں ظاہر ہوئے اور ان کو درد زائید شروع ہوا فاطمہ بنت اسد ابو طالب کی زوجہ ان کے پاس تشریف لائیں اور ان کے ساتھ ہی ہو گئیں تھیں یہاں تک کہ وضع حمل ہو گیا پس ایک نے دوسری سے کہا کہ تم نے دیکھا اس چیز کو کہ جسے میں نے دیکھا ہے کہا کیا دیکھا ہے جواب دیا اس نور کو دیکھا کہ جو مشرق و مغرب کے درمیان کو گھیرے ہوئے ہے اسی بات میں تھیں کہ ابو طالب آگئے اور ان سے کہا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے اور کس چیز سے تعجب کرتی ہو فاطمہ بنت اسد نے جو نور کے واقعہ کو دیکھا تھا اسے ان سے بیان کیا ابو طالب نے کہا کیا تمہیں خوشخبری نہ دوں کہا کیوں نہیں ابو طالب نے کہا جان لو کہ تم بھی ایک بچہ جنو گی کہ جو اس پیدا ہونے والے کا وصی ہوگا (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابو طالب بعثت رسولؐ سے پہلے جان لو کہ ایمان لائے ہوئے تھے اور اس واقعہ نبوت آنحضرتؐ سے مطلع تھے اور وہ ان لوگوں سے ہیں کہ جنہوں نے ان کو مبعوث ہونے کی بشارت دی ہے اور دانشمندان شیعہ کے درمیان اور بعض علمائے اہلسنت کے درمیان بھی یہ بات مسلم ہے کہ ابو طالب بعثت آنحضرتؐ کے بعد ظاہر میں بھی ایمان لائے تھے اور مسلمان ہو گئے تھے اور کبھی مصلحت کی وجہ سے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے اور بہت زیادہ تعجب ہے کہ اس کی یہ تمام فداکاری اور پشت پناہی و بے دریغی کہ جو انہوں نے آنحضرتؐ سے کی اور مورخین نے انہیں ضبط و تحریر کیا ہے۔

تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ آنجناب اپنی وفات تک ایمان نہ لائے تھے اور یا موت کے سر پر آجانے کے وقت ایمان لائے جیسا کہ ابن اسحاق کا عقیدہ ہے اور البتہ اس کی سند کو ابن عباس بن عبد المطلب تک لے گئے یا نظر میں رکھا اس کو کہ ابن اسحاق نے زمانہ منصور عباسی میں سیرت کی ترتیب دی اور اختلافات جو بنی عباس و بنی ہاشم میں موجود تھے یہ مطلب خود موھن حدیث ہے اور بہر صورت پس رجوع کرنا تاریخ میں اور اشعار ابو طالب کی طرف اور وہ بات جو اس زمن میں پہنچی اس میں تردید کی گنجائش نہیں رہتی کہ ابو طالب بعثت کے بعد مسلمان ہو گئے تھے اور آخر میں کہ ایک صاحب علم اھل سنت کہ جس کا نام عبداللہ خنیزی ہے اس نے کتاب جو معروف ابو طالب مومن قریش ہے تحریر کی اور اس مقصد کو اپنے ہی طریقہ سے ثبوت تک پہنچایا ہے اور ہم نے بھی تقسیم اشعار ابو طالب کو کہ جو ابو طالب کے ایمان پر دلالت کرتے ہیں ابن ھشام اور ابن حدید اور دوسروں نے درج کیے ہیں الگ سے ذکر کیے ہیں سیرت ابن ھشام میں دیکھیں اور دیوان ابو طالب میں ملاحظہ کریں اور الغدیر میں ملاحظہ کر سکتے ہیں)

(461)(214) ایک شخص کہتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے ﴿مَــــنْ ذَا

اَلَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضَاعِفَہٗ لَہٗ وَلَہٗ اَجْرٌ کَرِیْمٌ ﴾ وہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے کہ خدا اسے اس کی خاطر سے کئی گنا کردے گا اور اس کے لیے نفع بخش اجر بھی ہے (سورہ حدید آیت 11) فرمایا جب زمانہ حکومت فاسقوں نافرمانوں کا ہو تو امامؑ کی مدد کے لیے ان کا حق ان کو دے دو۔

(462)(215) سنان بن ظریف کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا مومن کے لیے لائق ہے کہ وہ خدا سے اس طرح ڈرے کہ گویا وہ ابھی جہنم میں گرنے والا ہے اور اس طرح اس سے امید رکھے ہو کہ گویا کہ وہ بہشتیوں سے ہے پھر فرمایا بے شک خدا اپنے بندوں کے گمان میں ہے اگر خوش گمانی اس میں ہوگی تو اس کے لیے بہتر ہوگا اور اگر بدگمان ہوگا تو بد ہی دیکھے گا۔

**آداب سفر و رفیق سفر!......** (463)(216) اسماعیل بن جابر کہتے ہیں میں مکہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں تھا کہ ایک شخص مدینہ سے آنحضرتؐ کے پاس آیا تو حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ تم کس شخص کے ساتھ ہم سفر تھے کہا میرا کوئی ہم سفر نہ تھا امام جعفر صادقؑ نے اس سے فرمایا اگر اس سے پہلے تمہیں اس بارے میں کوئی چیز بیان کی گئی تھی مگر ابھی تمہیں بہتر ادب سکھاتا ہوں پھر فرمایا ایک آدمی (سفر میں) ہو تو اس کے شیطان ہے دو آدمیوں کے ساتھ دو شیطان اور تین آدمی ساتھی ہیں اور چار آدمی رفیق ہیں (جزری کہتے ہیں یعنی تنہا سفر کرنا زمین میں شیطان کا کام ہے اور مجلسیؒ جزری کے کلام کے نقل کے بعد کہتے ہیں اور محتمل ہے کہ مراد یہ ہو کہ شیطان اس پر غالب آجائے اور اس کو برائی کی طرف مائل کردے اور اس کو وسوسہ اور ہراس وخوف میں گرادے جیسا کہ اگلی حدیث سے ظاہر ہوگا)۔

(464)(217) امام باقرؑ نے فرمایا رسولؐ خدا نے فرمایا محبوب ترین ہم سفروں میں سے خدا کے نزدیک (وہ ہے کہ ان میں ہو) کہ چار آدمی ہوں اور اگر سات آدمیوں سے زیادہ ہوں تو ان کا جنجال زیادہ ہوگا

(465)(218) ابوالحسن موسیٰؑ نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے جد سے روایت کیا کہ رسولؐ خدا کی وصیتوں میں سے جو انہوں نے علیؑ کو کی تھیں یہ بھی تھا کہ انہوں نے علیؑ سے فرمایا کہ تنہا سفر پر نہ جانا کیونکہ ایسے آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے جب وہ تنہا سفر کرتا ہے اور دو آدمی سے زیادہ دور ہے اے علیؑ جس وقت کوئی شخص تنہا سفر کرتا ہے تو وہ آدمی گمراہ ہوسکتا ہے اور اگر دو آدمی ہوں تو وہ دونوں گمراہی میں ہوسکتے ہیں اور جب تین آدمی ہوں گے تو وہ کاروان ہوگا (اور ان کا سفر عقلائی اور صحیح ہوگا) اور بعض روایات میں ہے کہ فرمایا ان کا سفر (درست) سفر ہے۔

(466)(219) حماد بن عیسیٰؒ کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا لقمان کی وصیتوں میں جو اس نے اپنے بیٹے کو کی تھیں یہ تھا کہ اس سے فرمایا اے میرے بیٹے جب تم سفر کرو تو اپنی تلوار اپنے جوتے اپنی رسی اپنا عمامہ اپنا خیمہ اپنی پانی کی

مشک اپنے دھاگے اور اپنی شال کو ساتھ لے کر جایا کرو (یاتش میں کہ جو جوتے اور اس کی مثل ہے اس کو سوراخ کر لیا کرو) اور وہ دوائیں اپنے ساتھ لے لیا کرو جو درد کے لیے کھاتے ہو اور جو تمہارے ساتھیوں کے لیے موافق ہوں اور ان کے ساتھ رہو (اور ان کی مخالفت نہ کرو) سوائے اس کے کہ خدا کی نافرمانی کریں

(467)(220) سکونی کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے اپنے باپ دادا سے نقل کیا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا مرد کی شرافت یہ ہے کہ جب وہ سفر پر جائے تو اپنے توشہ کو ساتھ لے کر جائے یہ اس کے لیے بہتر ہے اور اس کے لیے بہتر اخلاق ہے۔

(468)(221) عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ علی بن حسینؑ کا طریقہ یہ تھا کہ جب سفر اور حج عمرہ کے لیے جاتے تو بہترین توشہ ساتھ لے کر جاتے تھے جیسے کہ بادام، شکر، آٹا، نرم محمص اور محل کو (شیرینی اور میٹھے ستو)

(469)(222) ولید بن صبیح کہتے ہیں کہ ایک دن میں امام جعفر صادقؑ کے پاس گیا تو آنحضرتؑ نے چند کپڑے کے ٹکڑے میرے سامنے رکھے اور فرمایا ان سے کوئی اٹھالو پھر میں (ان کے حکم کو انجام دینے کے لیے) آنحضرتؑ کے سامنے کھڑا ہو گیا پس امام جعفر صادقؑ نے فرمایا خدا معلّیٰ بن خنیس پر رحمت کرے (معلّیٰ بن خنیس آپؑ کے اصحاب اور خدمت کرنے والوں سے تھا) اور وہ داؤد بن علی حاکم مدینہ کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا اور حضرتؑ اس کی موت سے کافی پریشان تھے) میں نے خیال کیا کہ امامؑ کھڑے ہیں اور مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا ہوا ہے اور معلّیٰ بن خنیس سے تشبیہ دیتے ہیں اور اس کی یاد میں ہیں (کہ دفعتاً اس کے لیے طلب رحمت کی) پھر فرمایا اُف اس دنیا پر اُف اس دنیا پر بے شک یہ بلاؤں کا گھر ہے کہ خدا اپنے دشمن کو اپنے دوستی پر یہاں مسلط کرتا ہے اور بے شک اس جگہ کے بعد ایک اور گھر ہے کہ وہ اس طرح نہیں ہے میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان وہ گھر کہاں ہے فرمایا اس جگہ پر اور اپنے ہاتھ سے زمین کی طرف اشارہ کیا (مجلسیؒ کہتے ہیں یعنی قبر یا بہشت اور دوزخ کہ زمانہ برزخ میں مؤمنین کی روحیں اور کفار کی اس میں ہوتی ہیں یا مراد زمین سے زمانہ حضرت قائمؑ کا ہے یا زمین قیامت ہے)

(470)(223) ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اے ابو محمد بے شک خدا کے کچھ فرشتے ہیں کہ جو ہمارے شیعوں کے ان دوشوں سے گناہوں کو گراتے ہیں جیسا کہ فصل خزاں کی ہوا درختوں سے پتوں کو گراتی ہے اور یہی معنی ہے خدا کے اس کلام کہ وہ فرماتا ہے ﴿يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا﴾ (یہ جو عرش کے حامل ہیں اور یہ جو اس کے اطراف میں ہیں) اپنے پروردگار کی تسبیح بیان کرتے ہیں (اور اس پر ایمان رکھتے ہیں

) اور مومنین کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں (سورہ مومن آیت 7) اور خدا کی قسم اس سے سوائے تمہارے کسی اور کا ارادہ نہیں فرمایا ہے۔

**ایک آیت کی تفسیر!....** (471)(224) زرارہ کہتے ہیں ابو الخطاب اس زمانہ میں کہ جب بہترین حالات مذہب وعقیدہ کی رو سے تھے اس نے کہا کہ امام جعفر صادقؑ سے میں نے پوچھا کہ اس آیت کی تفسیر کیا ہے ﴿ وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ﴾ اور جس وقت خدائے یکتا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے متنفر ہو جاتے ہیں (سورہ زمر آیت 45) فرمایا جب خدا کا تنہا اس طرح ذکر کیا جاتا ہے کہ جن آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا ہے تم ان کی اطاعت کرو تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ان کے دل ہی متنفر ہو جاتے ہیں اور جب ان کا ذکر کیا جائے جن کی اطاعت کا خدا نے حکم نہیں دیا تو ان کی باچھیں کھل جاتی ہیں اور اس وقت وہ خوش ہو جاتے ہیں (ابو الخطاب جیسا کہ حدیث نمبر 276) میں گزرا کہ اس کے ابتدائی کام اصحاب امام جعفر صادقؑ سے مربوط تھے اور تدریجاً اس نے آنحضرت کے متعلق غلو کیا
اور الوھیت کا قائل ہو گیا اور بہت سی روایات ہیں جن میں لعنت اس کے لیے بیان کی گئی ہے اور زرارہ نے اس حدیث میں کہ جس وقت وہ ابھی الوہیت امام جعفر صادقؑ کا قائل نہ ہوا تھا اس وقت کی بات بیان کی ہے اور اس کا عقیدہ باقی تمام اصحاب کی مانند اور شیعوں کی طرح تھا ان سے روایت ہوا ہے اور اس وجہ سے کہا کہ اس وقت کہ جب بہترین حالات عقیدہ کی وجہ سے رکھتا تھا یعنی اس سے پہلے کہ اس نے غلو نہ کیا اور اب ملعون ہو گیا ہے ہم اپنے زمانہ میں مخالفین آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی حالت پاتے ہیں کہ جب علیؑ اور اولادِ علیؑ کا ذکر ہو تو ان کو حد سے زیادہ ناگوار گزرتا ہے
گو بعض مواقع پر کسی لحاظ سے کچھ کہہ نہ سکیں مگر چہرے کی رنگت وحالات دل کے حال سے خبر دے دیتی ہے مگر جب دشمنان آل محمد کا ذکر ہو تو مارے مسرت کے بند قبا لوٹے جاتے ہیں)

(472)(225) کثیر بن کلثمہ کہتے ہیں کہ دونوں میں سے ایک امام باقرؑ یا جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے ﴿فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ﴾ پس آدمؑ کو اپنے رب کی طرف سے کچھ کلمات ملے (سورہ بقرہ آیت 37) (وہ کلمات یہ تھے کہ) انہوں نے کہا ﴿لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ﴾ یا اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو منزہ ہے اور تیری تعریف کرنے پر بھروسہ ہے میں نے برا کیا اور اپنی ذات پر ظلم کیا ہے پس تو میری توبہ قبول فرما اور میری خطا بخش دے تو سب سے اچھا بخشنے

والا ہے ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَلِمْتُ سُوْءًا وَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ﴾ یا اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو منزہ ہے اور تیری تعریف کرنے پر بھروسہ ہے میں نے اپنی ذات پر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر تو بہترین رحم کرنے والا ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَلِمْتُ سُوْءًا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ یا اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور تیری تعریف کرنے پر بھروسہ ہے میں نے برا کیا اور اپنے نفس پر ظلم کیا پس تو میری توبہ قبول فرما بے شک تو توبہ قبول کرنے والا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ خدا فرماتا ہے ﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ﴾ پس آدمؑ کو اپنے رب کیطرف سے کچھ کلمات ملے فرمایا سوال کے جواب میں اور وہ یہ ہیں وَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَفَاطِمَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ان ہی کے ذریعے درخواست کی تھی۔

(473)(226) ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جس وقت ابراہیمؑ نے ملکوت آسمان و زمین کو دیکھا (جیسا کہ امامؑ سے تفسیر ہوا یعنی پردہ ان کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹا دیا گیا اور جو کچھ زمین و آسمان میں تھا اسے دیکھا) کہ ایک شخص زنا کر رہا ہے تو آپؑ نے اس پر نفرین کی تو وہ مر گیا پس پھر ایک دوسرے شخص کو اسی طرح دیکھا (کہ وہ زنا کر رہا ہے) تو اس پر بھی نفرین کی اور وہ بھی مر گیا اور اسی طرح ایک تیسرے مرد کو دیکھا اور اس پر بھی نفرین کی اور وہ بھی مر گیا پس خدا نے وحی فرمائی کی اے ابراہیمؑ بے شک تیری دعا قبول ہے پس میرے بندوں پر نفرین نہ کرو کہ اگر میں چاہتا تو (اسے ابتدا سے ہی) ان کو پیدا ہی نہ کرتا پس میں نے اپنے بندوں کو تین قسم پر پیدا کیا ایک قسم ان بندوں کی ہے کہ جو میری عبادت کرتے ہیں اور میرا کسی چیز کو شریک قرار نہیں دیتے پس ان کو نیک جزا دوں گا اور دوسرے وہ بندے ہیں کہ جو میرے علاوہ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں اور وہ بھی میرے قبضہ سے باہر نہیں جا سکتے اور تیرے وہ بندے ہیں جو میرے علاوہ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں لیکن اس کی صلب سے کسی کو پیدا نہیں کرتا ہوں جو میری عبادت کرتا ہے اس کے بعد ابراہیمؑ نے دیکھا کہ ایک مردار دریا کے کنارے پر ہے جو آدھا پانی میں ہے اور آدھا خشکی میں ہے اور دریا کے درندوں کو دیکھا کہ وہ آئے اور وہ حصہ جو دریا میں تھا اس کو کھانے لگ گئے اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگ گئے اور چلنے لگے اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے اور ایک دوسرے کو کھاتے

ہیں یہ وہ وقت تھا کہ ابراہیمؑ نے جب خشکی والوں کو دیکھا کہ وہ کھا رہے تو تعجب میں ہوئے اور کہا ﴿رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی﴾ کہ اے میرے رب تو ان کو کیسے زندہ کرے گا مجھے اس بارے میں بتا (سورہ بقرہ آیت 260) کہا کہ یعنی کس طرح ان کو باہر لائے گا قیامت کے دن جب کہ ان حیوانات کا گوشت وہ دوسرے حیوانات کھا گئے ہیں اور یہ کہ ان سب کے گوشت ایک دوسرے سے مل چکے ہیں اور ایک ہو گئے ہیں کیسے الگ الگ قیامت کے دن زندہ ہوگا) خدا نے فرمایا ﴿قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ﴾ فرمایا کیا تم اس پر ایمان نہیں رکھتے ہو کہا کہ رکھتا ہوں لیکن میرا دل مطمئن ہو جائے یعنی اسی طرح کہ تمام چیزوں کو کہ جن کو میں نے دیکھا ہے اس حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں خدا نے فرمایا ﴿قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا﴾ چار پرندوں کو لے لو اور ان کو ٹکڑے کر دو پھر ہر ایک کے اجزا کو آپس میں ملا دو اور ایک دوسرے میں مخلوط کر دو پھر ہر پہاڑ پر ایک جزو کو رکھ دو یعنی ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اور ایک دوسرے سے ملا دیا جیسا کہ اس مردار کا گوشت ان درندوں کے بدن میں چلا گیا کہ وہ ایک دوسرے کو کھا گئے ملا دیا تم بھی اسی طرح کرو پھر پہاڑ پر ان سے ایک ایک جزو رکھ دو پھر ان کو بلاؤ تا کہ وہ جلد ہی تیرے پاس آ جائیں اور جب ابراہیمؑ نے اس طرح کیا اور ان کو بلایا تو وہ ان کے پاس گئے اور وہ پہاڑ تعداد میں دس تھے

**سردی اور گرمی کی وجوہات!......** (474)(227) سلیمان بن خالد کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ گرمی اور سردی کس سے پیدا ہوتی ہے فرمایا اے ابوایوب بے شک مریخ ایک گرم ستارہ ہے اور زحل ایک ٹھنڈا ستارہ ہے پس جب بھی مریخ بلند ہوتا ہے اور زحل پست ہوتا ہے تو یہ وقت بہار کا ہوتا ہے اور یہ دونوں اسی طرح چلتے ہیں یعنی جب بھی ایک درجہ مریخ بلند ہوتا ہے اور زحل ایک درجہ پست ہوتا ہے تو تین ماہ کے طول میں رہتے ہیں اور مریخ اپنی بلندی کی حد کو پہنچ جاتا ہے اور زحل آخری درجہ اپنے انحطاط کا طے کرتا ہے اور یہ وہ وقت کہ جب مریخ اچھے طریقے سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے گرمی سخت ہوتی ہے اور جب گرمی ختم ہوتی ہے اور پہلا نیچے ہو جاتا ہے اور زحل بلند ہو جاتا ہے اور مریخ ھبوط میں چلا جاتا ہے اور اسی طرح چلتے ہیں یعنی ہر ایک درجہ میں زحل بلند ہو جاتا ہے اور مریخ اسی طرح نیچے کے درجے میں چلا جاتا ہے یہاں تک کہ مریخ حد ھبوط تک چلا جاتا ہے اور زحل بلندی کے آخری مقام پر تو یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ جب زحل ظاہر ہوتا ہے اور جاری اول سردی میں ہوتا ہے اور آخر نیچے تک اور اس وجہ سے سردی سخت ہوتی ہے اور ہر ایک کا اندازہ ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور دوسرا ایک درجہ نیچے آتا ہے اور اس اندازہ سے یہ نیچے آتا ہے اور وہ بلندی کی طرف

جاتا ہے۔اور جب بھی سردی کے موسم میں سردی ہوتی ہے اور یہ چاند سے مربوط ہے اور جب بھی سردی کا دن گرم ہوتا ہے اس کا یہ عمل سورج کی وجہ سے ہوتا ہے یہ ہے اندازہ کرنا خدائے عزیز ودانا کا اور میں عالمین کے رب کا بندہ ہوں (فیضؒ اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں یہ حدیث اس مطلب سے منافات نہیں رکھتی کہ گرمی وحرارت کی پیدائش گرمیوں میں سورج کے بلند ہونے کی وجہ سے ہے اور موسم سرما میں سردی اس کی دوری کی وجہ سے ہے کیونکہ ممکن ہے یہ دونوں سردی اور گرمی میں داخل ہوتے ہوں اور ایک سبب واضح وروشن ہو اور دوسرا سبب پوشیدہ اور چھپا ہوا ہو اور امامؑ سبب پوشیدہ کو اس کے پوشیدہ ہونے کو بیان کررہے ہوں اور سبب اس کے روشن ہونے کا اس کے ظاہر ہونے کا بیان نہ فرمایا اور مرحوم مجلسیؒ کہتے ہیں ممکن ہے تاثیر مریخ وزحل سردی اور گرمی میں ان کی خاصیت کی وجہ سے ہو نہ کہ گرمی اور سردی کی وجہ سے یہ بھی مانند تاثیرات ستاروں کی زمین میں ہو جس وقت وہ ایک دوسرے سے ملتے ہوں (اور ان کی مثالیں) اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے کہ ہمیں اپنے علم کو نہ جاننے پر ہی چھوڑ دینا چاہیے)

(475)(228) عبداللہ بن میمون قداح کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا اے علیؑ جو کوئی بھی تمہیں دوست رکھتا ہو اور وہ مرجائے تو اس نے اپنے اعمال کو انجام دیا ہے (اور یا اپنی آرزو کو پہنچا) اور جو کوئی بھی تمہیں دوست رکھتا ہے اور ابھی اس نے وفات نہیں پائی وہ، وہ شخص ہے کہ جو انتظار میں ہے (اور اپنے لیے سعادت کو) حاصل کرلے گا اور سورج طلوع وغروب نہیں کرے گا سوائے اس کے کہ اس کا رزق اسے ملے گا اور ایمان کے ہوتے ہوئے اس پر طلوع ہوگا (اور ہر دن کا رزق اور ایمان تازہ اس کا حصہ ہوگا) اور ایک دوسرے نسخہ میں ایمان کی جگہ نور کا ذکر کیا گیا ہے (جملہ فقد قضی نحبہ اشارہ ہے اس آیت شریفہ کی طرف ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾ مومنین سے ایسے مرد بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو کچھ عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا پس بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کا خاتمہ ہوگیا اور ان میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو (شہادت کا) منتظر ہے اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی (سورہ احزاب آیت 23)

(476)(229) سکونی کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جلد ہی میری امت پر ایک زمانہ آئے گا کہ جب ان کا پوشیدہ برا ہوگا اور ان کا ظاہر اچھا ہوگا دنیا کے طمع کی خاطر اور اس کام کی جزا نیک جو خدا کے پاس ہے جو ان کا پروردگار ہے نہ ملے گی اور ان کا دین فقط خودنمائی ہوگا اور خوف وترس ان کے دلوں میں نہیں ہوگا خدا ان کے اس طریقہ کی وجہ سے ان کو کیفر سے دوچار کرے گا جیسا کہ شخص غریق ان کو بلاتا ہے لیکن وہ ان کو قبول نہ کرے گا (مجلسی

کہتے ہیں کہ استیلاءِ ستم گاروں کی طرح اور بدعت گزاروں کی طرح ہو گی اور غیبت امام مہدیؑ اور اس کے علاوہ کی مصیبتیں کہ لوگ اس زمانہ میں ان مصیبتوں میں پھنس جائیں گے۔

**فقہا اور علماء!......** (477)(230) سکونی کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا فقہا اور علماء کا طریقہ یہ تھا کہ جب ایک دوسرے کو خط لکھتے تو تین جملے اس میں ہوتے اور چوتھا نہ ہوتا تھا (1) (یہ تھا جو لکھتے تھے) کہ جو کوئی غم واندوہ اپنی آخرت کا رکھے ہو گا تو خدا دنیا کے اندوہ سے اس کی کفایت کرے گا (2) جو کوئی اپنی پوشیدہ اصلاح کرے گا تو خدا اس کی ظاہری اصلاح کرے گا (3) اور جو کوئی اپنے اور خدا کے درمیان اصلاح کرے گا تو خدا اس کے اور لوگوں کے درمیان اصلاح کرے گا۔

(478)(231) بعض ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص مدینہ میں مسجد رسولؐ خدا میں آیا اور اس نے کہا خدایا مجھے وحشت سے سکون دے اور تنہائی میں میرے ساتھ بہتر کو ملا دے اور صالح ہم نشین میرے دنوں میں قرار دے اس وقت اس نے ایک شخص کو مسجد کے آخر میں دیکھا اور اس پر سلام کیا تو اس نے کہا اے خدا کے بندے تم کون ہو تو اس نے جواب دیا میں ابوذرؓ ہوں تو اس شخص نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ابوذرؓ نے اس شخص سے کہا کہ خدا کے بندے تم نے اللہ اکبر کس وجہ سے کہی کہا اس وجہ سے کہ میں مسجد میں آیا ہوں اور درگاہ خدا میں دعا کی کہ مجھے وحشت سے سکون دے اور اس کے ذریعہ سے میرا بہتر ساتھی میری تنہائی میں قرار دے اور اس تک پہنچا دے۔ اور صالح ہم نشین میرا دن کو قرار دے ابوذرؓ نے کہا کہ میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے کا زیادہ حق دار ہوں کہ اس طرح کا ہم نشین میرے لیے ہو کیونکہ میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں اور تم قیامت کے دن ایک کنارے پر ہوں گے یہاں تک کہ خدا خلائق کے حساب سے فارغ ہو جائے گا (لیکن) اے خدا کے بندے میرے نزدیک سے اٹھ جاؤ کہ سلطان (یعنی عثمان خلیفہ سوم) نے مجھے نشین ہونے سے منع کر دیا ہے

(479)(232) سکونی کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے امیر المومنینؑ سے روایت کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ایک دن لوگوں پر وہ زمانہ آئے گا کہ قرآن سوائے علامت کے (یا تحریر کے) باقی نہ رہے گا اور اسلام کا صرف نام باقی ہو گا اور لوگ خود کو مسلمان کہیں گے اس صورت میں کہ تمام لوگوں سے زیادہ دور ہوں گے ان کی مسجدیں (ظاہر) میں آباد ہوں گی لیکن (باطن میں) ہدایت سے (اور حقیقت) سے ویران ہوں گی ان کے فقہا بدترین فقہا زیر آسمان ہوں گے فتنے ان سے ظاہر ہوں گے اور یہ اسی طرح واپس پلٹ جائیں گے۔

(480)(233) محمد بن حسین بن یزید کہتے ہیں کہ امام رضاؑ نے اس وقت جبکہ وہ خراسان میں تھے میں

نے سنا انہوں نے فرمایا ہم وہ خاندان ہیں کہ جو خاندان یعقوبؑ کا ہے جو گزر گیا ہے اور شکر اور حمد کرنے کو خاندان داوؑد سے وراثت میں پایا ہے اور (راوی یعنی محمد بن حسین) معتقد تھا کہ کلمہ دوسرا بھی کہا ہے اور اس نے فراموش کر دیا اور میں (یعنی علی بن اسباط) نے اس سے کہا شاید فرمایا اور صبر وشکیبا کو خاندان ایوبؑ سے وراثت میں لیا ہے

(محمد بن حسین) نے جواب میں کہا بعید نہیں ہے (کہ یہی جملہ ہو) علی بن اسباط کہتے ہیں اور اس وجہ سے کہ میں نے اس جملے کو بیان کیا تھا کہ میں نے علی بن یقطین سے سنا تھا کہ وہ بعض احادیث بیان کرتے تھے کہ جب ابو جعفر منصور (خلیفہ عباسی) اس سال میں کہ محمد وابراہیم فرزندان عبداللہ بن حسن اس سال قتل ہو گئے تھے مدینہ میں آیا اور اپنے چچا علی بن عیسیٰ کی طرف منہ کیا اور کہا اے ابوالعباس امیر المومنین (اس کی مراد اپنی ذات تھی)

کو تم نے دیکھا ہے کہ اس نے مدینہ کے درختوں کو جڑ سے اکھیڑ دوں اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دوں اور اسے اپنے زیر تحت کر دوں علی بن عیسیٰ نے اس سے کہا یہ تیرے چچا کا بیٹا جعفر بن محمد ہے کہ وہ بھی اس وقت مدینہ میں موجود ہے کسی کو اس کے پاس بھیج دو اور اپنے نظریہ کو اس سے پوچھو (کہ کیا یہ صحیح ہے کہ اس طرح کا کام کروں) منصور نے کسی کو آنحضرتؑ کے پاس بھیجا اور علی بن عیسیٰ نے اس کی اطلاع آنجناب تک پہنچائی اور امام جعفر صادقؑ منصور کے پاس آئے اور ان سے فرمایا اے امیر المومنین بے شک داوؑد کو نعمت دی گئی اور اس نے شکر ادا کیا اور ایوبؑ بلا ومصیبت میں گرفتار ہوئے تو انہوں نے صبر کیا اور یوسف اس کے بعد کہ قدرت والے ہو گئے تو انہوں نے درگزر کیا تم بھی درگزر کرو کہ یہ ان کی نسل سے ہیں۔

## ہجرت رسولؐ خدا سے پہلے تجسس یہود اور اوس وخزرج!

...... (481) (234) ابو بصیر کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے خدا کے اس کلام کے متعلق ﴿ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ﴾ حالانکہ وہ پہلے سے خود کافروں کے برخلاف فتح حاصل کرنا چاہتے بھی تھے (سورہ بقرہ آیت 89)

فرمایا یہودیوں نے اسے اپنی کتابوں میں پایا تھا کہ محمد ﷺ کی ہجرت کا مقام کوہ عیر اور کوہ احد کے درمیان ہوگا اس وجہ سے کہ وہ اپنی جگہ سے اس کی تلاش میں چلے اور وہ ایک پہاڑ کے پاس پہنچے کہ جس کا نام حداد تھا اور کہنے لگے کہ حداد اور احد ایک ہی ہے اور اس وجہ سے وہ اس پہاڑ کے اطراف میں پھیل گئے (اور رہنے لگے) اور ان میں سے بعض نے تیما میں رہائش رکھ لی اور بعض فدک میں رہنے لگے اور بعض خیبر میں رہنے لگے پھر ان تیما والوں کو اپنے بھائیوں سے ملنے کا خیال پیدا ہوا تو انہوں نے بنی قیس میں سے ایک اعرابی کا اونٹ کرایہ پر کیا (اپنی بھائیوں سے ملنے کے لیے) تو اس مرد قیسی نے ان سے کہا کہ میں تمہیں دو پہاڑوں کے درمیان میں سے کہ جو عیر اور احد کے ہیں لے جاؤں گا تو انہوں نے اس سے کہا کہ جب وہاں پہنچیں تو ہمیں بتا دینا اور جب وہ مدینہ کے وسط پر پہنچے تو ان سے کہا کہ یہ کوہ عیر ہے اور وہ دوسرا کوہ احد ہے

پس یہودی اونٹوں سے نیچے اتر آئے اور کہنے لگے کہ ہمارا مطلب حاصل ہو گیا اور ہم اپنے مقصد تک پہنچ گئے اور اسکے علاوہ ہم اونٹوں کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اب جہاں تمہارا جی چاہے اپنی سواریوں اونٹوں کو لے جاسکتے ہو پھر انہوں نے اپنے بھائیوں کو جو فدک اور خیبر میں تھے خطوط لکھے کہ ہم ٹھیک اس مقام پر جس کا ذکر کتابوں میں ہے مل گیا ہے اب تم سب ہمارے پاس آجاؤ انہوں نے جواب میں لکھا کہ ہم یہاں مکان بنا چکے ہیں کھیتی باڑی کا کاروبار پھیلا ہوا ہے تم سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں جب وہ وقت ہجرت محمدؐ کا وقت آجائے گا تو ہم جلد ہی تمہارے پاس آجائیں گے پھر ان لوگوں نے مدینہ میں اپنے گھر بنا لیے اور رفتہ رفتہ مالدار ہو گئے تو اتفاق سے یہاں تبع (ایک بادشاہ) آگیا (جو یمن کا بادشاہ اس زمانے میں تھا) جب وہ ان کی وضع سے آگاہ ہوا تو اس نے ان سے جنگ کرنے کی ٹھان لی تو وہ اپنے قلعوں میں پناہ گزین ہو گئے اس نے ان کا محاصرہ کر لیا چونکہ یہ اہل کتاب سے تھے تبع کی فوج کے جو لوگ ضرورت مند تھے ان کو یہ رات کے وقت کھجوریں جو اور اسی قسم کا سامان ان پر رحم کھا کر بھیج دیتے تھے جو قلعوں کے اوپر سے ہوتا تھا تبع کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو اس کے دل میں بھی ان کی طرف سے جگہ پیدا ہو گئی تو اس نے ان کو امان دے دی پس یہودی قلعوں سے نیچے آگئے اور یہ اس سے ملنے کے لیے آئے تو اس نے ان سے یہ کہا کہ مجھے تمہارا ملک بہت پسند آیا اور میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں یہیں رہوں تو یہودیوں نے اس سے کہا کہ تم اس معاملے میں کمزور ہو اور تم یہ کام نہیں کر سکتے بلکہ یہ وہ مقام ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت گاہ ہے اور ہرگز کسی شخص میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ اس جگہ پر رہائش اختیار کرے یہاں تک کہ وہ آجائے تو تبع نے ان سے کہا تو خیر میں چند آدمیوں کو جو میرے خاندان سے ہیں یہاں چھوڑ دیتا ہوں جو اس وقت اس نبیؐ کی مدد کریں جب وہ یہاں پر تشریف لے آئے پس دو قبیلے اوس و خزرج کو ان کے درمیان چھوڑ گئے اور جب ان دو قبیلوں کے لوگ زیادہ ہو گئے تو یہ ان یہودیوں پر زیادتیاں کرنے لگے اور ان کے اموال لینے لگ گئے اور یہودی ان سے یہ کہتے تھے کہ جان لو کہ جب خدا محمدؐ کو مبعوث کرے گا تو ہم تم کو تمہارے گھروں سے نکال دیں گے اور اس وقت ہمارے مال تمہارے ہاتھوں سے بچیں گے اور جب خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا تو انصار ایمان لے آئے اور یہودی اس سے منکر ہو گئے اور یہ ہے معنی خدا کے اس کلام کا کہ وہ فرماتا ہے ﴿وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ پہلے سے تو کافروں کے بر خلاف اس کے ذریعہ سے طالب فتح تھے مگر جب وہ ان کے پاس گیا تو اسے نہ پہچانا بلکہ انکار کر دیا خدا ان کافروں کو اپنی رحمت سے دور کرے کافروں پر خدا کی لعنت ہو (سورہ بقرہ آیت 89)

(482)(235) اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر بھی کہ خدا فرماتا ہے ﴿وَكَانُوا

مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ﴾ پہلے سے تو کافروں کے برخلاف اس کے ذریعہ سے طالب فتح تھے مگر جب وہ ان کے پاس آ گیا تو اس سے منکر ہو گئے بلکہ انکار کر دیا (سورہ بقرہ آیت 89)

فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ اور محمدؐ کے درمیان یہ لوگ تھے یہ بت پرستوں کو آنحضرتؐ کے نام سے ڈرایا کرتے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ وہ ضرور مبعوث ہوگا جو تمہارے بتوں کو توڑ دے گا اور تمہاری ایسی اور ایسی گت بنائے گا اور جب رسولؐ خدا مبعوث ہوئے تو انہی لوگوں نے آنحضرتؐ کا انکار کر دیا۔

(483)(236) عمر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا پانچ علامتیں قیام قائمؑ سے پہلے ظاہر ہوں گی (1) صیحہ آسمانی (2) خروج سفیانی (3) زمین میں دھنسنا (بیدا میں لشکر سفیانی کا) (4) قتل ہونا نفس زکیہ کا (5) اور خروج یمانی میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان اگر آپؑ کے خاندان سے ایک اس کے واقعہ ہونے سے پہلے اس طرح خروج کرے تو کیا میں اس کے ساتھ خروج کروں فرمایا نہیں (اور جب دوسرا دن ہوا تو اس آیت کو پڑھا ﴿اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِيْنَ ﴾ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ایسی نشانی ان پر نازل کر دیں کہ ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں (سورہ شعرا آیت 4) اور میں نے آپؑ سے عرض کیا کیا یہ نشانی وہی صیحہ آسمانی ہے آگاہ ہو جاؤ کہ اگر وہ ہوگی تو خدا کے دشمنوں کی گردنیں اس کے سامنے جھک جائیں گی۔

(484)(237) محمد بن علی حلبی کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا بنی عباس کا اختلاف حتمی علامات سے ہے اور ندائے آسمانی بھی حتمی علامات سے ہے اور خروج حضرت قائمؑ بھی حتمی ہے میں نے عرض کیا ندائے آسمانی کس طرح ہے فرمایا ایک منادی دن کے پہلے وقت میں آسمان سے ندا کرے گا جان لو کہ علیؑ اور اس کے شیعہ فلاح پا گئے فرمایا اور ایک منادی دن کے آخر وقت میں ندا کرے گا مگر عثمان کے شیعہ کیا نجات پا گئے۔

(485)(238) زید بن شحام کہتے ہیں قتادہ بن دعامہ (ایک مفسر بزرگ اہلسنت) خدمت امام باقرؑ میں آیا تو حضرتؑ نے اس سے فرمایا اے قتادہ تم اہل بصرہ کے فقیہ ہو عرض کیا اسی طرح خیال ہے امامؑ نے اس سے فرمایا میں نے سنا ہے کہ تم قرآن کی تفسیر کرتے ہو قتادہ نے کہا ہاں امام باقرؑ نے فرمایا کیا تم علم و دانش سے اس کی تفسیر کرتے ہو قتادہ نے کہا ہاں امام باقرؑ نے فرمایا کیا تم علم و دانش سے اس کی تفسیر کرتے ہو یا نہ جانتے ہوئے بھی قتادہ نے کہا نہیں بلکہ علم و دانش سے امام باقرؑ نے فرمایا اگر اس طرح ہے کہ تم علم سے تفسیر کرتے ہو تو بجا ہے اور میں تم سے سوال کرنا چاہتا ہوں قتادہ نے کہا

پوچھیں امامؑ نے فرمایا مجھے بتائیں کہ خدا سورہ سبا میں فرماتا ہے ﴿وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ﴾ اوران کے درمیان چلنا مقرر کیا تھا (اور یہ حکم دے دیا تھا) کہ ان میں راتوں کو اور دنوں میں بے کھٹکے چلو (پھرو) (سورہ سبا آیت 18) قتادہ کہتے ہیں کہ یہ آیت فلاں شخص کے بارے میں ہے کہ جو اپنے گھر سے خانہ کعبہ کا حج کرنے کے لیے نکل پڑے اور توشہ حلال اپنے ساتھ لے جائے اور اس کی سواری بھی حلال ہو اور اس کا کرایہ اس کے حلال مال سے ادا کرے اس طرح کا آدمی امان وسکون میں ہے یہاں تک کہ وہ واپس گھر آجائے امام باقرؑ نے فرمایا اے قتادہ تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ بعض دفعہ ایک شخص توشہ حلال اور حلال سواری اور حلال کرایہ سے گھر سے حج خانہ کعبہ کرنے کے لیے نکلا ہے اور دو چار رہزن ہو گیا اور اس کے خرچ کا مال وہ لے جائیں اور اس واقعہ کے گزرنے کے بعد اور اسے اتنا ماریں کہ وہ ہلاکت کی حد تک پہنچ جائے قتادہ نے کہا ہاں خدا کی قسم امامؑ نے فرمایا تم پروائے ہوائے قتادہ، اگر تم قرآن کو خود اپنی طرف سے تفسیر کرتے ہو اور خود ہلاک ہو گئے اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں پہنچا دیا اور اگر لوگوں کے دھانوں سے نکلنے سے لیا ہے تو بھی ہلاک ہو گئے اور لوگوں کو ہلاکت تک پہنچایا ہے تم پروائے ہوائے قتادہ یہ آیت اس شخص کے بارے میں ہے جو اپنے گھر سے توشہ وسواری وکرایہ حلال کا آہنگ سے لے کر زیارت خانہ کعبہ کے لیے باہر آئے اور ہمارے حق کا عارف اور واقف ہو اور دل میں ہمارے بارے خیال نہ رکھتا ہو جیسا کہ خدا فرماتا ہے ﴿فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ﴾ اور آدمیوں میں سے بعض کے دل ان کی طرف مائل اور گرویدہ کر دیئے جائیں (سورہ ابراہیم آیت 37) اور مراد ابراہیمؑ کی بیت اللہ نہ تھا ورنہ کہتے تَهْوِي إِلَيْهِ (اور یہ کہ إِلَيْهِمْ کہا اور ضمیر جمع کی لائے کہ ان کی مراد ہم تھے) پس ہم ہیں خدا کی قسم دعائے ابراہیمؑ سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی اپنے دل میں ہمارا خیال رکھے ہوگا تو اس کا حج قبول ہے ورنہ نہیں اے قتادہ، جو شخص اس طرح ہوگا عذاب جہنم سے قیامت کے دن امان اور امن میں ہوگا (اور یہ آسائش وامان اس آیت کی مراد ہے) قتادہ نے کہا اسی دلیل سے میں بھی دوسری اس آیت کی سوائے اسی طرح کے جو (کہ آپؑ نے اس کی تفسیر فرمائی ہے) تفسیر نہیں کروں امامؑ نے فرمایا وائے ہو تم اے قتادہ قرآن کو تنہا وہ شخص سمجھتا ہے کہ جس کو خطاب ہوا ہے۔

(486)(239) امام باقرؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ (جبرائیلؑ) روح الامین نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس خدا کے علاوہ کسی کی خدائی نہیں ہے۔ جس وقت محشر میں مخلوق کو اکٹھا کیا جائے گا تو اولین وآخرین کو یہاں لایا جائے گا تو اس وقت جہنم کو ہزار مہار کے ساتھ لایا جائے گا اور ہر مہار کو سو ہزار (ایک لاکھ) فرشتے مضبوطی سے پکڑے ہوں گے اور اس کی بانگ ونالہ وفریادی ہوگی اور نالہ کرے گی کہ اگر خدا اس کے عذاب کو حساب کے ختم ہونے کے پیچھے نہ کیے ہوتا تو تمام کو

ہلاک کر دیتی پھر جہنم سے زبانہ وشعلہ نکلے گا کہ تمام خلائق کو چاہے نیک ہو گی چاہے بد تمام کو گھیر لے گا۔ اور اس وقت ہرگز کوئی بندہ خدا کے بندوں سے نہیں ہوگا یہاں تک کہ فرشتہ و پیغمبر فریاد کریں گے پروردگار مجھ کو (نجات دے) اور تنہا تم ہو کہ میں کہتا ہوں میری امت میری امت (کو نجات دے) پھر اس کے اوپر پل رکھ دی جائے گی کہ جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگی اور اس پل پر تین طاق (روکے رکھنے والی جگہ) ہوگی طاق پر پہلی امانت داری اور رحمت (محبت کرنا یا صلہ رحم) قرار رکھتا ہے اور دوسرے طاق پر نماز ہے اور تیسرے طاق پر حساب ہے کہ خود عالمین کا پروردگار کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے حساب کرے گا پس لوگوں کو اس پل سے گزرنے کی تکلیف ہوگی۔ پہلے ان کو بار رحمت اور امانت داری روکے گی اور اگر اس جگہ سے نجات پا جائیں گے تو پھر نماز ان کو روکے گی اور اگر اس جگہ سے بھی نجات پا جائیں گے تو اختتام اعمال عالمین کے رب پر ہے اور یہ ہے معنی اس خدا کے کلام کے کہ وہ فرماتا ہے ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ بے شک تمہارا پروردگار ضرور گھات میں (سورہ فجر آیت 14) اور لوگ پل صراط سے گزریں گے تو اس وقت ان کے پاؤں لرزیں گے اور آویزاں ہوں گے اور کبھی ایسا ہوگا کہ ان کے پاؤں اپنی جگہ پر قائم ہوں گے اور فرشتے ان کے اردگرد ہوں گے اور آواز دیں گے اے خدائے کریم اور اے خدائے بردبار درگزر کر اور چشم پوشی کر اور اپنے فضل سے ان کی طرف توجہ کر اور سالم رکھ اور اسی طرح جس طرح پروانہ آگ میں گرتا ہے گریں گے اور جب کوئی شخص خدا کی رحمت سے اس سے نجات پائے گا اور اسے دیکھے گا تو کہے گا سب تعریفیں اس خدا کی ہیں کہ نا امیدی کے بعد اپنے فضل و رحمت سے اس جگہ سے نجات دی بے شک ہمارا پروردگار معاف کرنے والا اور سپاس پذیر ہے۔

**دستور مسافرت!**...... (487) (240) ابو خالد کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا، خدا کے اس کلام کے متعلق کہ ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا﴾ تم نیکیاں کرنے میں سبقت کرو تم جہاں کہیں بھی ہو خدا تم سب کو لے آئے گا (سورہ بقرہ آیت 149) فرمایا مراد نیکیوں سے ولایت (اھل بیتؑ) ہے اور مراد اس خدا کے کلام سے کہ تم جہاں بھی ہو تم سب کو جمع کر دے گا اصحاب حضرت قائم کے ہیں جو تین سو دس (310) سے کچھ اوپر ہوں گے فرمایا اور یہ وہ ہیں خدا کی قسم ﴿أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ﴾ ایک گنے ہوئے گروہ کے آنے تک (سورہ ھود آیت 8) (کہ خدا نے سورہ ھود میں اس کا ذکر کیا) اور یہ ایک ساعت میں اس طرح جمع ہو جائیں گے جیسے فصل خریف کے بادلوں کے ٹکڑے (جمع ہو جاتے ہیں)

(488) (241) ھشام بن سالم کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا (سفر کے وقت) دو میں

جس وقت ٹھنڈک (کہ ھوا ٹھنڈی ہے) یعنی امداد کے ساتھ پسین کی راہ چلو میں ۔نے عرض کیا ان دو وقتوں میں حشرات نقصان دینے والوں سے ڈرتا ہوں فرمایا اگر کوئی ان سے تم تک پہنچے (روکنا) تمہارے لیے بہتر (ہوائی سفر ان دو وقتوں کے علاوہ) ہے اس سے کہ تم ضمانت کیے گئے ہو (مجلسیؒ کہتے ہیں یعنی حفاظت تم شیعوں کے کرنے کی غالباً خدا نے ضمانت دی ہے یا اس پر توکل اور اپنے کاموں کو اسی خدا کے سپرد کر دیتا ہے)

(489)(242) سکونی کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تم لوگوں کو رات میں سفر کرنا چاہیے کیونکہ زمین رات کو سمٹتی ہے (جب انسان رات کو گرمی کی تکلیف سے اور دن کو سورج سے سکون میں ہوتا ہے اور سفر میں خوشی زیادہ رکھتا ہے اور نتیجہ میں راہ پاتا ہے اور زیادہ تر راستہ طاقت کے ساتھ چلتا ہے)

(490) (243) حمران بن اعین کہتے ہیں میں نے امام باقرؑ سے عرض کیا لوگ کہتے ہیں ہمارے لیے شب کو (سفر کرنا) پیچیدہ ہے کیسے پیچیدہ ہوتا ہے فرمایا یہ قسم ہے اور لباس اپنے کو چکر دیتا ہے اسی طرح سے ہے۔

(491)(244) حماد بن عثمان کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا زمین رات کے آخری حصہ میں سمٹ جاتی ہے۔

(492)(245) ابوایوب خزار کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے سفر پر نکلنے کا ارادہ کیا تو خدا حافظ کہنے کے لیے امام جعفر صادقؑ کے پاس گئے تو فرمایا گویا کہ تم لوگ دوشنبہ (سوموار) کی برکت کو (سفر کے لیے) حاصل کرنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا ہاں فرمایا کیسا وہ دن تھا دوشنبہ (سوموار) کا دن زیادہ برا ہے وہ دن کہ جس دن ہمارے پیغمبرؐ ہم سے جدا ہو گئے اور وحی ہمارے درمیان سے چلی گئی دوشنبہ (سوموار) کے دن سفر کے لیے نہ نکلو سہ شنبہ (منگل) کے دن سفر کے لیے جاؤ۔

(493)(246) سلیمان بن جعفری کہتے ہیں کہ امام موسیٰؑ بن جعفرؑ نے فرمایا مسافر کے لیے سفر کرنے میں پانچ بد شگونیاں ہیں (کہ لوگ اس کو برا جانتے ہیں اور جیسا کہ آخر روایت میں اور دوسری روایات میں برا ہے تو توکل کرو اور صدقہ دو برائی دفع ہوگی) (1) کوا جب داہنے طرف سے تمہیں آواز دے اور اپنی دم کھول دے (2) کتا یا بھیڑیا جب مسافر شخص کو بھونکے اور دم پر بیٹھے ہو اور بھونکے اور پھر اٹھے اور بھونکے ایسا وہ تین بار کرے (3) اور ہرن جب انسان کے دائیں طرف سے آئے اور بائیں طرف کو چلا جائے (4) بعذ (الو) جب آواز نکالے (5) وہ عورت کہ جس کے سر کے بال سفید اور سیاہ ہوں وہ سامنے آجائے اور مادہ گدھی کان کٹی اور جو کوئی (سفر کے وقت تصادف) سے یا ان سے بد دل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ کہے ﴿اِعْتَصِمْتُ بِكَ يَارَبِّ مِنْ شَرِّ اَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ﴾ میرے پروردگار میں تیری حفاظت میں آتا ہوں اس شر سے بچنے کے لیے کہ جس کا خوف میرے دل میں ہے تو مجھے اس سے بچالے فرمایا تو خدا اس کو بچالے گا۔

**فضیلت شیعہ!......** (494)(247) عمرو بن مقدام کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بے شک ہمارے شیعوں کو زیورِ علم بردباری سے آراستہ کرتا ہے اور لباس علم و دانش ان کو پہناتا ہے جیسا کہ وجود خلقت آدمؑ سے پہلے ان کا علم رکھتے تھے۔

(495)(248) صباح بن سیابہ کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بے شک وہ شخص ہے کہ جو تم (شیعہ) کو دوست رکھتا ہے اور (بطور فضل اور روئے استدلال سے) تمہارے عقیدے کو نہیں جانتا ہے اور خدا (اس کو اسی دوستی کی وجہ سے) بہشت میں داخل کرے گا اور جو شخص تمہیں دشمن رکھتا ہے اور وہ بھی (صحیح) تمہارے عقیدے کو نہیں جانتا اور خدا اس کو (اس دشمنی کی وجہ سے) دوزخ میں داخل کرے گا اور ایک ایسا شخص ہے کہ اس کا نامہ اعمال بغیر اس کے کہ اس نے اعمال انجام دیئے ہوں (کار خیر سے)

جو پُر ہیں میں نے عرض کیا کیسے اس طرح ہوگا فرمایا ایک وہ گروہ ہے کہ جو ہمارے سامنے خاموش رہتا ہے جب وہ واپس پلٹ جاتا ہے تو اور ہماری پشت میں بدگوئی کرتا ہے اور جب اس کو دیکھتے ہیں تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں بس کرو کہ یہ شخص ہمارے شیعوں سے ہے اور ایک شخص ہمارے شیعوں سے ان سے درگزر کرتا ہے تو اس کی عیب جوئی کرتا ہے اور اس کے بارے میں برا بھلا کہتا ہے خدا ان کے مقابل میں اس شخص کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے یہاں تک کہ اس کا نامہ اعمال پُر ہو جاتا ہے بغیر اس کے کوئی عمل انجام دیا ہو۔

(496)(249) ابو خدیجہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے مجھ سے فرمایا فاصلہ تیرے گھر اور بصرہ کے درمیان کتنا ہے میں نے کہا کہ پانی کے رستہ سے پانچ دن کا ہے اگر ہوا (کشتی کے چلنے کے) موافق ہو تو بہتر ہوگا اور خشکی کے راستہ سے حدود آٹھ دن کا ہے فرمایا کون سا راستہ نزدیک ہے دوسرے راستے سے (یعنی شیعوں) کو دیکھنے کے لیے اور ان کے احوال کو دریافت کروں کیونکہ ناچار ہر انسان قیامت کے دن شاہد و گواہ لائے گا کہ اس کی دین داری کی وہ گواہی دے اور فرمایا مسلمان جس وقت اپنے برادر دینی سے ملاقات کرتا ہے تو اس کا دین زندہ ہو جاتا ہے اس صورت میں کہ وہ خدا کی یاد میں ہو۔

(497)(250) ربعی کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہمیں دوست نہیں رکھتا عرب و عجم سے مگر وہ شخص جو خاندان رکھتا ہو اور شریف ہو اور اصل اور بنیاد والا ہو اور دشمن نہیں رکھتا ہمیں ان سے اور وہ (یعنی عرب و عجم سے) سوائے اس شخص کے کہ جو پست خاندان و نسل ہو۔

**داستان طالوت!......** (498)(251) ابو بصیر کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا خدا کے اس کلام سے متعلق

﴿إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ﴾ بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارے لیے بادشاہ مقرر کیا ہے تو کہنے لگے کہ اس کو ہم پر حکومت کہاں سے ہو سکتی ہے حالانکہ ہم حکومت کے اس سے زیادہ حق دار ہیں فرمایا کہ نہ وہ سبط نبوت سے تھے اور نہ سبط مملکت سے فرمایا کہ ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ﴾ بے شک اللہ نے اس کو تم پر بزرگی دی ہے اور فرماتا ہے ﴿إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى وَآلُ هَارُونَ﴾ بے شک اس کے بادشاہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کا سکینہ اور آل موسیٰ وھارونؑ کا بقیہ موجود ہے اور فرشتے اس کو اٹھائے ہوئے آئیں گے اور خدا فرماتا ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ بے شک اللہ ایک دریا سے تمہاری آزمائش کرے گا جو اس میں سے پی لے گا وہ تو میرا نہیں ہے اور جو اسے نہیں چکھے گا پس وہ یقیناً میرا ہے (مگر وہ شخص جو صرف معمولی پیئے) پس اس میں سے پیا سوائے تین سو تیرہ (313) آدمیوں کے ان سے بعض کے لیے یہی تھوڑا کافی ہوا اور بعض نے بالکل نہ پیا اور جب دشمن کے آمنے سامنے ہوئے تو جنہوں نے خوب پیا تھا وہ کہنے لگے ﴿لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ﴾ آج تو ہم میں جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے اور وہ جنہوں نے بالکل ہی نہ پیا تھا کہنے لگے ﴿كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ بہت سے چھوٹے چھوٹے گروہ بڑے بڑے گروہوں پر خدا کے حکم سے غالب آگئے ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (سورۃ بقرہ آیت 245 تا 249) (یہ حدیث اور اگلی دو حدیثیں سورۃ بقرہ کی ان آیات کی تفسیر کے بارے میں جو داستان طالوت اور جالوت سے متعلق ہیں مفسرین کی نظر میں انتہائی اہمیت رکھتی ہیں اور قابل استفادہ ہیں لیکن فارسی زبان والے اور اردو زبان والے اس کے متعلق کامل واقفیت اور تفسیر اس قرآن کے واقعہ کی نہیں جانتے بہتر ہے کہ اس واقعہ کو سمجھنے کے لیے کتب تفسیر کی طرف رجوع کریں اس ضمن میں احادیث پڑھیں تو ان کے فائدے کے لیے بہتر ہے)

(499) (252) عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ

يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ﴾ بے شک اس کے بادشاہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کا سکینہ اور آل موسیٰؑ اور آل ہارونؑ کا بقیہ موجود ہے اور اس کو فرشتے اٹھالائیں گے فرمایا فرشتے اس کو گائے کی شکل میں اٹھائے ہوئے تھے (سورہ بقرہ آیت 247)

(500)(253) امام باقرؑ نے فرمایا ﴿أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ﴾ اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کا سکینہ اور آل موسیٰؑ و آل ہارونؑ کا بقیہ موجود ہے اور اس کو فرشتے اٹھالائیں گے (سورہ بقرہ آیت 247) فرمایا وہ الواح کی تختیاں تھیں کہ اس میں علم و حکمت ثبت شدہ تھی۔

مصاحبہ امام باقرؑ !....... (501)(254) ابو جارود کہتے ہیں امام باقرؑ نے مجھ سے فرمایا اے ابو جارود یہ (یعنی اہلسنت) حسنؑ و حسینؑ کے بارے میں تم سے کیا کہتے ہیں میں نے عرض کیا وہ ہماری بات کو کہ دو بزرگوار پیغمبرؐ کے بیٹے ہیں منکر ہیں فرمایا تم ان کے سامنے کون سی دلیل لاتے ہو عرض کیا کہ ہم خدا کا کلام جو عیسیٰؑ بن مریمؑ کے بارے خدا فرماتا ہے دلیل لاتے ہیں اور وہ فرماتا ہے ﴿وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ﴾ اور اس کی اولاد میں سے (یعنی نوحؑ کی نسل سے) داؤدؑ اور سلیمانؑ و یوسفؑ و موسیٰؑ، و ہارونؑ ہیں اور اسی طرح ہم نیکو کاروں کو جزا دیتے ہیں اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ (سورہ انعام آیت 83-84) کہ اس جگہ پر خدا نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کو نوحؑ کی نسل میں مقرر کیا اور قرار دیا (اور یہ کہ عیسیٰؑ کا نسب ان کی ماں مریمؑ کی طرف سے نوحؑ تک جاتا ہے۔

اور اس کا باپ نہ تھا پس اس آیت قرآنی سے دختر زادہ کو ان کا بیٹا کہا ہے) حضرتؑ نے فرمایا وہ اس جواب میں جو استدلال تم بیان کرتے ہو کیا کہتے ہیں، عرض کیا کہتے ہیں ممکن ہے کہ بیٹی کے بیٹے کو بیٹے میں شمار کیا جائے لیکن صلبی فرزند نہیں ہے فرمایا تم ان کے سامنے ان کی اس بات پر کیا دلیل لاتے ہو عرض کیا ہم ان کے لیے دلیل لاتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے (مباہلہ کے ہونے کے متعلق ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ﴾ (اے رسولؐ) ان سے کہہ دو کہ تم اپنے بیٹے لاؤ ہم اپنے بیٹے لاتے ہیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ ہم اپنی

عورتیں لاتے ہیں۔تم اپنے نفسوں کو لاؤ ہم اپنے نفسوں کو لاتے ہیں (سورہ آل عمران آیت 61) (کہ کہا تمام مفسرین کی مراد اس سے خود رسولؐ خدا کے بیٹوں کی ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں) حضرتؑ نے فرمایا اس استدلال کے سامنے تم سے کیا کہتے ہیں عرض کیا وہ کہتے ہیں بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کلام عرب میں کسی بیٹے کو خود اس مرد کی طرف نسبت دی جاتی ہے (اور کہا جاتا ہے اے فلاں کے بیٹے) اور دوسرا شخص خود اپنے آپ کو ان کی طرف نسبت دیتا ہے

اور کہتا ہے میرے بیٹے (مجاز کے طور پر) ابو جارود کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا اے ابو جارود ابھی میں کتاب خدا سے ایک آیت تم سے بیان کرتا ہوں کہ کوئی اس پر دلیل ہے کہ حسنؑ وحسینؑ رسولؐ خدا کی سلب سے ہیں اور کوئی اس دلیل کو سوائے کافر آدمی کے رد نہ کرے گا میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان وہ آیت کہاں ہے فرمایا وہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ﴾ تم پر تمہاری مائیں حرام ہیں اور تمہاری بیٹیاں حرام ہیں اور تمہاری بہنیں حرام ہیں یہاں تک کہ پہنچے کہ خدا فرماتا ہے ﴿وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ﴾ اور وہ عورتیں جو تمہارے بیٹوں کی ہیں کہ وہ تمہاری صلب سے ہیں (سورہ نساء آیت 23) پس اے ابو جارود ان سے پوچھو کہ کیا رسولؐ خدا کے لیے حلال ہے کہ وہ حسنؑ وحسینؑ کی عورتوں سے شادی کریں اگر وہ تیرے جواب میں کہیں گے کہ ہاں تو اس نے (مسلم) جھوٹ بولا ہے اور ھرز یہ کہا ہے اور اگر کہیں نہیں تو پس یہ دو بیٹے صلبی رسولؐ خدا کے ہیں

**جنگ احد!**......(502)(255) حسین بن ابو علا خفاف کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جس وقت رسولؐ خدا کے اصحاب جنگ احد کے دن رسولؐ خدا کو جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تو رسولؐ خدا نے ان کی طرف منہ کر کے کہنا شروع کیا تھا کہ میں محمدؐ ہوں میں رسولؐ خدا ہوں میں قتل نہیں ہوا ہوں اور نہیں مرا ہوں اس حالت میں فلاں اور فلاں نے ان کی طرف دیکھا اور آپس میں کہنے لگے اس حالت میں جبکہ ہم سب فرار کر چکے ہیں (اور شکست کھا چکے ہیں) ہم سے مذاق کیا جا رہا ہے اور کوئی شخص بھی آپؐ کے ساتھ ثابت قدم علیؑ وابو دجانہ وسماک بن خرشہ رحمہ اللہ کے نہ تھا رسولؐ خدا نے ابو دجانہ کو دعا دی تھی اور فرمایا اے ابو دجانہ تم واپس چلے جاؤ؛ میں اپنی بیعت کو تم سے اٹھا لیتا ہوں اور پھر علیؑ پس میں اس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے ابو دجانہ (نے جب اس بات کو رسولؐ خدا سے سنا) تو رسولؐ خدا کے سامنے بیٹھ گیا اور رونے لگ گیا اور کہنے لگا نہیں خدا کی قسم اور دوبارہ اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا نہیں خدا کی قسم میں اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت میں رکھتا ہوں اے رسولؐ خدا کیا میں اپنی زوجہ کی طرف جاؤں جو مر چکی ہے یا اپنے بیٹے

کی طرف جاؤں تو موت اس تک پہنچ جائے گی۔ یا گھر میں چلا جاؤں کہ جو ایک دن ویران ہو جائے گا یا مال کی طرف جو ختم ہونے والا ہے اور میری عمر ختم ہونے والی ہے رسولؐ خدا نے جب اس کی بات کو سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل اس کے حال سے پریشان ہو گیا (اور اس کو اجازت دی) اور ابو دجانہ نے اسی طرح جنگ کی یہاں تک کہ زخموں کی وجہ سے زمین پر گر گئے اور ان کے سامنے ان کے دوسری طرف علیؑ جنگ کرر ہے تھے اور جب ابو دجانہ اپنے پاؤں سے گرے تو علیؑ نے ان کو اٹھایا اور رسولؐ خدا کے پاس لے آئے اور آنحضرتؐ کے پاس لٹا دیا ابو دجانہ نے رسولؐ خدا سے عرض کیا اے رسولؐ خدا کیا میں نے اپنی بیعت کی وفا کر دی فرمایا، ہاں اور اپنی بات سے آپ کا دل گرم ہو گیا یہ وہ وقت تھا کہ جس وقت دشمن دائیں طرف سے رسولؐ خدا پر حملہ کرر ہے تھے اور علیؑ ان کو پیچھے بھگاتے تھے تو وہ دوبارہ بائیں طرف سے حملہ کرتے تھے اور علیؑ اس طرف سے بھی ان کو بھگاتے تھے اور لگاتار ہی ان کا یہی کام تھا یہاں تک کہ آپ کی تلوار تین ٹکڑے ہو گئی پس اس تلوار کو رسولؐ خدا کے پاس لائے اور رسولؐ خدا کے سامنے رکھ دی اور عرض کیا یہ میری تلوار ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہے یہ وہ دن تھا کہ پیغمبرؐ اسلام نے اپنی ذوالفقار ان کو عطا کی جب رسولؐ خدا نے علیؑ کے پاؤں کے اوپر نگاہ کی۔ اور دیکھا کہ جنگ کی وجہ سے کانپ لرز رہے ہیں تو اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور یہ حالت جو انہوں نے دیکھی اس کے متعلق عرض کیا پروردگار تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اپنے دین کو غالب کرے گا اور تو چاہے تو یہ امر تجھ پر دشوار نہیں ہے اس وقت علیؑ رسولؐ خدا کے پاس تشریف لے آئے اور کہا اے رسولؐ خدا میرے کانوں میں شدید آوازیں آرہی ہیں اور میں ان کو سن رہا ہو کہ کوئی یہ کہتا ہے اے حیزوم آگے بڑھ (اور حیزوم جبرائیل کے گھوڑے کا نام ہے) اور میں جس کو اپنی تلوار سے مارنا چاہتا ہوں (میں دیکھتا ہوں) کہ اس سے قبل میری تلوار اس تک پہنچے وہ مردہ زمین پر گر جاتا ہے حضرتؐ نے فرمایا یہ جبرائیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ ہیں جو فرشتوں کے ساتھ مدد کرنے کے لیے آئے ہیں اس وقت جبرائیلؑ سامنے آئے اور رسولؐ خدا کے ایک طرف کھڑے ہو گئے اور کہا اے محمدؐ بے شک یہ فداکاری بے نظیر ہے علیؑ جو تیرے ساتھ (مواسات) کر رہے ہیں رسولؐ خدا نے فرمایا، عَلِيًّا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ، بے شک علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں جبرائیلؑ نے کہا، اَنَا مِنْكُمَا، میں بھی تم دونوں میں سے ہوں اور اسی طرح سے دشمن بکھر گئے اور گریز کر گئے اور رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا یا علیؑ تم اپنی تلوار سے ان کا تعاقب کرو تا کہ وہ اپنی جگہ پر چلے جائیں۔ اور اگر دیکھو کہ اونٹوں پر سوار ہو گئے ہیں اور وہ گھوڑے کو لے جاتے ہیں تو سمجھنا (کہ وہ مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں) اور علیؑ کے تعاقب میں آئے اور دیکھا کہ وہ اونٹوں پر سوار ہو گئے اور ابو سفیان نے علیؑ کی طرف منہ کیا کہا اے علیؑ اب اور کیا چاہتے ہو یہ کہ ہم مکہ کی طرف جا رہے ہیں اور تم بھی اپنے صاحب کے پاس واپس جاؤ جبرائیلؑ نے مشرکین کے لشکر کا تعاقب کیا اور جب بھی ان کے گھوڑے کے سموں کی آواز کو سنا تند ہو گئے اور

جبرائیل بھی اسی طرح ان کے پیچھے تھے اور جب انہوں نے اپنی جگہ سے کوچ کیا تو کہتے کہ یہ لشکر محمد کا ہے جو آ رہا ہے اور ترتیب سے ابو سفیان (قائد مشرکین کے لشکر کا) مکہ آیا اور اس واقعہ کی اطلاع اھل مکہ کو دی اور ان کے پیچھے چوپائے اور حیزوم بھی پہنچا ہوا مکہ میں آ گئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم نے محمدؐ کے لشکر کو دیکھا (کہ جو پشت سر لشکر ابو سفیان میں تھا) اور جب بھی ابو سفیان نے کوچ لیا تو یہ ان کی جگہ پر آ کر قیام پذیر ہو گیا ان کے آگے آگے ایک شخص سرخ گھوڑے پر سوار تھا اور وہ تعاقب کر رہے تھے اور مکہ کے لوگوں نے بھی (ان کلمات کو سنا) تو انہوں نے ابو سفیان کی بھاگنے پر سرزنش اور ملامت کی اور توبیخ کی رسولؐ خدا اس حالت کہ جنگ کا پرچم علیؑ کے ہاتھ میں تھا اور حضرتؐ کے سامنے چلتے تھے اور احد سے (مدینہ کی طرف) چل پڑے۔ اور جب پرچم کا سرا نیچے ہوا تو لوگوں نے ان کو دیکھا تو علیؑ نے آواز دی اے لوگو یہ محمدؐ ہے وہ نہ مرے ہیں اور نہ قتل ہوئے ہیں پس وہی لوگ کہ جنہوں نے اس سے کہا تھا کہ یہ کہ ہم سے شکست کھائی ہے اور بھاگ گئے ہم سے مسخرہ کرتے ہیں کہا یہ علیؑ ہیں کہ پرچم ان کے ہاتھ میں ہے یہاں تک کہ رسولؐ خدا ان کے پاس آ گئے اور انصار کی عورتیں گھروں کے دروازوں پر آنحضرتؐ کو دیکھنے کے لیے آ گئیں اور ان کے مرد گھروں سے باہر نکل آئے اور آنحضرتؐ کے گرد جمع ہو گئے اور اپنے بھاگنے اور فرار کرنے سے عذر پیش کرنے لگے انہوں نے اپنے رسولؐ کے مارے جانے کی خبر سے، خود کو پریشان کر لیا تھا اور بالوں کو پریشان کر لیا تھا اور گریبان چاک کر کے اپنے سینوں کو مجروح کر لیا تھا (اس طور پر کہ اس کے نشان نہ دیکھے جائیں) اور دامن میں انہوں نے کمر باندھی تھی (اور اسی ترتیب سے مراتب) تاثر اور جب یہ خوشخبری سنی اور خورشید جمال نبوی عقبہ سے ظاہر ہوا تو ان کی جان میں جان آئی اور ان کی طرف دوڑ پڑے اور بہتر طریقہ سے ان سے بات کی اور ان کو حکم دیا کہ تم ان کو سلامتی کے ساتھ واپس بھیج دو کہ وہ گھروں میں جائیں اور فرمایا بے شک خدا نے جو وعدہ مجھ سے کیا تھا کہ وہ اپنے دین کو غالب کرے گا تمام دوسرے دینوں پر غالب کر دیا اور اس آیت کو بھی محمدؐ پر نازل کیا ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا﴾ محمدؐ سوائے رسولؐ کے کچھ نہیں ان سے پہلے بھی کئی رسولؐ گزر چکے ہیں (آئے اور چلے گئے) کیا اگر وہ مر جائے یا قتل ہو جائے تو تم پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو کوئی بھی پچھلے پاؤں پلٹے گا (دین سے پھر جائے گا) تو وہ خدا کو کوئی نقصان نہیں دے سکتا اور عنقریب خدا شکر کرنے والوں کو جزا دے گا (سورہ آل عمران آیت 144) (داستان جنگ احد کو ابن ھشام نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے اس کی دوسری جلد میں حالات ملاحظہ کر سکتے ہیں) روئے کتب سے دیگر اہلسنت نے مانند سیرت حلبیہ و کامل ابن اثیر اور تمام کتابوں میں انہوں نے نقل کیا ہے مشرکین کے حملہ کے وقت سوائے علیؑ و ابو دجانہ اور دوسرے چند لوگوں کے نہ رہے تو البتہ ابو بکر کا نام ان میں

نہیں ہے دوسروں نے فرار کیا ہے اور فرار کرنے والوں میں عثمان بن عفان اور عمر بن خطاب بھی تھے اور عثمان اس جگہ پر جس کا نام عوص تھا یا پہاڑ جس کا نام جعلب تھا چلے گئے تھے اور تین دن تک اس پر رہے اور عمر بن خطاب بھی جنگ سے فرار کر گئے تھے اور ابوبکر اس وقت جب رسولؐ خدا کو زخم ہوا نام نہ لیا گیا اور معلوم نہیں ہے کہ کہاں پوشیدہ تھے کیونکہ جنگ کے معرکہ میں سوائے رسولؐ خدا کے دفاع کرنے والوں اور کوئی نہ تھا کہ کھڑے ہوں تمام کی طرح کہ انہوں نے زخم کھائے تھے اور اسی طرح کوئی چھوٹے سے چھوٹا زخم بھی نہ لگا خود یہ ایک بڑی دلیل ہے اس پر کہ وہ بھی بھاگنے والوں میں تھے لیکن اہل سنت اس کی آبرو کی حفاظت کے لیے اس واقعہ میں ان کا نام نہ لیا گو کہ بعد ان سے بھی جیسا کہ مجلسیؒ ابن ابی حدید سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا سوائے چار یا چھ آدمیوں کے کوئی بھی اپنی جگہ پر باقی نہ رہا اور یہ تھے علیؑ طلحہ، زبیر ابودجانہ عبداللہ بن مسعود مقداد اور جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا (کہ ابوبکر کا نام اس میں شامل نہیں ہے) یہ تھا ملخص اہل سنت کے علما سے جو نقل کیا گیا ہے کہ البتہ تفصیل اس کی سیرت کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے شیعہ علیؑ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ابوبکر و عمر دو فرار ہونے والوں سے تھے اور بلکہ اسی طرح جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے جو سند کے اعتبار سے بھی معتبر ہے جب وہ آئے تو انہوں نے اسی طرح بات کی تھی جو سنی گئی)

## داستان صلح حدیبیہ!

……(503)(256) معاویہ بن عمار کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، جس وقت رسولؐ خدا غزوہ حدیبیہ میں سے مکہ کی طرف چلے تو اس وقت ماہ ذیعقد تھا اور میقات سے جہاں سے حاجی احرام باندھ لیتا ہے (لشکر کے ساتھ) احرام باندھا اور اسلحہ جنگ بدن پر کر لیا جب آنحضرتؐ کو خبر پہنچی تو خالد بن ولید کو مشرکین کی طرف بھیجا تا کہ ان کو واپس کر دیں فرمایا کہ ایک شخص کو میرے پاس لے آؤ جو ہم کو دوسرے راستہ سے لے چلے تو مسلمان مرد کو جو قبیلہ مزینہ سے یا جھینہ سے تھا آپؐ کے پاس لے آئے اور حضرتؐ نے اس سے پوچھا اور اس کو اپنا مورد پسند نہ دیکھا۔ اس وجہ سے پھر ایک دوسرے شخص کو طلب کیا انہوں نے ایک دوسرا شخص تلاش کیا وہ بھی قبیلہ مزینہ یا جھینہ سے تھا آنحضرتؐ کے پاس لے آئے اور جب اس سے بات کی تو اس شخص سے بات کی اور اسے اپنے ساتھ لیا یہاں تک کہ عقبہ میں پہنچے تو حضرتؐ نے فرمایا کون شخص ہے کہ جو وادی عقبہ کے اوپر جاتا ہے تا کہ خدا اس کے گناہوں کو معاف کر دے جیسا کہ بنی اسرائیل کے گناہوں کو معاف کیا اور ان سے فرمایا ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ﴾ اس باب میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ تا کہ خدا تمہارے گناہ معاف کر دے (سورہ بقرہ آیت 58) تو انصار یعنی اوس و خزرج نے اس پر پیشی لی اور اس کے اوپر چلے گئے اور یہ ایک ہزار آٹھ سو آدمی تھے اور جب حدیبیہ کے درہ پر گئے اور جب اس کو عبور کر کے دوسری طرف اترے تو ایک عورت کو دیکھا جو اپنے بیٹے کے ساتھ کنویں پر

کھڑی تھی اور جب اس کے بیٹے کی نظر اس لشکر محمدؐ پر پڑی تو وہ وہاں سے فرار ہو گیا اور جب اس عورت کو معلوم ہوا کہ یہ محمدؐ کے لشکر والے ہیں تو اس نے اپنے بیٹے کو پیچھے سے آواز دی یہ صابئہ ہیں (عربی وہ لوگ کہ جنہوں نے ان کے دین کو چھوڑ دیا ہو اور دوسرے دین میں آ گئے ہوں ان کو صابئہ کہتے ہیں) تو ان سے تمہیں کوئی آزار نہ پہنچے گا۔ رسولؐ خدا اس عورت کے پاس آئے اور اسے حکم دیا کہ ڈول سے پانی کنویں سے نکالو اور اس کے بعد اس نے پانی نکالا حضرتؐ نے اس سے پانی لیا اور پیا اور اپنے چہرے کو اس پانی سے دھویا اور اس سے جو باقی ڈول میں بچ گیا تھا اسے دوبارہ کنویں میں گرا دیا اور یہ کنواں رسولؐ خدا کے دست برکت سے آج تک بھی اسی طرح ہے اور پانی سے بھرا ہوا ہے رسولؐ خدا اس جگہ سے مکہ کی طرف چل پڑے اور قریش نے ابان بن سعید کو قریش کے سواروں کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس بھیجا اور انہوں نے رسولؐ خدا کے سامنے قیام کیا اس کے بعد حلیس کو (حلیس بن علقمہ یا حلیس بن زبان کہ جو رئیس احا مکہ کا ہوا تھا) بھیجا حلیس جس وقت آیا اور قربانی کے اونٹوں کو (جو رسولؐ خدا اپنے ساتھ لائے تھے تاکہ مکہ میں قربانی کریں) ان کو دیکھا (اثر طول زمانہ قربانی میں) کہ گرک ایک دوسرے کو کھلاتے ہیں تو رسولؐ خدا کے پاس نہ گئے اور اسی جگہ سے واپس ہوئے اور ابوسفیان سے کہا اے ابوسفیان خدا کی قسم ہم نے آپ کے ساتھ کوئی عہد نہیں کیا ہوا تھا کہ قربانی کے اونٹوں کو ان کی قربان گاہ سے واپس کر دیں گے ابوسفیان نے اس سے کہا خاموش رہو کہ تم عربی دیہاتی ہو (اور اس وضع و احوال کے متعلق تمہیں پتہ نہیں ہے) حلیس نے کہا خدا کی قسم یا چاہیے تھا محمد ﷺ کو آزاد مکہ میں آنے دیتے اور یا یہ کہ میں آحابیش کو قریش کا ساتھ دینے سے ایک طرف کرتا ہوں ابوسفیان نے کہا تم خاموش رہو تا کہ ہم محمدؐ سے عہد کر لیں قریش نے اس واقعہ کے بعد عروہ بن مسعود کو (جو قبیلہ ثقیف کا رئیس تھا اور طائف میں رہائش رکھے تھا) اسے رسولؐ خدا کے پاس بھیجا عروہ اس وقت مذاکرات کے لیے ان لوگوں کے بارے میں جن کو قتل کیا تھا وہ قریش کے پاس آیا اور قتل ہونے کا یہ واقعہ اس طرح تھا اس طرح تھا کہ وہ مغیرہ کے ساتھ تجارت کے لیے گیا تھا اور راستہ میں قتل کر دیا اور ان کے اموال کو اٹھا لیا اور رسولؐ خدا کے پاس (مدینہ میں) لے آیا اور آنحضرتؐ نے اس کے مال کو قبول نہ کیا کہ یہ لوگ خیانت سے اس مال کو لے آئے ہیں اور ہمیں اس کی ضرورت نہیں (جب کہ مغیرہ نے اس کو شراب پلائی اور حالت مستی میں اسے قتل کیا تھا) تا کہ اس کے اموال کو لے لے یہ (یعنی وہ لوگ کہ جو اسلام کے لشکر کے آگے تھے اور ضمناً مستحفظ قربانی کے اونٹ کے تھے) کسی کو رسولؐ خدا کے پاس بھیجا اور کہا کہ اے رسولؐ خدا، یہ کہ عروہ بن مسعود قریش کی طرف سے نمائندگی کرنے کے لیے آپؐ کے پاس آ رہا تھا اور وہ وہ شخص ہے کہ جو قربانی کے اونٹوں کا احترام کرتا تھا حضرتؐ نے فرمایا، ان کو اپنے سامنے چھوڑ دو اور انہوں نے اسی طرح کیا عروہ رسولؐ خدا کے پاس آیا اور کہا اے محمدؐ، کس کے لیے اور کس وجہ سے مکہ آئے ہو۔ رسولؐ خدا نے فرمایا، میں اس لیے آیا ہوں تا کہ خانہ کعبہ کا طواف کروں اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کروں اور ان اونٹوں کو قربانی کروں اور ان کا گوشت تمہارے لیے چھوڑ

دوں عروہ نے کہا، نہیں لات وعزیٰ کی قسم کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا ہوں نظر کرتا ہوں کہ تمہاری طرح (شخصیت، شرافت میں) جو یہ کام انجام دینے کے لیے اس جگہ پر آئے ہو واپس کرتا ہوں لیکن تیری قوم قریش خدا اور تیرے رشتہ داروں کو (کہ جو تیرے ساتھ ہیں) تمہیں یاد دلاتا ہوں اور تم سے چاہتا ہوں کہ بغیر اجازت ان کی اس سرزمین میں داخل نہ ہوں اور (اس ذریعہ سے) اپنے رشتہ داروں کو ان سے قطع نہ کریں اور دشمن کو ان پر غالب اور دلیر نہ کرو (اور اس بات سے چاہا تا کہ بلکہ رسولؐ خدا کو مکہ میں داخل ہونے سے واپس کردے لیکن) رسولؐ خدا نے فرمایا، کہ میں سوائے اس کام کے کہ مکہ میں داخل ہوں اور کچھ نہیں چاہتا عروہ بن مسعود اس وقت جب رسولؐ خدا سے گفتگو کر رہا تھا اپنے ہاتھ کو رسولؐ خدا کی داڑھی میں مارا اور مغیرہ بن شعبہ (جو اصلاح سے مسلمان ہوا تھا) اور رسولؐ خدا کے ساتھ ہی کھڑا تھا تو اس نے اس منہ پر ہاتھ مارا عروہ نے کہا۔ اے محمدؐ، یہ کون ہے فرمایا یہ تیرا برادر زادہ مغیرہ ہے عروہ نے (مغیرہ کی طرف منہ کیا) کہا اے خیانت پیشہ خدا کی قسم میں مکہ میں نہیں آیا سوائے تیرے خیانت آمیز کام کو توڑنے کے لیے پس عروہ قریش کے پاس واپس ہوا اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے کہا نہیں خدا کی قسم میں اصلاح نہیں جانتا ہوں مانند محمدؐ کے اور اس کے مکہ میں آنے کو اور اس کام کے انجام دینے کو جو اس نے چاہا ہے کہ ان کو روکا اور واپس کر دیا جائے ان لوگوں (قریش) نے اس بارے میں سہیل بن عمرو و حویطب بن عبدالعزیٰ کو رسولؐ خدا کے پاس بھیجا تو حضرتؐ نے حکم دیا جب ان کو آتے ہوئے دیکھا کہ قربانی کے اونٹ کو ان کے سامنے کردو جب یہ دونوں رسولؐ خدا کے پاس آئے تو انہوں نے کہا آپ کس مقصد کے یے یہاں تشریف لائے ہو فرمایا اس لیے آیا ہوں تا کہ خانہ کعبہ کا طواف کروں حج کروں اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کروں اور اونٹوں کی قربانی کروں اور ان کا گوشت تمہارے لیے چھوڑ جاؤں گا تو ان دونوں نے کہا بے شک تیری قوم تجھے خدا کے رحم وکرم کی قسم دیتی ہے کہ ان کی اجازت کے بغیر تم ان کے شہر اور سرزمین میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ اس کے نتیجہ میں رشتہ داروں سے قطع تعلق کریں اور دشمن کو ان پر غالب اور دلیر نہ بناؤ تو رسولؐ خدا نے ان کی بات کو بھی قبول نہ کیا اور پختہ ارادہ سے مکہ میں داخل ہونے کے متعلق ان سے بیان فرمایا اس واقعہ کے بعد رسولؐ خدا نے عمر کو طلب کیا (اپنی طرف سے نمائندگی کی غرض سے) تا کہ قریش کی طرف ان کو بھیجیں عمر (عذر خواہی کرتے ہوئے آئے) اور کہا اے رسولؐ خدا میرے قبیلہ والے کم ہیں اور میری وضع ان کے درمیان اس طرح ہے کہ جسے آپؐ خود جانتے ہیں (یعنی قریش کے درمیان میری کوئی شخصیت نہیں ہے) لیکن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عثمان بن عفان کی طرف متوجہ کرتا ہوں (اور اس کو اس کام کے انجام دینے پر مامور کریں وہ بہتر ہے) رسولؐ خدا نے ایک شخص کو عثمان کے پاس بھیجا اور اس سے فرمایا کہ اپنی قوم کی طرف کہ جو ان سے ایمان لائے ہیں جاؤ اور ان کو خوشخبری دو کہ مکہ کی فتح کا اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا عثمان روانہ ہو گئے اور راستہ میں ابان بن سعید سے ملاقات ہوئی اور ابان نے ان کا احترام کیا اور اپنے گھوڑے کی زین سے نیچے اتر آئے اور بیٹھ گئے اور عثمان کو

اپنے آگے سوار کیا اور مکہ میں آئے اور انہوں نے رسولؐ خدا کا پیغام پہنچایا سہیل (جو ابھی مسلمانوں کے درمیان تھا) اس جگہ پر تھا (یعنی مسلمان اس کی بیعت کریں اور عثمان کی حفاظت کریں) اور عثمان بھی مشرکین کے لشکر کے درمیان گرفتار ہو گئے تھے اس موقع پر رسولؐ خدا نے (فتح مکہ کے لیے) مسلمانوں سے بیعت لی اور عثمان اس جگہ پر حاضر و موجود نہ تھے تو اپنے ایک ہاتھ کو دوسروں کے ہاتھ میں دیا اس وقت مسلمانوں نے کہا کہ عثمان کا کیا کہنا کہ اس نے کعبہ کا طواف بھی کیا اور سعی صفا و مروہ بھی کی اور احرام سے باہر ہو گئے حضرتؐ نے فرمایا، (کہ وہ ہم سے پہلے) یہ کام نہ کریں گے اور جب عثمان واپس ہوئے تو رسولؐ خدا نے اس سے کہا کیا تم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا ہے عثمان نے کہا کیسے میں طواف کرتا اس وجہ سے کہ ابھی تو رسولؐ خدا نے طواف نہیں کیا ہے پھر اپنی داستان کو بیان کیا رسولؐ خدا (کہ اس موقع پر مصالحت کی وجہ سے مکہ جانے سے منصرف ہو گئے اور اس کو دوسرے اگلے سال پر موقوف کر دیا)

تو علیؑ سے فرمایا (کہ تم صلح نامہ کو لکھو اور اس کے شروع میں) لکھو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ سہارا اللہ کے نام کا جو سب کو فیض پہنچانے والا فیض رساں ہے سہیل (جو کہ قریش کی نمائندگی صلح نامہ میں رکھتا تھا) اس نے کہا میں نہیں جانتا ہوں کہ رحمان و رحیم کون ہے سوائے اس کے کہ شہر یمامہ میں ہے لیکن اس طرح کہ جیسے ہم لکھتے ہیں (خط کے آغاز میں) لکھو ﴿بِسْمِكَ اللّٰهُمَّ﴾ رسولؐ خدا نے فرمایا لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ (قرارداد) ہے کہ جو رسولؐ خدا کا سہیل بن عمرو سے منعقد اور طے پایا ہے سہیل نے کہا (اگر ہم آپ کو خدا کا رسولؐ جانتے) تو پس کس کے لیے تم سے جنگ اور لڑائی کرتے۔ حضرتؐ نے فرمایا، میں رسولؐ خدا ہوں اور میں محمد بن عبداللہ ہوں تمام مسلمان کہنے لگے کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہو فرمایا لکھو علیؑ (آنحضرتؐ کے حکم سے) لکھا یہ صلح نامہ ہے کہ جو محمد بن عبداللہ سے ہے تمام مسلمان کہنے لگے آپؐ خدا کے رسولؐ ہو اور اس صلح نامہ میں یہ لکھا تھا کہ (مشرکین کہتے ہیں) کہ جو شخص ہم سے تمہارے پاس آئے گا آپؐ اسے واپس کر دیں گے اور اس کو اپنا دین بدلنے کے لیے مجبور نہ کریں گے اور تم سے اگر کوئی شخص بھاگ کر ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے واپس نہ کریں گے رسولؐ خدا نے فرمایا ہم ایسے شخص کی (کہ جو تمہاری طرف بھاگ جائے) ضرورت نہیں رکھتے اور اس کے علاوہ (صلح نامہ جو مسلمانوں کی طرف سے تشکیل ہوا) یہ بھی تھا کہ خدا کی عبادت لوگ مکہ میں واضح و آشکار کریں گے اور پوشیدہ نہ کریں گے (اور امام جعفر صادقؑ نے اس مقام پر فرمایا، اس معاہدہ کے اثر میں کام کے کرنے کی آزادی مسلمانوں کی مکہ میں اس مقام تک پہنچی) مدینہ سے پردے مسلمانوں کے لیے مکہ میں پہنچے اور وہ لوگ ایک دوسرے کو ہدیے بغیر کسی خوف و ترس و وحشت کے بھیجتے اور ہرگز صلح نامہ سے ان کے لیے پربرکت کوئی اور چیز نہ تھی اور یہ کام اس جگہ پہنچا اور اتنا نزدیک ہوا کہ تمام لوگوں پر اسلام غالب آ جائے جو مکہ میں تھے کہ اسی کا ہو جائے (پس صلح نامہ کے تشکیل پانے سے قبل

امضاء ان کے ) سہیل بن عمرو نے اپنے بیٹے ابوجندل ( کہ جو مکہ سے بھاگ آیا تھا ) اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یہ پہلی چیز ہے جو اس اقرار نامہ میں کی گئی ہے ( یعنی قرارداد میں ابھی مجھے چاہیے کہ میں اس کو مکہ میں لے جاتا ہوں ) رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ؛ وہ اس وقت آیا تھا کہ ابھی صلح نہیں ہوئی تھی سہیل نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم اپنے عہد کو توڑنے والے تو نہ ہوئے تھے ( یعنی اگر ابھی صالح نامہ لکھنے میں نہیں آیا تھا مگر کیا تم وہی شخص نہ تھے کہ اس نے عہد نہ کیا تھا اگر زبانی ہی ہو توڑتے ہو ) اس طرح سے سہیل ابوجندل کو اپنے ساتھ لے آیا ابوجندل نے اپنا منہ رسولؐ خدا کی طرف کیا کہا اے رسولؐ خدا کیا آپؐ مجھے اس کے آگے جھکائے ہوئے ہو فرمایا میں نے تمہارے بارے میں تیری آزادی کی شرط نہیں کی تھی لیکن اس واقعہ کے بعد اپنے رب سے دعا کی اور کہا ابوجندل کے لیے خدایا وسعت پیدا کردے ( داستان صلح حدیبیہ کو ابن ھشام نے بطور تفصیل نقل کیا ہے اور اس کی تفصیل اس میں دیکھی جاسکتی ہیں )

(504)(257) فضل ابوالعباس کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے خدا کے اس کلام کے بارے میں ﴿أَوْ جَاؤُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَن يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ﴾ اور وہ جو کہ تمہارے پاس آئے ہیں اور ان کا سینہ آپؐ سے قتال کرنے یا اپنی قوم سے قتال کرنے سے تنگ ہو گیا ہے ( سورہ نساء آیت 90 ) فرمایا یہ آیت بنی مدلج کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ وہ رسولؐ خدا کے پاس آئے اور کہا اے رسولؐ خدا ہم دل تنگ ہو گئے ( اور ہم پر ناگوار ہے ) اس وجہ سے کہ ہم گواہی دیں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہو اور ہم نہ تو آپؐ کے ساتھ ہیں اور نہ ہی تجھ سے جنگ کریں گے اور نہ ہی اپنی قوم سے جنگ کریں گے کہ نہ ان کے ساتھ مل کر لڑیں گے راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا رسولؐ خدا نے اس طرح کرنیوالے کی نسبت کون سا عمل انجام دیا حضرتؑ نے فرمایا ان سے وعدہ کیا تا کہ اس کے بعد کہ عرب کے کاموں سے فارغ ہو جائیں یا اس وقت تک یہ اسی حال میں رہیں اور پھر ان کو اسلام کی دعوت دی اگر وہ قبول کر لیتے تو ہرگز ان سے جنگ نہ کرتے۔

**داستان قوم لوطؑ !......** (505)(258) ابو یزید حمار کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا خدا نے قوم لوط کے لیے فرشتے بھیجے جبرائیلؑ میکائیلؑ اسرافیلؑ کروبیلؑ اور یہ سب کے سب اپنے سروں پر عمامہ رکھے ہوئے تھے تو وہ راستہ میں حضرت ابراہیمؑ سے ملے اور ان کو سلام کیا اور ابراہیمؑ نے ان کو نہ پہچانا لیکن شکل وصیت بہت ان میں مشاہدہ کی اس وجہ سے کہا میں خود ان کی خدمت کروں گا اور وہ بڑے مہمان نواز تھے اور مہمانی کرنے والے تھے پس ان کے لیے ایک بچھڑا کافی چاقی بریاں کیا اور جب وہ پک گیا تو اس کو ان کے پاس لے کر آئے اور ان کے سامنے رکھ دیا لیکن اس وقت دیکھا کہ انہوں نے اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا جب اس طرح دیکھا تو ابراہیمؑ ان سے خوف کھانے لگے اور وہ

ان کے دل میں ہوگیا۔ جبرائیل نے جب اس طرح دیکھا تو سر سے عمامہ اتار دیا اور اپنے چہرے سے سامنے ہوئے اور اس وقت ابراہیمؑ نے ان کو پہچان لیا اور ان سے فرمایا کہ تم وہی ہی تو ہو جبرائیل نے کہا ہاں اس وقت ابراہیمؑ کی زوجہ سارہ اس جگہ سے گزاری تو جبرائیل نے اس کو اسحاقؑ کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی (یعنی وہ سارہ سے پیدا ہوگا) اور اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ کی نوید بھی ان کو دی اس وقت سارہ نے اسی بات کو کہ خدا اس کے قول کو نقل کرتا ہے (سورہ ھود آیت 72) اور اس نے بھی اس جواب کو کہ جو قرآن میں ہے کہا (آیت 73) ان کو وہ دیا ابراہیمؑ نے ان سے فرمایا کہ آپؑ کس لیے آئے ہو تو انہوں نے کہا قوم لوط کی ہلاکت کے لیے آئے ہیں فرمایا اگر ان میں سو آدمی مومن بھی ہوں تو ان کو ہلاک کر دو گے جبرائیلؑ نے کہا نہیں ابراہیمؑ نے کہا اگر پچاس آدمی ہوں کہا نہیں ابراہیمؑ نے کہا اگر تیس (30) آدمی ہوں کہا نہیں ابراہیمؑ نے کہا اگر بیس (20) آدمی ہوں کہا نہیں ابراہیمؑ نے کہا اگر دس آدمی ہوں کہا نہیں ابراہیمؑ نے کہا اگر پانچ آدمی باقی ہوں کہا نہیں ابراہیمؑ نے کہا اگر ایک آدمی باقی ہو کہا نہیں (اس وقت) ابراہیمؑ نے کہا لوطؑ ان کے درمیان موجود ہے انہوں نے جواب میں کہا کہ ہاں ہم اس کو زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ وہ ان کے درمیان موجود ہے ہم اسے اور اس کے خاندان کو نجات دیں گے سوائے اس کی عورت کے کہ وہ وہاں رہے گی پھر چلے گئے اور ابو محمد حسن عسکریؑ (نے اس جملے کے لیے جو توضیح بیان کی وہ حدیث کے آخر میں آئے گی) کیا ہے اس بات کے بعد ابراہیمؑ سفارش کرنے سے باز آ گئے سوائے اس کے کہ چاہا کہ ان کو موت سے بچا لینا اور ان کے زندہ رہنے کے لیے ان سے درخواست کی اور یہی معنی ہیں اس آیت کے کہ خدا فرماتا ہے (ابراہیمؑ کی اس حکایت کو) ﴿يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ﴾ انہوں نے ہم سے قوم لوطؑ کے بارے میں مجادلہ کیا (سورہ ھود آیت 74) فرشتے یہاں سے لوطؑ کے پاس چلے گئے اور وہ اس وقت زراعت کر رہے تھے جو علاقہ شہر کے نزدیک تھا اسی طرح وہ سر پر عمامے رکھے ہوئے تھے کہ آنحضرتؑ کو سلام کیا لوطؑ نے جب ان کو اس حالت میں اور ہیئت نیک میں اور عماموں میں اور سفید لباس میں دیکھا تو ان کو اپنے گھر جانے کے لیے کہا تو انہوں نے ان کی دعوت قبول کر لی پس لوطؑ آگے اور یہ ان کے پیچھے چلے راستہ کے درمیان میں کہ اس نے ان کو اپنے گھر کی جگہ بتائی تو پریشان ہو گئے اور دل میں خیال کیا کہ اب میں کیا کروں ان کو میں اپنی قوم کے پاس لے جا رہا ہوں اور ان کو اچھی طرح جانتا ہوں اس وجہ سے ان کی طرف منہ کیا اور کہا کہ بے شک تم بدترین خلق خدا کے پاس جا رہے ہو اور جبرائیلؑ نے (اس سے پہلے کہا تھا) کہ ہم ان لوگوں کو عذاب دینے کے لیے جلدی نہیں کرتے جب تک لوطؑ تین دفعہ ان کی برائی کی گواہی نہیں دے دیتے تو اس وقت جبرائیلؑ نے کہا یہ ایک دفعہ ہو گیا پھر لوطؑ راستہ چلنے لگے اور دیر کرنے لگے اور دوبارہ ان کی طرف منہ کیا اور کہا بے شک تم بدترین خلق خدا کے پاس آئے ہو جبرائیلؑ نے کہا یہ دو دفعہ کی گواہی ہے لوطؑ پھر راستہ چلنے لگے اور اسی طرح شہر

کے دروازہ پر پہنچے (تو تیسری دفعہ) ان کی طرف منہ کیا اور کہا کہ بے شک تم بدترین خلق خدا کے پاس آئے ہو جبرائیلؑ نے کہا یہ تیری گواہی ہے اس کے بعد لوطؑ شہر میں داخل ہوئے اور یہ بھی ان کے پیچھے داخل ہو گئے اور لوطؑ کی بیوی نے جب ان کو اس خوبصورتی میں دیکھا تو مکان کی چھت پر چڑھ گئی اور تالی بجائی تو لوگوں نے اس کی آواز کو نہ سنا اس وجہ سے وہ بام کے اوپر گئی اور دھواں کیا جب لوگوں نے دھویں کو دیکھا تو وہ لوطؑ کے گھر کے دروازے کی طرف آ گئے لوطؑ کی بیوی بام سے نیچے آئی اور ان سے کہا کہ اس وقت لوطؑ کے ساتھ ایسے لوگ ہیں کہ میں نے آج تک ان جیسا خوبصورت کسی کو نہ دیکھا ہے یہ لوگ اس کے گھر کے دروازے پر آ گئے اور چاہا کہ گھر میں داخل ہوں لوطؑ نے جب ان کو دیکھا تو ان کی طرف اٹھے اور کہا اے لوگوں، خدا سے ڈرو اور مجھے مہمانوں سے رسوا اور شرم سار نہ کروں کیا تمہارے درمیان کوئی عقل مند آدمی نہیں ہے یہ میری بیٹیاں ہیں جو تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں اور اس بات سے ان کو حلال طریقہ کی دعوت کی لیکن انہوں نے اس کے جواب میں کہا تم خود جانتے ہو کہ ہمیں تمہاری بیٹوں کی کوئی ضرورت نہیں اور تم خود ہی جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں لوطؑ نے کہا کاش میں تمہارے سامنے آنے کی طاقت رکھتا ہوں یا کسی مضبوط پناہ میں ہوتا جو شدید رکن ہوتا جبرائیلؑ نے کہا کہ کاش تم جانتے کہ تم اس وقت کس قدر طاقت رکھتے ہو وہ لوگ لوطؑ پر غالب ہوئے اور گھر میں داخل ہو گئے جبرائیلؑ نے آواز دی۔ اے لوطؑ، ان کو چھوڑ دو تاکہ اندر آ جائیں اور جب گھر میں داخل ہوئے تو جبرائیلؑ نے اپنی انگلیوں سے ان کی طرف اشارہ کیا تو ان کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی اور اندھے ہو گئے اور یہ معنی خدا کے اس کلام کے ہیں ﴿فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ﴾ اور ان کی آنکھیں اندھی ہو گئیں (سورہ قمر آیت 37) اس وقت جبرائیلؑ نے آواز دی ﴿إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ﴾ اے لوطؑ ہم خدا کی طرف سے تیری طرف بھیجے ہوئے ہیں اور یہ ہرگز تم تک نہ پہنچیں گے اور تم آج رات اپنے خاندان کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤ (سورہ ھود آیت 81) اور اس کے بعد جبرائیلؑ نے ان سے کہا ہم ان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے آئے ہیں لوطؑ نے کہا جبرائیلؑ جلدی کرو جبرائیلؑ نے کہا ﴿إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ﴾ ان سے وعدہ صبح کا ہے اور صبح قریب ہے اور اس ترتیب سے جبرائیلؑ نے ان کو حکم دیا تاکہ وہ خود اور ان کے عیال سوائے ان کی بیوی کے باہر نکل جائیں فرمایا، پھر جبرائیل نے ان کے شہر کو اپنے دو پروں سے اٹھا کر زمین کے سات طبقوں تک بلندی پر لے گئے اسی بلند کے اندازہ سے کہ اہل آسمان والوں نے ان کے مرغوں کی آواز کو سنا اور اسی جگہ سے اس شہر کو الٹ دیا اور خدا نے ان لوگوں پر اور ان لوگوں پر جو شہر کے نزدیک تھے پتھر سجیل کو برسا دیا جو باہم لپٹے ہوئے تھے۔ (مجلسیؒ نے جملہ وقال الحسن عسکری ابو محمد میں کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ لفظ عسکری طغیانی قلم نساخ سے ہوا ہے اور تفسیر عیاشی میں اور نیز جو کتاب طلاق میں ہے وہ بھی اس میں گزرا ہے حسن

بن علی سے ہے کہ بغیر لفظ ابو محمد اور اس رو سے ظاہر یہ ہے کہ مراد حسن بن علی فضال ہو اس ترتیب سے کہ وہ اثنائے اس حدیث میں تقسیم کو تفسیر و بیان سے بیان کرتا ہے اور کنیت اس کی بھی ابو محمد تھی اور متحمل ہے کہ جملہ وقال الحسن عسکری محمد بن یحییٰ سے ہو (جو کہ اس سند میں قرار رکھتا ہے) اور محمد بن یحییٰ نے اس تقسیم کو امام عسکریؑ سے اثنائے اس حدیث میں نقل کیا توضیح مطلب کے لیے ہے)

(506)(259) محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا، خدا کی قسم اس کام کو جسے حسنؑ بن علیؑ نے کیا (صلح معاویہ کے ساتھ اس کا فائدہ) اس امت کے لیے بہتر تھا اس سے کہ جیسے سورج ان پر روشن ہوتا ہے خدا کی قسم یہ آیت جو نازل ہوئی ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جن سے کہا گیا تھا کہ تم اپنے ہاتھوں کو جنگ کرنے سے روک لو اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو (سورہ نساء آیت 77)

مراد ان سے فقط اطاعت و فرمانبرداری امامؑ کی ہے لیکن (امام حسنؑ کے موار میں کہ لوگوں کو صلح و سازش سے بلایا تو انہوں نے ان کی ایک نہ سنی اور) جنگ کے طالب ہوگئے اور جیسا کہ امام حسینؑ کے بارے میں (اور آنحضرتؐ کے زمانہ میں) ان پر جنگ کرنا لکھ دیا گیا تو کہنے لگے اے ہمارے رب ہم پر جنگ و جدال کرنا کیوں مقرر کیا ہے کیوں ہم کو اس وقت تک مہلت نہ دی تا کہ آپ کی دعوت کو قبول کرتے اور رسولوں کی پیروی کرتے مراد ان کی اس تاخیر سے زمانہ ظہور قائمؑ کا تھا۔

**علم نجوم!......** (507)(260) معلّٰی بن خنیس کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے علم نجوم کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ صحیح ہے فرمایا، ہاں بے شک خدا نے مشتری کو شکل و صورت مرد میں زمین پر بھیجا اور اس مرد نے اسے عجم سے لیا اور علم نجوم کی اس کو تعلیم کی یہاں تک کہ اس نے اسے یاد کر لیا پھر اس سے کہا ابھی دیکھو کہ مشتری کہاں ہیں اس مرد نے کہا میں اس کو فلک میں نہیں دیکھتا اور نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے مشتری نے اس کو اپنے پاس سے دور کر دیا اور ہندوؤں کے ہاتھ کو پکڑا اور اس کی اسے تعلیم دی یہاں تک کہ اس نے اسے جان لیا وہ اس پر ختم ہوگیا اس وقت اس مرد نے سے کہا کہ ابھی دیکھو کہ مشتری کہاں ہیں اس مرد نے کہا کہ میرا حساب بتاتا ہے کہ تم مشتری ہو جب مشتری نے اس بات کو سنا تو آواز دی اور دنیا سے چلے گئے اور اس کا علم اس مرد کے خاندان میں وراثت کے طور پر رہا اس لیے علم اس جگہ سے مربوط ہے۔ (یہ حدیث البتہ سند کی نظر سے ضعیف ہے اور بعید نہیں ہے فرض صحت پر منظور کنایہ سے ہو اس سے کہ علم نجوم کو عجم نا طاقت ہیں کہ اچھی طرح درک کر سکیں لیکن اھل ھند اس کی طاقت رکھتے ہیں اور یہ علم ھند والوں کے پاس ہے منتھی روئے جہات و نظروں سے کہ جو ہم پر ابھی تک پوشیدہ ہے امامؑ نے اس مطلب کو اس صورت میں بیان فرمایا ہے جیسا کہ

اس کی نظیر دوسری جگہ پر دیکھی گئی ہے)

(508)(261) جمیل بن صالح نے اپنے خبر میں کہا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے نجوم کے بارے میں پوچھا فرمایا، اس کو کوئی نہیں جانتا سوائے اہلبیتؑ کے جو عرب سے ہیں اور وہ خاندان جو ھند کے لوگوں سے ہے۔

(509)(262) معلّی بن خنیس کہتے ہیں کہ اس وقت کہ جب سیاہ پوشان (ابو مسلم خراسانی کے طرف دار) ظاہر ہوئے ہیں بنی عباس کے ظاہر ہونے سے پہلے تو میں عبدالسلام بن نعیم اور سدیر اور دوسرے لوگوں کے خط امام جعفر صادقؑ کے پاس لے گیا کہ اس خط میں آنحضرتؑ کے لیے لکھا ہوا تھا کہ ہم آگے بڑھ رہے ہیں اور مقرر جانتے ہیں کہ یہ امر خلافت آپؑ تک پہنچ جائے کیا آپؑ خود اس میں نظریہ رکھتے ہو حضرتؑ نے اس خط کو زمین پر پھینک دیا اور فرمایا اف اف میں امامؑ ان کو نہیں چاہتا تھا کیا یہ نہیں جانتے ہیں کہ اس وقت (ہمارے خاندان میں خلافت آنے کو) کہ سفیانی قتل ہوگا (اور سفیانی کے ظاہر ہونے سے پہلے یہ امر محقق نہ ہوگا)۔

(510)(263) ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ سے اس کی تفسیر پوچھی ﴿فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ﴾ (یہ چراغ) ایسے گھروں میں ہے جن کی نسبت خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے (سورہ نساء آیت 36) فرمایا، کہ یہ گھر پیغمبروں کے ہیں۔

(511)(264) یحییٰ بن ابو علا کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا، زرہ رسولؐ خدا یعنی ذات الفضول کے دو حلقے آگے کو تھے اور دو حلقے نقرہ کے پیچھے کی طرف تھے اور یہی زرہ علیؑ نے جنگ جمل میں پہنی ہوئی تھی۔

(512)(265) یعقوب بن شعیب کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ علیؑ جنگ جمل میں کمر بند سیاہ اور سفید کمر پر باندھے تھے کہ جبرائیلؑ ان کو آسمان سے رسولؐ خدا کے لیے لائے تھے اور آنحضرتؐ ہر روز کہ جب وہ زرہ پہنتے تھے کہ اس کو اپنی کمر میں باندھ لیتے تھے۔

(513)(266) فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا عثمان نے مقداد سے کہا (کہ وہ اس پر تبلیغات کرتے تھے) کہ خدا کی قسم یا اس سے باز آجاؤ اور یا تم کو پروردگار کے پاس پہلے پہنچا دوں گا (یعنی تمہیں قتل کر دوں گا) اور جب مقداد کی موت آ گئی تو عمار سے کہا میری طرف سے عثمان سے کہو کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جو اپنے رب کی طرف جاتا ہوں۔

(514)(267) فضیل وعبید کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جب محمد بن اسامہ کی موت کا وقت آ گیا تو بنی ہاشم اس کے پاس گئے اور اس سے کہا تم قرابت محبت اور ہمارے مقام کو اپنے ہاں جانتا ہو اور میں ایک دین کو رکھتا ہوں اور اس پر ہوں اور پسند کرتا ہوں کہ تم کو پلٹا دیا اور اس عہد کو پورا کر دوں حضرت علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا خدا کی قسم کہ ایک سوم اس کا میں

عہد کرتا ہوں اور خاموش ہوا ہوں اور دوسرے لوگ بھی جو یہاں موجود تھے خاموش ہو گئے پھر علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا تمام اس دین کا عہد کرتا ہوں پہلی دفعہ کہتا ہوں ان تمام کی ضمانت کرتا ہوں سوائے اس کے کہ جو اس کو اچھا نہ سمجھے ان سے کہتا ہوں کہ اس نے مجھ پر پیشی کی ہے (اور اگر عہد نہیں کیا تھا تو ہم اس عہد کے کو ادا کرتے جو ہم نے کیا ہے)

(515)(268) ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا مادہ اونٹ رسولؐ خدا کا کہ جو قصوا کے نام سے معروف تھا اس طرح تھا کہ جب رسولؐ خدا اس سے اتر جائے تو اس کی مہار کو اس کی گردن میں ڈال دیتے اور اسے چھوڑ دیتے تھے وہ اونٹنی مسلمانوں کے پاس جاتی اور ہر شخص کوئی چیز اس اونٹنی کو دیتا اور زیادہ وقت نہ لگتا کہ وہ سیر ہو جاتی ایک دن اس اونٹنی نے اپنے سر کو چادر سمرہ بن جندب کے درمیان کیا اور اس نے (اس کے بجائے کہ اس کو خوراک دیتا) ڈنڈے کو اٹھایا اور اس کے سر پر مارا اور اس کے سر کو زخمی کر دیا یہ حیوان یہاں سے ایک طرف ہوا اور رسولؐ خدا کے پاس آ گیا اور سمرہ کی آنحضرتؐ سے شکایت کی۔

**مدت حمل عیسیٰؑ بمریمؑ !......** (516)(269) ایک شخص نے کہا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بے شک مریمؑ نو گھنٹے عیسیٰؑ سے حاملہ ہوئی اور ہر گھنٹہ ایک مہینے کے برابر تھا۔

(517)(270) عمر بن یزید کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ سے میں نے عرض کیا مغیرہ (جو پیروکار مغیرہ بن سعید بجلی جو منحرفین سے اور جھوٹ بولنے والا امام باقرؑ پر تھا) نے اس طرح خیال کیا کہ آج آئندہ رات میں شمار ہوگا فرمایا اس نے جھوٹ کہا ہے آج کا دن گزشتہ رات میں شمار ہوتا ہے بے شک لوگ بطن نخلہ میں چاند کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ماہ حرام داخل ہو گیا ( اور رات کے آنے سے پہلے حکم داخل ہونے چاند حرام کا نہیں کہتے اور اس وجہ سے ابتدا حساب کی دن سے اور چاند و سال کا رات سے ہے اور ہر دن مربوط گذشتہ رات سے ہوا ہے نہ آنے والی رات سے ہے)۔

**فضیلت شیعہ !......** (518)(279) عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسولؐ خدا کی خدمت میں تھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا، شیعہ خاص و خالص ہمارے خاندان سے ہیں عمر نے کہا اے رسولؐ خدا ان کی ہمیں معرفت کرائیں تا کہ ہم بھی ان کو پہچان لیں رسولؐ خدا نے فرمایا میں اس کی وضاحت تمہارے لیے بیان نہ کروں گا سوائے اس کے کہ تمہاری چاہت کی تمہیں خبر دوں پھر رسولؐ خدا نے فرمایا میں دلیل و راہنمائی خدا پر ہوں اور علیؑ دین کا مددگار ہے اور نور دینے والا اور وسیلہ راہنمائی اہل بیتؑ کا ہے اور اہل بیتؑ بھی چراغ ہیں کہ (تمام لوگ) ان سے کسب نور اور روشنی حاصل کرتے ہیں عمر نے کہا اے رسولؐ خدا، جب کسی شخص کا دل اس مطلب کے موافق نہ ہو (تو کیا ہوگا) رسولؐ خدا نے فرمایا دل کو اس جگہ پر نہ رکھے گا سوائے اس کے لیے کہ (جو اس مطلب کے ساتھ) وہ موافقت کرے اور یا ان کا مخالف ہو پس جب کسی کا

دل ہمارے خاندان کے موافق ہوگا وہ اہل نجات سے ہوگا اور جس کسی کا دل ہمارے خاندان کا مخالف ہوگا وہ اہل ہلاکت و نابودی سے ہوگا۔

(519)(272) قتیبہ اعشی کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا تم ہماری خاطر باپوں اور بیٹوں اور (اپنی) بیوی سے دشمنی کرتے ہیں اور اس کے بدلنے میں تمہاری جزا خدا پر ہوگی اور جان لو کہ زیادہ ضرورت مند وقت تمہارا (ولایت اور ہماری دوستی) اس وقت ہے کہ جان اس جگہ پر پہنچے اور ہاتھ سے اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا۔

(520)(273) سعید بن یسار کہتے ہیں میں اور حارث بن مغیرہ نصری اور منصور صیقل نے امام جعفر صادقؑ سے ملاقات کی اجازت چاہی تو حضرتؑ نے وعدہ ملاقات کا ہمیں دیکھنے کا طاہر نوکر کے گھر میں قرار دیا ہم نے نماز عصر کو پڑھا اور اس جگہ پر گئے تو ہم نے دیکھا کہ آنحضرتؑ ایک تخت پر کہ جس کا فاصلہ زمین سے نزدیک تھا کیے ہیں ہم ان کے گرد بیٹھ گئے پس آنحضرتؑ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کو تخت سے لمبا کر دیا اور پاؤں کو زمین پر رکھ دیا پھر فرمایا حمد اس خدا کی کہ جو لوگ دائیں اور بائیں چلتے ہیں سارے مرجیہ ہو گئے اور ایک گروہ خوارج ہو گیا اور ایک گروہ قدریہ اور تمہیں ترابیہ کا نام دیا ہے۔ پھر اپنے دائیں ہاتھ کو بلند کیا فرمایا جانتے ہو کہ خدا کی قسم کہ وہ (یعنی حقیقت دین و ایمان) نہیں ہے سوائے خدا واحد کے کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس کا رسولؐ اور اہل بیتؑ اور ان کے شیعہ **كَرَّمَ اللّٰهُ وُجُوْهَهُمْ** ہیں اور جو کوئی اس کے علاوہ ہوگا وہ کوئی چیز نہیں ہے اور خدا کی قسم علیؑ رسولؐ خدا کے بعد لائق ترین آدمی تھے لوگوں کی سرپرستی اور راہنمائی کرنے میں اور اس کلام کو تین بار کہا۔

(521)(274) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بے شک وہ فرشتے آسمان دنیا میں ہیں وہ ایک آدمی کے ساتھ دو آدمی کے ساتھ تین آدمی کے ساتھ کہ (جو بیٹھے) فضیلت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیان کرے تو سر نکالتے ہیں اور ایک دوسرے سے کہتے ہیں کیا تم ان کو نہیں دیکھتے ہو کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بہت کم ہیں اور ان کے دشمن بہت زیادہ ہیں (چسان) فضیلت آلؑ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیان کرتے ہیں اور ایک گروہ فرشتوں کا ان سے کہتا ہے کہ یہ خدا کا فضل و کرم ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور خدا اکرم اور بزرگی رکھتا ہے۔

(522)(275) عمر بن حنظلہ کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اے عمر ہمارے شیعوں کے ساتھ (سخت کام اور اسرار و رموز ہمارے کو) تحمل نہیں کرتے ہو اور ان سے مدارا کرو کیونکہ لوگ کمزور ہیں کہ اس کو اٹھانے کی طاقت رکھیں جس کے اٹھانے کی تم طاقت رکھتے ہو۔

(523)(276) حسین جمال کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا خدا کے اس کلام سے متعلق ﴿رَبَّنَا اَرِنَا

﴿اَلَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ﴾ (سورہ فصلت سجدہ آیت نمبر ۲۸) (وہ لوگ جو کافر ہو گئے کہیں گے) پروردگاران دو آدمیوں کو کہ جنہوں نے ہمیں گمراہی میں گرایا ہے جن وانس سے ہمیں ان کا نشان دے تا کہ ان کو اپنے پاؤں کے نیچے رکھ دیں تا کہ وہ پست ہو جائیں فرمایا مراد وہ دو ہیں پھر فرمایا اور فلاں شیطان تھا (مراد ان دو سے ابوبکر و عمر ہیں اور مراد فلاں سے بھی ابوبکر ہے اور ہو سکتا ہے عمر ہو جیسا کہ مجلسیؒ اور دوسروں نے کہا ہے)۔

(524)(277) سورہ بن کلیب کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اس آیت سے متعلق ﴿رَبَّنَا اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ﴾ (سورہ فصلت سجدہ آیت نمبر ۲۸) (وہ لوگ جو کافر ہو گئے کہیں گے) پروردگاران دو آدمیوں کو کہ جنوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا جن وانس سے اس کا ہمیں نشان دے تا کہ ان کو اپنے پاؤں کے نیچے رکھ دیں اور وہ پست ہو جائیں فرمایا اے سورہ خدا کی قسم ہم خدا کے خزینہ دار آسمان میں ہیں اور ہم ہی زمین بھی اس کے خزانہ دار ہیں۔

(525)(278) سلیمان جعفری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ یا حضرت رضاؑ) سے سنا اس خدا کے کلام کے متعلق ﴿اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ﴾ جس وقت وہ دن کو خدا کی رضا کے خلاف بات کرتے ہیں (سورہ نساء آیت 108) فرمایا مراد اس سے فلاں اور فلاں وابو عبیدہ بن جراح ہیں۔

(526)(279) عبداللہ بن نجاشی کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے خدا کے اس کلام سے متعلق سنا ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا﴾ یہ وہ لوگ وہی ہیں کہ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اسے اللہ جانتا ہے پس تم بھی ان سے منہ پھیر لو اور ان کو نصیحت کرو اور ان کی ذات کے بارے میں ان سے برمحل بات کرو (سورہ نساء آیت 63) فرمایا مراد خدا کی قسم فلاں وفلاں ہے (اور بعد کی آیت میں) ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اسی لیے کہ حکم خدا کے بموجب اس کی اطاعت کی جائے اور اگر یہ لوگ اسی وقت جب کہ انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا تمہارے پاس آجاتے اور اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے بخشش طلب کرتا تو یہ ضرور اللہ کو توبہ قبول

کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے (سورہ نساء آیت 64) فرمایا خدا کی قسم مراد پیغمبرؐ و علیؑ ہے کہ جوان کے سامنے (آتے ہیں اور) اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں یعنی اے علیؑ، اگر یہ تیرے پاس آجائیں اور اپنے گناہوں کی خدا سے مغفرت طلب کریں اور پیغمبرؐ نے بھی ان کے لیے مغفرت طلب کی تھی تو لازمی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے (اور اس آیت کے بعد) ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَضَيْتَ﴾ ایسا نہیں ہے تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ (کبھی) مومن نہ ہوں گے جب تک کہ ان جھگڑوں میں جوان کے مابین پڑے ہیں تم کو حاکم نہ بنالیں (سورہ نساء آیت نمبر ۶۵) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا مراد ان کے درمیان جو اختلاف تھا وہ یہی علیؑ تھے پھر جو کچھ تم فیصلہ کردو اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں یعنی اے رسولؐ خدا تیری زبان سے یعنی ولایت علیؑ کے بارہ میں، وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا، اور اس کو اس طرح تسلیم کرلیں جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے یعنی تسلیم کرنا خلافت و ولایت علیؑ کا ہے۔

**خواب کی تعبیر !**...... (527)(280) معمر بن خلاد کہتے ہیں میں نے ابوالحسنؑ سے سنا انہوں نے فرمایا بعض دفعہ میں خواب میں دیکھتا ہوں اور میں خود ہی اس کی تعبیر کرتا ہوں اور خواب کی جس طرح تعبیر ہوتی ہے اسی طرح ہوتا ہے۔

(528)(281) حسن بن جہم کہتے ہیں میں نے ابوالحسنؑ سے سنا انہوں نے فرمایا خواب کی تعبیر کے مطابق ہوتا ہے میں نے عرض کیا ہمارے بعض اصحاب بیان کرتے ہیں کہ خواب بادشاہ (مصر کا کہ خدا نے اس کے واقعہ کو سورت یوسف میں بیان کیا ہے) خوابوں سے پریشان (اور بے تعبیر) ہوا تھا (اور تعبیر کی خاطر حضرت یوسفؑ کو بلایا اور انہوں نے تعبیر کی تھی جو واقعہ ہوئی تھی) حضرت ابوالحسنؑ نے فرمایا ایک عورت نے رسولؐ خدا کے زمانہ میں خواب دیکھا؛ کہ اس کے گھر کا ایک ستون ٹوٹ گیا پس وہ رسولؐ خدا کے پاس آئی اور اپنے خواب کو بیان کیا رسولؐ خدا نے فرمایا تیرا شوہر خوشی کی حالت میں سفر سے آئے گا اور اس عورت کا شوہر سفر پر گیا ہوا تھا اور جیسا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا تھا وہ سفر سے واپس آیا دوسری دفعہ پھر اس کا شوہر سفر پر گیا اور اس عورت نے خواب میں دیکھا کہ اس کے گھر کا ستون ٹوٹ گیا اس دفعہ اس نے ایک مرد کو بائیں طرف اور شوم کو دیکھا اور اپنے خواب کو اس سے بیان کیا اس مرد بدفطرت نے اس سے کہا تیرا شوہر مر جائے گا یہ خبر رسولؐ خدا تک پہنچی فرمایا کیوں اس مرد نے اس عورت کو اچھی تعبیر نہ بتائی۔

(529)(282) جابر بن یزید کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا بے شک مومن کا خواب (پرندے جیسا

ہے) زمین و آسمان کے درمیان اپنے صاحب کے سر پر بال کھولتا ہے یہاں تک کہ اس وقت وہ خود ہی اس کی تعبیر کرے یا دوسرا کوئی خود اس کی طرح اس کے لیے تعبیر کرے اور جب تعبیر ہو جاتی ہے تو وہ زمین پر آ جاتا ہے پس اپنے خواب کو سوائے عقل مند کے کسی سے بیان نہیں کرتا۔

(530)(283) ابو بصیر کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خواب کو بیان نہیں کرنا چاہیے سوائے اس شخص مومن کے جو حسد و ستم سے دور ہو۔

(531)(284) ایک شخص نے کہا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا کے زمانے میں ایک شخص تھ کہ اسے ذوالنمرہ کہتے تھے اور شکل میں سب سے برے مردوں سے تھا اور اس وجہ سے اس کو ذوالنمرہ کہتے تھے نیز اس کے لیے یہی برائی تھی (جیسا کہ نمرہ لغت میں بمعنی لکواہی صورت ہے کہ اس میں رنگ نہ ہو) پس وہ شخص رسولؐ خدا کے پاس آیا عرض کیا اے رسولؐ خدا مجھے خبر دیں کہ خدا نے کون سی چیزیں مجھ پر واجب کی ہیں رسولؐ خدا نے فرمایا تم پر سترہ (17) رکعت نماز کو ہر رات و دن میں واجب کیا ہے اور ماہ رمضان کا روزہ اگر اس کو پالو (اور زندہ رہو تو) اور حج کو اگر تم میں اس کی طرف جانے کی استطاعت آ جائے اور زکوۃ کو اور اس کی وضاحت اس کے لیے بیان کی اس شخص نے کہا قسم ہے اس خدا کی کہ جس نے تجھے حق کے ساتھ نبوت میں مبعوث کیا ہے میں نے اپنے پروردگار سے زیادہ اپنے پر کہ جو کچھ اس نے مجھ پر واجب کیا ہے کوئی کام انجام نہ دوں گا پیغمبرؐ نے فرمایا، کیوں اے ذوالنمرہ عرض کیا اس وجہ سے اس نے مجھے اس قدر بد صورت پیدا کیا ہے پس اسی حالت میں جبرائیلؑ پیغمبرؐ پر نازل ہوئے اور عرض کیا۔ اے رسولؐ خدا بے شک تیرا پروردگار تمہیں حکم دیتا ہے کہ ذوالنمرہ کو میری طرف سے سلام پہنچا دو اور اس سے کہو کہ تیرا رب فرماتا ہے کہ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ قیامت کے دن تمہیں جبرائیلؑ کی خوبصورتی میں محشور کروں گا رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا اے ذوالنمرہ یہ جبرائیل ہے کہ وہ مجھے حکم دیتا ہے کہ تجھے اس کا سلام پہنچاؤں اور تیرا رب تم سے فرماتا ہے کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ میں تجھے (قیامت کے دن) جبرائیلؑ جیسے خوبصورتی میں محشور کروں گا ذوالنمرہ نے کہا پروردگارا میں اس سے راضی ہوں اور مجھے تیری عزت کی قسم میں بھی اس کے عوض تیرے لیے (اعمال اس قدر اندازہ) اضافہ زیادہ کروں گا کہ تو مجھ سے خوش ہو جائے گا۔

**اس شخص کا قصہ جسے عیسیٰؑ نے زندہ کیا!**...... (532)(285) ابان بن تغلب وغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ کیا عیسیٰؑ بن مریمؑ نے کسی شخص کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا کہ اس نے یہاں کھانا کھایا ہو اور رزق پایا ہو اور اس کی دوبارہ عمر میں اس کا کوئی بیٹا پیدا ہوا ہو فرمایا ہاں عیسیٰؑ کا ایک دوست اور رفیق تھا جو دین و

عقیدہ میں خدا کے لیے برادر (دینی) میں شمار ہوا تھا اور عیسیٰؑ (اس کے ساتھ آتے تھے) اور جب بھی اس کے گھر کے پاس سے گزرتے تو اس کے گھر جاتے تھے یہاں تک کہ وہ کافی مدت تک ان سے دور رہا اور اس کے بعد اس کا پتہ کرنے کے لیے چلے گئے تا کہ اس کو جا کر سلام کریں جس وقت وہ اس کے گھر میں گئے تو اس کی ماں گھر سے باہر آئی عیسیٰ نے اس مرد کا حال ان سے پوچھا اس کی ماں نے کہا۔ اے خدا کے رسولؐ وہ دنیا سے چلے گئے ہیں عیسیٰؑ نے فرمایا، کہ تم چاہتی ہو کہ تم اس کو دیکھو اس نے عرض کیا ہاں عیسیٰؑ نے فرمایا جب کل ہوگا تو میں تیرے پاس آؤں گا اور خدا کے اذن سے اس کو تیرے لیے زندہ کروں گا جب کل آگیا تو اس عورت کے پاس آئے اور اس سے فرمایا مجھے اس کی قبر پر لے جاؤ وہ عورت آنحضرتؑ کے ساتھ اس مرد کی قبر پر آئے اور عیسیٰؑ اس جگہ پر کھڑے ہو گئے اور خدا کی بارگاہ میں دعا کی قبر شگافتہ ہوئی اور اس عورت کا بیٹا زندہ اس قبر سے باہر آگیا اس وقت ماں اور بیٹے کی آنکھیں ایک دوسرے پر پڑیں تو رونے لگ گئے عیسیٰ کو ان دونوں کے حال پر رحم آیا اور اس وجہ سے اس مرد سے فرمایا کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم اپنی ماں کے ساتھ اس دنیا میں زندگی گزارو عرض کیا۔ اے خدا کے پیغمبرؐ کیا مجھے روزی اور خوراک ملے گی اور عمر (یعنی کچھ مدت) عیسیٰؑ نے فرمایا خوراک و روزی اور مدت معین ملے گی اور تم بیس (20) سال تک رہو گے اور اس مدت میں شادی کرو گے اور صاحب اولاد بھی ہو گے عرض کیا اس طرح سے ہاں (میں چاہتا ہوں زندہ رہوں) پس حضرت عیسیٰؑ نے اس مرد کو اس کی ماں کے حوالے کیا اور اس نے بیس (20) سال عمر پائی اور عورت سے شادی کی اور بچہ دار بھی ہوا۔

(533)(285) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اس خدا کے کلام کے متعلق کہ خدا فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ﴾ اور جو کوئی اس جگہ پر (یعنی مسجد الحرام میں) تجاوز کرنے اور ظلم کرنے کا ارادہ کرے گا (تو اس کو دردناک عذاب چکھایا جائے گا) (سورہ حج آیت 25) فرمایا، جو کوئی اس جگہ پر غیر خدا کی عبادت کر یا غیر اولیاءٔ خدا کو دوست رکھے گا اس طرح کا شخص تجاوز کرنے والوں میں ہوگا اور خدا پر ہے کہ اس کو اپنا دردناک عذاب چکھائے

(534)(286) سلام بن مستنیر کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا خدا کے اس کلام کے متعلق کہ خدا فرماتا ہے ﴿الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ﴾ وہ لوگ کہ جن کو ان کے گھروں سے ناحق باہر نکال دیا گیا اور بغیر سبب کے سوائے اس کے کہ وہ کہتے تھے پروردگار ہمارا خدا ہے (سورہ حج آیت 40) فرمایا، یہ آیت رسولؐ خدا اور علیؑ و حمزہؓ و جعفرؓ کے بارے میں نازل ہوئی اور حسینؑ کے بارے میں بھی جاری ہے (یعنی آنحضرتؑ بھی اس آیت میں شامل ہیں)

(535)(288) یزید کناسی کہتے ہیں امام باقرؑ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ خدا فرماتا ہے ﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا﴾ اس دن کہ جس دن خدا رسولؑ کو جمع کرے گا اور کہے گا کیسے انہوں نے قبول کیا پیغمبرؑ کہیں گے ہم کوئی چیز نہیں جانتے (سوہ مائدہ آیت 109) فرمایا یہ آیت تاویل رکھتی ہے فرمایا کیسے انہوں نے قبول کرلیا اوصیاء کے بارے میں کہ اپنے بعد امتوں پر خود ان کو جانشین کرلیا فرمایا یہ کہیں گے ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے ہمارے بعد کیا کیا ہے۔

## علیؑ کے اسلام اور ہجرت کا ذکر!......

(536)(288) سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ میں نے علیؑ بن حسینؑ سے پوچھا کہ علیؑ بن ابی طالبؑ جس دن مسلمان ہوئے تھے تو ان کی عمر اس وقت کیا تھی حضرتؑ نے فرمایا، مگر انہوں نے کفر کب کیا تھا (کہ تم ان کے مسلمان ہونے کے بارے پوچھتے ہو) بے شک جس دن خدا نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت کے ساتھ مبعوث کیا تو اس وقت علیؑ کی عمر دس سال کی تھی اور اس دن بھی وہ کافر نہ تھے لیکن بظاہر خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور لوگوں سے تین سال قبل خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور نماز پڑھی اور وہ پہلی نماز جو علیؑ نے رسولؐ خدا کے ساتھ ادا کی وہ ظہر کی نماز تھی دو رکعت تھی اور خدا نے نماز کو مسلمانوں کے لیے کہ جو مکہ میں تھے یہ اسی طرح دو رکعت دو رکعت واجب کی تھی اور رسولؐ خدا بھی مکہ میں دو رکعت پڑھتے تھے اور علیؑ بھی آنحضرتؐ کے ساتھ دس سال مکہ میں رہے اور دو رکعت پڑھتے رہے یہاں تک کہ رسولؐ خدا نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور علیؑ کو کاموں کے انجام دینے کے لیے کہ ان کے سوا کوئی اس کی طاقت نہیں رکھتا تھا کہ وہ انجام دے اس لیے مکہ میں ہی رہے اور رسولؐ خدا مکہ سے اول ماہ ربیع الاول کو باہر نکلتے تھے کہ جو مقررہ تھا وہ جمعرات کا دن تھا اور آنحضرتؐ کی بعثت کا تیرھواں سال تھا اور مدینہ میں بارہ ربیع الاول ظہر کے وقت قبا میں اترے تھے اور نماز ظہر و عصر کو دو رکعت پڑھا پھر اسی طرح قبا میں علیؑ کے آنے کا انتظار کیا اور پانچوں نمازوں کو دو رکعت دو رکعت پڑھا اور عمرو بن عوف کے گھر میں داخل ہوئے اور دس دن سے زیادہ وہاں پر مقیم رہے۔ ان ہی کے پاس رہے انہوں نے آنحضرتؐ سے کہا اگر آپؐ اسی جگہ پر رہتے ہیں تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہائش کے لیے گھر اور مسجد بناتے ہیں اور آنحضرتؐ نے ان کو جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں علیؑ بن ابی طالبؑ کے آنے کا انتظار کر رہا ہوں اور اسے حکم دیا کہ وہ جلد ہی میرے پاس پہنچ جائیں جب تک وہ نہیں آجاتے میں کہیں قیام نہ کروں گا اور وہ انشاءاللہ جلد ہی آجائیں گے اور اسی طرح آنحضرتؐ عمرو بن عوف کے گھر میں تھے کہ علیؑ مکہ سے آگئے اور اسی پر داخل ہوئے اور رسولؐ خدا اس کے بعد کہ علیؑ آگئے قبا سے محلہ بنی سالم بن عوف میں آئے اور علیؑ بھی ان کے ساتھ تھے اور جب یہاں سورج طلوع ہو رہا تھا تو وہ جمعہ کا دن تھا تو رسولؐ خدا نے اس محلّے کے لوگوں کے لیے مسجد کا نقشہ کھینچا اور اس کا قبلہ معین کیا

اور نماز جمعہ کی دو رکعت کو اس جگہ پر پڑھا اور دو خطبے بھی نماز کے لیے قائم کیئے پھر اسی دن اسی اونٹ کے ذریعہ جس پر مکہ سے یہاں آئے تھے مدینہ کی طرف چل پڑے اور علیؑ بھی آنحضرتؐ کے ساتھ تھے اور ان سے جدا نہ ہوتے تھے اور ان کے قدم سے قدم ملا کر چلتے تھے اور رسولؐ خدا بھی ہرگز ایک شخص کو بھی جو انصار کے قبیلوں سے ان کے راستہ پر آئے ہوئے تھے نہ ملتے تھے وہ صرف استقبال کے لیے آئے تھے اور ان سے کہتے تھے ان کے محلہ میں آئیں۔ لیکن آنحضرتؐ ان کے جواب میں فرماتے اونٹ کا راستہ کھول دو کہ وہ مامور ہے اونٹ بھی اسی طرح کہ رسولؐ خدا نے اس کی مہار کو اس کے سر پر گرا دیا تھا سامنے چلتا یہاں تک کہ اس جگہ پر کہ جہاں مشاہدہ کرتے ہیں پہنچے اور اس وقت اپنے ہاتھ سے اشارہ مسجد رسولؐ خدا کی طرف اشارہ کیا یہی دروازہ کہ اس کے نزدیک ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی ناقہ رسولؐ خدا اس جگہ پہنچی تو یہاں ٹھہر گئی اور دونوں پاؤں نیچے لگا دیئے اور یہاں پر بیٹھ گئی اور گردن وسینہ کو اس نے زمین پر لگا دیا اور رسولؐ خدا اتر کر پیدل ہو گئے اور ابو ایوب (انصاری کہ اس کا گھر اس جگہ کے سامنے تھا) سامنے آیا اور آنحضرتؐ کے بار اور سامان کو اٹھا لیا اور اپنے گھر لے گئے رسولؐ خدا نے اسی جگہ پر قیام کیا اور علیؑ بھی آنحضرتؐ کے ساتھ اسی گھر میں تھے یہاں تک کہ مسجد بنا دی گئی اور آنحضرتؐ اور علیؑ کے لیے اس کے اطراف میں گھر تعمیر کر دیئے اس وقت وہ ان میں منتقل ہو گئے سعید بن مسیب نے اس جگہ پر علی بن حسینؑ سے عرض کیا میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں ابوبکر جو کہ اس وقت جب رسولؐ خدا مدینہ میں داخل ہوئے آنحضرتؐ کے ساتھ تھے پس کہاں سے ان سے جدا ہوئے فرمایا، جس وقت رسولؐ خدا قبا میں داخل ہوئے اور علیؑ کا انتظار کرنے لگے اور یہاں پر ہی ٹھہر گئے تو ابوبکر نے آنحضرتؐ سے عرض کیا اٹھیں تا کہ مدینہ میں چلے جائیں کیونکہ لوگ آپؐ کے داخل ہونے کے ذریعہ سے خوش ہیں آپؐ کے داخل ہونے کا وقت گن رہے ہیں۔ پس آئیں تا کہ مدینہ چلے جائیں اور اس مقام پر علیؑ کے آنے کا انتظار نہ کریں کیونکہ میرا خیال ہے کہ وہ ایک مہینے سے پہلے یہاں نہ آسکیں گے رسولؐ خدا نے فرمایا، اور وہ اسی طرح بہت جلد آ جائیں گے اور میں اس جگہ سے نہیں جاؤں گا جب تک میرے چچا کا بیٹا اور میرا راہ خدا میں بھائی ہے اور محبوب ترین میرے خاندان کے افراد سے ہے وہ میرے نزدیک ہے وہ ایسے تھے اس نے اپنی جان کو میری جان کی حفاظت کے لیے مشرکین کے سامنے سپر بنا دیا فرمایا یہ وقت تھا کہ جب ابوبکر کو غصہ آ گیا اور متنفر ہو گئے اور علیؑ سے حسد کو اپنے دل جگہ دی اور یہ پہلی عداوت و دشمنی تھی کہ جو علیؑ کے بارے میں نسبت رسولؐ اکرم کے اس کا اظہار کیا یہ پہلی مخالفت تھی جو اس نے رسولؐ خدا سے کی اور اس وجہ سے ابوبکر مدینہ میں آ گئے اور رسولؐ خدا علیؑ کے انتظار میں ہی قبا میں رہے راوی کہتا ہے کہ میں نے علیؑ بن حسینؑ سے عرض کیا کہ کس وقت رسولؐ خدا نے فاطمہؑ کی علیؑ سے تزویج کی تھی۔ فرمایا، ایک سال ہجرت کے بعد مدینہ میں ان کی تزویج کی تھی اور اس وقت فاطمہؑ کی عمر نو سال کی تھی علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا، اور رسولؐ خدا کی اولاد خدیجہ سے سوائے فاطمہؑ کے کوئی پیدا نہ ہوئی تھی اور وہ سرشت و فطرت اسلام پر دنیا میں آئیں (یعنی بعثت کے بعد

رسولؐ خدا کو خدا نے فقط فاطمہؑ ہی ان کو دی تھی اور ان کے علاوہ دوسری اولاد آنحضرتؐ کی خدیجہ سے بعثت سے پہلے پیدا ہوئی تھی جس سے حضورؐ کا تعلق صلبی اولاد کا نہیں ہے جو منسوب کی گئی ہیں) خدیجہ نے ہجرت رسولؐ خدا سے ایک سال پہلے وفات پائی اور ابو طالبؑ بھی ایک سال خدیجہ کی وفات کے بعد اور اس دنیا سے چلے گئے اور جب یہ دونوں رسولؐ خدا کے پاس سے چلے گئے تو حضرتؐ مکہ میں رہنے سے تنگ دل ہو گئے اور سخت اندوہ نے ان کو گھیر لیا کفار قریش سے اپنی جان کے متعلق خوف ناک ہو گئے اس وجہ سے جبرائیل سے شکایت کی پس خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اس سرزمین سے کہ جس کے لوگ ستم گار ہیں باہر نکل جاؤ اور مدینہ کی طرف ہجرت کرو کیونکہ مکہ میں اب تیرا کوئی مددگار نہیں رہا اور مشرکین سے جنگ کرنے کی حالت میں رہو یہ وہ موقع تھا رسولؐ خدا ہجرت کی طرف توجہ ہوئے

**نماز پنجگانہ!**......سعید بن مسیب کہتے ہیں میں نے عرض کیا کس زمانہ میں نماز عملی طور پر ادا کرنے کا کہ جسے ابھی مسلمان انجام دیتے ہیں آئی اور واجب ہوگئی فرمایا، مدینہ میں اس وقت کہ جب اسلام کی دعوت ظاہر ہوگئی اور اسلام کو طاقت ملی اور خدا نے جہاد کو مسلمانوں پر واجب کیا رسولؐ خدا نے سات رکعت نمازوں میں اضافہ کیا دو رکعت نماز ظہر میں اور دو رکعت نماز عصر میں اور ایک رکعت نماز مغرب اور دو رکعت نماز عشاء میں اور نماز صبح کو اس کے حال پر رہنے دیا کیونکہ فرشتے دن کے جلدی کرتے ہیں کہ وہ جلد ہی زمین پر آجائیں اور رات کے فرشتے بھی جلدی چاہتے ہیں کہ وہ جلد ہی آسمان بالا پر چلے جائیں اور یہ دو فرشتوں کے گروہ رات اور دن کے بھی نماز صبح میں رسولؐ خدا کے ساتھ (شرکت کرتے ہیں اور) ان کے حضور میں ہوتے تھے۔ اور اس وجہ سے خدا فرماتا ہے ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ اور نماز صبح میں کہ بے شک نماز صبح محل حضور و اجتماع ہے (سورۃ اسرأ آیت ۷۸) اور مسلمان بھی اس میں حاضر ہوتے ہیں اور فرشتے بھی دن کے حاضر ہوتے ہیں (اس میں کہ علیؑ وہ پہلے بندے ہیں کہ جو مردوں کی جنس سے رسولؐ خدا پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے مؤرخین و علماء شیعہ میں تردید و اختلاف نہیں ہے اور علمائے اہل سنت نے بھی اکثر اس مطلب کو قبول کیا ہے کہ اس کا نقل کرنا ہمارے ترجمہ سے خارج ہے اور ہمارے شاہد کے لیے تنہا سیرت ابن ھشام جو قدیم ترین تاریخ ہے کہ جو اسلام میں ہمارے ہاتھ پہنچی ہے کافی ہے اس جگہ پر بغیر تردید و اختلاف کہتے ہیں پہلا شخص مردوں میں سے جو رسولؐ خدا پر ایمان لایا اور اس کے ساتھ نماز ادا کی اور ان کی نبوت کی تصدیق کی علیؑ بن ابی طالبؑ بن عبدالمطلب بن ہاشم تھے اور آنجنابؑ اس وقت دس سال کے تھے اور پھر کیسے داخل ہونے اسلام میں علیؑ کا بچپن میں رسولؐ خدا کے ساتھ ان کے گھر میں ہونا اور تربیت ان دونوں بزرگوار کی دامن حضرت میں نقل کی گئی ہے کہ اس متعلق اطلاع پانے کے لیے سیرت ابن ہشام کی پہلی جلد ملاحظہ کی جاسکتی ہے)

(537)(289)ہشام بن سالم کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، کتنا آسان ہے اس چیز سے کہ لوگ تم سے راضی ہوں تو اپنی زبانوں کو (برا کہنے) سے روک لو (یہی موجب ہے تیرے ساتھ یہ راضی رہیں گے)

(538)(290)زرارہ کہتے ہیں امام باقرؑ مسجد الحرام میں بیٹھے تھے اور اس وقت بات بنی امیہ اور ان کی حکومت کی درمیان میں آگئی بعض اصحاب نے حضرتؑ سے عرض کیا ہم اس کی امید رکھتے ہیں کہ ان کی حکومت گرا دو گے ان کی حکومت آپؑ ہوگی اور خدا اس امر حکومت کو آپؑ کے ہاتھوں میں دے دے گا حضرتؑ نے فرمایا، میں وہ شخص نہیں ہوں اور اچھا نہیں جانتا کہ اس طرح کا آدمی ہو جاؤں بے شک ان کی طرف سے ان کی اولاد زنا والی ہے بے شک خدا نے اس دن سے کہ جس دن سے آسمان وزمین کو پیدا کیا اور خدا کا ایک فرشتہ ہے۔ چکر دینا فلک کو اس کے ہاتھ میں ہے دستور دیتا ہے کہ ان کے دنوں کو جلد ہی چکر دے دو (اور ان کا زمانہ جلد ہی گزر جائے گا)

(539)(291)حماد بن عثمان کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، اولاد مرداس اس طرح ہے کہ جو کوئی انکے نزدیک ہوگا اس کو کافر بنادیں گے اور جو کوئی ان سے دور ہو جائے گا ان کو بے چارہ کردیں گے اور جو کوئی ان کے ساتھ دشمنی کے لیے اٹھے گا اس کو قتل کردیں گے اور جو کوئی ان کے ہاتھوں میں ہوگا متحصن ہوگا اس کو نیچے لے جائیں گے (اور جنگ تک لے آئیں گے) اور جو کوئی ان سے گریز کرے گا اس کو قابو میں لائیں گے یہاں تک کہ ان کی حکومت منقضی ہو جائے (مجلسیؒ کہتے ہیں مراد اولاد مرداس سے بطور کنایہ بنی عباس ہیں اور شاید اس کی یہ وجہ ہو کہ عباس بن مرداس سلمی نام کا ایک شاعر اور صحابی معروف ہے اور مراد ہم نام عباس بن مرداس کی ہو)

**نبوت خالدؑ بن سنان !......** (540)(292)بشیر نبال کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، ایک دفعہ رسولؐ خدا بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت آنحضرتؐ کے پاس تشریف لائی تو آنحضرتؐ نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنی چادر پر اپنے ساتھ بیٹھا دیا پھر فرمایا م یہ عورت ایک پیغمبرؑ کی بیٹی ہے اور اس کی قوم نے اسے ضائع کردیا یعنی خالد بن سنان (وہ بنی عبس کے قبیلہ سے تھے) اور وہ ان لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے تھے اور وہ ایمان نہ لائے اور وہ ان پر ایمان لانے کے بجائے منہ موڑ لیتے تھے اور ایک آگ تھی کہ وہ اسے آتش حدثان کہتے تھے اور ہر سال ایک دفعہ یہ آگ ظاہر ہوتی تھی اور وہ اسے دیکھنے آتے تھے اور ان سے بعض کو وہ جلا دیتی تھی اور ہر سال یہ آگ وقت معین پر آتی تھی ۔اس پیغمبرؑ نے ان سے فرمایا، اگر میں اس آگ کو تم سے ہٹادوں تو ایمان لے آؤ گے انہوں نے کہا ہاں پس اس پیغمبرؑ نے اپنے لباس کو اس آگ کے سامنے کردیا اور اس کو واپس کردیا اور اس کے پیچھے چلے یہاں تک کہ اس غار میں جس سے یہ آگ باہر آتی تھی داخل ہوگئے اور یہ لوگ اس غار کے دروازے پر بیٹھ گئے اور یہ خیال کیا کہ اب یہ پیغمبرؑ دوبارہ ہرگز باہر نہ

آئیں گے پس تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے دیکھا کہ وہ باہر آ گئے اور کہا یہ ہے یہ ہے (مجلسیؒ کہتے ہیں یعنی یہ ہے کام اور معجزہ میرا) اور تمام اس سے ہے (یعنی خدا کی طرف سے ہیں) میرے یہ کام (خدا کی طرف سے ہیں) بنو عبس نے یہ خیال کیا تھا کہ میں باہر نہ آؤں گا (لیکن) میں باہر آ گیا اور اس حالت میں کہ میری پیشانی پسینہ سے تر تھی پھر ان سے فرمایا، ابھی تم مجھ پر ایمان لے آتے ہو تو انہوں نے کہا نہیں فرمایا، پس میں فلاں دن وفات پا جاؤں گا اور جب لوگ مجھے دفن کر دیں گے جو جلد ہی چند دنوں میں صحرائی جانوروں کا ایک گلہ آئے گا ان میں ایک دم بریدہ (کتا) ہوگا تو میری قبر سے ایک کی طرف کھڑا ہوگا اور جب اس طرح ہوگا تو میری قبر کو کھودنا اور اس وقت مجھ سے جو چاہو پوچھ لینا اور جب یہ پیغمبرؐ دنیا سے چلے گئے اور اس دن کہ وہ موعود کا دن آیا اور تو وہ گورخران صحرائی جانوروں کا گلہ ان کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو گیا تو ان لوگوں نے چاہا کہ آپؑ کی قبر کھود دیں لیکن دل میں خیال کر کے کہنے لگے کہ جب تک وہ زندہ تھے تو ان پر ایمان نہ لائے ہیں (اور ان کی بات کو باور نہ کیا تھا) پس کیسے ان کی موت کے بعد اس پر ایمان لے آئیں اور اگر ان کی قبر کو کھود دو گے تو یہ کام (ہمیشہ) تمہارے لیے ننگ و عار ہو جائے گا اور اس کو چھوڑ دو اور اسی ترتیب سے اسے ان کے حال پر ہی چھوڑ دیا (اور اس کی قبر کو نہ کھودا) (وہ حضرت عیسیٰؑ و محمدؐ کے درمیانی زمانہ میں گزرے ہیں اور اس لڑکی کا نام محیات تھا)

**ابوبکر کی بیعت کا ذکر!......** (541) (293) سلیم بن قیس کہتے ہیں میں نے سلمان فارسیؓ سے سنا انہوں نے کہا کہ جب رسولؐ خدا اس دنیا سے چلے گئے اور لوگوں نے وہ کیا جو کچھ بھی طے کیا اور ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ بن جراح نے انصار سے محاکمہ کرنا شروع کر دیا پھر اس دلیل کے ساتھ جو مخصوص علیؑ سے تھے ان کو محکوم کر دیا اور وہ دلیل یہ تھی کہ انہوں نے کہا کہ اے گروہ انصار بے شک قریش تم سے امر خلافت میں زیادہ حق دار ہیں کیونکہ خدا نے اس کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے اور ان کو برتری دی ہے اور رسولؐ خدا نے بھی فرمایا، کہ امام قریش سے ہوں گے سلمانؓ نے کہا میں علیؑ کے پاس جب وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دینے میں مشغول تھے گیا اور ان کو اس ماجرا سے مطلع کیا اور میں نے کہا کہ ابھی تو ابوبکر نے رسولؐ خدا کے منبر پر جگہ بنالی ہے اور خدا راضی نہیں ہے کہ لوگ ایک ہاتھ سے اس کی بیعت کریں۔ بلکہ ہر ایک دونوں ہاتھوں دائیں اور بائیں سے اس کی بیعت کر رہے ہیں علیؑ نے فرمایا، اے سلمانؓ ہرگز تم جانتے ہو کہ پہلے جس شخص نے رسولؐ خدا کے منبر پر اس کی بیعت کی کون تھا میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا لیکن اسی قدر کہ جو میں نے دیکھا کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں اس وقت کہ جب انصار مخاصمہ کرتے تھے اور سب سے پہلے جس نے اس کی بیعت کی بشیر بن سعد اور ابوعبیدہ بن جراح اور ان کے بعد عمر تھے اور پھر سالم تھے فرمایا، ان کے متعلق میں نے تم سے نہیں پوچھا لیکن کیا جانتے ہو اس وقت کہ وہ جب منبر رسولؐ خدا پر گیا پہلا شخص کون تھا جس نے اس کی بیعت کی تھی میں نے عرض کیا نہیں لیکن میں نے ایک انتہائی بوڑھے کو

دیکھا کو جو اپنے عصا کا سہارا لیے ہوئے تھے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کے زیادہ نشان تھے اور وہ پہلا شخص تھا جو منبر کے پاس گیا اور اوپر گیا اور رویا اور کہا شکر ہے اس خدا کا کہ وہ مجھے اس دنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ تمہیں اس جگہ پر دیکھا تم اپنے ہاتھ کو کھولو ابو بکر نے اپنے ہاتھ کو کھولا اور اس بوڑھے مرد نے اس طرح اس کی بیعت کی اور منبر سے نیچے آ گیا اور مسجد سے نکل گیا۔ علیؑ نے فرمایا، جانتے ہو کہ وہ کون تھا میں نے کہا نہیں لیکن اس کی بات سے برا لگا کیونکہ وہ ان کی مثل تھا کہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت سے بہت ہی خوش ہو رہا تھا فرمایا، وہ شیطان لعنۃ اللہ تھا اور رسولؐ خدا نے مجھے خبر دی تھی کہ شیطان اور اس کے سردار اصحاب اس دن میں کہ جس دن رسولؐ خدا نے غدیر خم کے مقام پر مجھے حکم خدا سے لوگوں کے لیے منصوب فرمایا اور اپنے پاس رکھا تھا اس وقت جب پیغمبرؐ نے لوگوں سے فرمایا، کہ میں تمہارے نفسوں (جانوں) سے زیادہ تم پر حق دار ہوں تو ان کو حکم دیا تھا کہ جو حاضر ہیں وہ جو غائب ہیں اور حاضر نہیں ہیں ان تک پہنچا دیں اس وقت شیطان اپنے پیروکاروں کے سامنے آیا اور ان سے کہا کہ یہ امت مرحومہ اور معصومہ ہے اور نہ تمہیں اور نہ ہمیں ان پر راستہ ہے اور اسے امام اور اپنی پناہ گاہ اپنے پیغمبرؐ کے بعد جانتے ہیں۔ یہ وہ وقت تھا کہ شیطان لعنۃ اللہ افسردہ وغمنک ان کے پاس سے دور چلا گیا تھا اور رسولؐ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا تو لوگ مخاصمہ کے بعد ایک دوسرے کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں ابو بکر کی بیعت کریں گے اور یہاں سے مسجد میں جائیں گے اور پہلا شخص جو میرے منبر پر جائے گا اور ابو بکر کی بیعت کرے گا وہ شیطان ہوگا وہ بوڑھے مرد کی شکل اور عبادت میں کوشش والے کی شکل میں اس جگہ پر جائے گا اور اس طرح اور اس طرح کہے گا پھر یہاں سے باہر چلا جائے گا اور شیاطین اور اپنے پیروکاروں کے پاس واپس آئے گا اور اپنے ناک سے سوت کھینچے گا اور جست وخیز کرے گا اور پھر ان سے کہے گا ہرگز کہ تم نے جو خیال کیا ہے مجھے ان پر راستہ نہیں ہے ابھی دیکھتے ہو کہ میں نے ان کے ساتھ کیا کیا ہے یہاں تک کہ بالآخر حکم خدا اور فرمانبرداری اس کی کی جو کچھ بھی رسولؐ خدا نے ان کو حکم دیا تھا وہ ان سے بیان کر دیا۔

**منافقین کے بارے میں!**...... (542)(294) جابر کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا، کہ جب رسولؐ خدا نے غدیر خم میں علیؑ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے پکڑا (اور علیؑ کو اپنا جانشین بنانے کے لیے منصوب فرمایا) تو شیطان نے اس لشکر میں آواز دی اور ہرگز کوئی ایک بھی ان میں سے چاہے وہ خشکی پر تھا یا دریا میں اپنی جگہ پر نہ رہا سوائے اس کے کہ اس کی آواز اس تک پہنچی اور کہنے لگے اے آقا، اور ہمارے سردار تمہارے سر پر کیا چیز آ گئی ہے کہ ہم نے اب تک تیری ایسی آواز نہیں سنی جو وحشناک تر ہے تو ان سے کہا پیغمبرؐ نے یہ فعل انجام دیا ہے کہ اگر بے شک اس عمل کو سرانجام ہونے والے کو اگر ہر ایک قبول کرے تو ہرگز کوئی شخص بھی خدا کی معصیت و نافرمانی نہ کرے گا تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا اے

ہمارے آقا، تم وہی ہو کہ جس نے آدمؑ ابوالبشر کے ساتھ اس طرح کیا تھا اور جب منافقین (اس محفل غدیر خم میں حاضر تھے) کہنے لگے یہ مرد (یعنی رسولؐ خدا) اپنے ہوائے نفس اور دل پسندی سے بات کرتا ہے اور ایک نے ان دونوں میں سے اپنے رفیق سے کہا مگر تم یہ نہیں دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھیں کیسے ان کے سر میں چکر کھاتی ہیں گویا کہ دیوانہ ہوگیا ہے اور مراد ان کی رسولؐ خدا تھے اس موقع پر شیطان فریاد کرنے والا خوش ہوگیا اور اپنے دوستوں کو دوبارہ اپنے پاس لایا اور ان سے کہا کیا جانتے ہو کہ میں نے اس سے پہلے آدمؑ ابوالبشر سے کیا کیا ہے کہنے لگے ہاں کہا کہ آدمؑ نے اپنے عہد کو توڑ دیا لیکن خدا سے کافر نہ ہوئے اور انہوں نے بھی عہد توڑ دیا ہے اور رسولؐ خدا سے کافر ہو گئے ہیں اور جس وقت رسولؐ خدا نے اس دنیا سے رحلت فرمائی اور لوگوں نے علیؑ کی جگہ پر دوسرے کو خلافت پر نصب کر دیا تو شیطان تاج شاہی سر پر رکھ کر اور منبر پر گیا اور بلندی پر بیٹھ گیا اور پیدل اور اپنے سواروں کو جمع کیا اور ان سے کہا خوشی کرو تا کہ ظہور امامؑ تک (اس طرح کہ چاہیے) خدا کی فرمانبرداری نہ ہو سکے۔ امام باقرؑ نے اس آیت کو پڑھا ﴿ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴾ اور یقیناً ابلیس نے ان کے بارے میں اپنی رائے کو سچ کر دکھایا کہ سوائے مومنوں کے ایک گروہ کے سب ہی تو اس کے پیرو ہو گئے (سورۃ سبأ آیت ۲۰) امام باقرؑ نے فرمایا، اس آیت کی تاویل اس وقت ظاہر ہوئی جس وقت رسولؐ خدا اس دنیا سے چلے گئے اور ابلیس کا ظن کیا تھا وہ یہ تھا جس وقت (منافقین) صحابہ نے رسولؐ خدا کے بارے میں کہا کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اپنی خواہش نفسانی سے کہہ رہے ہیں تو شیطان نے اسی وقت یہ گمان کیا ان کے بارے میں کہا تھا کہ یہ ڈھب پر آجانے والے ہیں اور انہوں نے اس کے اس ظن کو سچ کر دکھایا تھا

(543)(295) زرارہ کہتے ہیں کہ ایک امام نے باقرؑ یا صادقؑ نے فرمایا، کہ ایک دن رسولؐ خدا افسردہ اور غمگین تھے تو علیؑ نے آپؐ سے عرض کیا کہ کیا بات ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افسردہ اور غمگین دیکھ رہا ہوں فرمایا، کیسے اس طرح نہ ہوں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بنی تیم (قبیلہ جو ابوبکر کا ہے) اور بنی عدی (عمر کا قبیلہ) اور بنی امیہ اس میرے منبر کے اوپر چڑھتے ہیں اور لوگوں کو راہ راست سے ہٹاتے ہیں اور میں نے خواب میں عرض کیا پروردگارا یہ واقعہ میری زندگی میں ہوگا یا میری رحلت کے بعد تو فرمایا تیری رحلت کے بعد ہوگا

(544)(296) اور نیز زرارہ کہتے ہیں کہ دونوں میں سے ایک امام باقرؑ یا صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا، کہ اگر اس طرح نہ ہوتا کہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا ہوں تو لوگ کہتے ہیں بے شک محمدؐ نے لوگوں کی مدد لی اور اپنے دشمنوں پر فتح پائی ان کو قتل کیا میں بہت سے لوگوں کی گردنیں اڑا دیتا۔

(545)(297) ابان بن تغلب کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، کہ حضرت مسیحؑ فرماتے تھے کہ کوئی شخص کسی زخمی

آدمی کے زخم کے لیے علاج نہ کرے تو اس طرح کا شخص ناچار اس شخص ساتھ شریک ہوگا کہ جس نے اس شخص کو زخمی کیا ہے کیونکہ زخم ہوئے آدمی کے لیے اس نے اس زخمی کو تباہ کرنے کو چاہا اور وہ شخص کہ جس نے اس کے علاج کرنے سے ہاتھ کھینچا اس نے بھی اس کا شفا پانا نہ چاہا ہے اور اس کے نتیجہ میں ناچار تباہ حال ہونا اس کا چاہا ہے اور اسی طرح تم بھی حکمت کو اس کے غیر اہل کے لیے بیان کرو کہ وہ نادانی کردے اور اس کے اہل سے دریغ نہ کرو کہ گناہ کے مرتکب ہو جاؤ بلکہ جو کوئی بھی تم سے طبیب کی طرح علاج کرنے والا ہو کہ اگر جگہ مناسب دوا کے لیے اور مناسب دیکھو تو (اس سے دریغ نہ کرو) وگرنہ خودداری کرو۔

## شکر اور رضائے خدا!

......(546)(298) احمد بن عمر کہتے ہیں میں اور حسین بن ثویر بن ابو فاختہ حضرت امام رضاؑ کے پاس تشریف لے گئے میں نے آنحضرتؑ سے عرض کیا ہم (وضع خواب) میں فراخی رزق اور خوش زندگی کو دیکھتے ہیں اور ابھی کسی قدر ہماری وضع بھی اس میں ہے خدا کی بارگاہ میں دعا کرو کہ ہماری وضع کو اسی منوال میں کھول دے۔ فرمایا، کیا چاہتے ہو چاہتے ہو کہ سلطان ہو جائیں کیا تمہیں یہ اچھا لگتا ہے کہ طاہر اور ہرثمہ کی طرح ہو لیکن مذہب و عقیدہ تمہارا برخلاف اس کے ہے کہ جسے تم ابھی رکھتے ہو میں نے عرض کیا خدا کی قسم نہیں میں اسے پسند نہیں کرتا کہ تمام دنیا کو سونے اور نقرہ سے پر کر کے میرے لیے پھر دیا جائے لیکن میں اپنے مذہب پر جو کچھ اس کے خلاف ہو رکھے ہوں فرمایا، جو بھی تم میں سے تونگر ہو اسے چاہیے کہ وہ خدا کا شکر ادا کرے کہ خدا فرماتا ہے ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ اور تم اس کا شکر ادا کرو گے تو وہ تم پر (نعمت کا) اضافہ کردے گا (سورۃ ابراہیم آیت ۷) اور نیز خدا فرماتا ﴿اِعْمَلُوْا آلَ دَاوُوْدَ شُكْرًا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ اے آل داؤد ہمارا شکر بجالاؤ حالانکہ میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے بہت کم ہیں (سورۃ سبا آیت ۱۳) اور اپنے خدا پر نیک گمان رکھے گا خدا بھی اسی گمان کے مطابق اس سے سلوک کرے گا اور جو کوئی خدا کی کم روزی پر قانع ہوگا اور راضی ہوگا تو خدا بھی اس کے کم عمل کو قبول کرے گا اور جو کوئی اس خدا کی کم روزی پر قانع ہوگا سبک بار ہے اور اس کا خاندان نعمت میں ہوگا اور خدا اسے اس دنیا کے درد سے علاج کرے گا اور اس کی آنکھیں روشن کردے اور اس کو اس دنیا سے سالم باہر نکال دے گا۔

## داستان ابن قیاما واقفیہ!

...... پھر آنحضرتؑ نے فرمایا، ابن قیاما نے کیا کہا ہے (ابن قیاما واقفیہ تھا) جو امامت امام رضاؑ میں توقف کرتا تھا اور خبیث آدمی تھا) کہا عرض کیا خدا کی قسم وہ ہم سے ملتا ہے اور ملنے میں بہتر ہے فرمایا، کیوں اس طرح نہیں کرتے (یعنی وہ اپنے نفع کے لیے ہی یہ کام کرتا ہے) پھر اس آیت کی تلاوت کی ﴿لَا يَزَالُ

بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ﴾ ان کی بنیاد جنہوں نے یہ مسجد بنائی تھی ہمیشہ ان کے دلوں میں شک کا باعث رہے گی جب تک کہ ان کے دلوں کے ٹکڑے نہ اڑ جائیں (سورہ توبہ آیت 110) پھر فرمایا، جانتے ہوں کہ کس لیے ابن قیاما ہم سے سرگرداں ہوا عرض کیا نہیں فرمایا، وہ امام موسیٰ کاظمؑ کے پیچھے گیا اوران کے پاس دائیں اور بائیں طرف سے آیا اور آنحضرتؑ نے مسجد رسولؐ خدا میں جانے کا ارادہ کیا پس حضرت کاظمؑ نے اس کی طرف منہ کیا فرمایا، کیا چاہتے ہو خدا تم کو حیران کرے پھر فرمایا، تیری نظر میں حضرت موسیٰؑ (بن عمران) جس وقت ان کے پاس (یعنی گوسالہ پرستوں کے) واپس ہوئے تو اس سے کہنے لگے بہتر تھا اس کے لیے (یعنی ہارونؑ تیرے بھائی کے لیے) ہمارے لیے منصوب کرتے تاکہ ہم اس کی پیروی کرتے اور اس کے پیچھے چلتے یہ بات ان کی بہتر تھی یا وہ آدمی کہ جس نے کہا ﴿لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ﴾ ہم اسی طرح اس گوسالہ کی عبادت کرتے ہیں یہاں تک کہ موسیٰؑ ہمارے پاس واپس آجائیں میں نے عرض کیا نہیں وہ شخص کہ جس نے کہا بہتر تھا کہ ان کے لیے اس کو منصوب کرتے فرمایا، ابن قیاما اور جو کوئی بھی اس کا ہم عقیدہ تھا اسی جگہ پر ہلاک ہو گیا پھر آنحضرت ے ابن سراج کے نام کو (کہ وہ بھی واقفیہ سے تھا) ذکر کیا فرمایا، کہ اس نے امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت کا اقرار یہ تھا کیونکہ جس وقت آپؑ نے اپنی موت کے وقت وصیت کی کہ جو بھی میں اپنی جگہ کر جاؤں گا یہاں تک کہ اس قمیص کو کہ جسے میں نے پہنا ہوا ہے یہ تمام ورثہ حضرت کاظمؑ کا ہے اور نہ کہا کہ یہ خود حضرت کاظمؑ کا ہے اور یہ اقرار تھا اس کا لیکن کیا فائدہ اس بات سے حاصل کیا یا اس سے کہ جو اس سے پہلے کیا تھا پھر آنحضرتؑ نے بات کرنی ختم کردی (طاہر اور ہرثمہ کہ ان دونوں کے نام اس حدیث میں لیے گئے دو آدمی سردار معروف مامون میں سے ہیں اور طاہر وہی طاہر ذوالیمینین ہے کہ استقرار حکومت مامون میں اور انتقال خلافت میں اس کے ساتھ حصہ دار ہوا تھا اور وہ بھی تھا کہ اس نے بغداد کو حاصل کیا اور امین کو قتل کیا اور اس کے سر کو مامون کے پاس بھیجا۔ اس کی شرح مورخین نے لکھی ہے اور کہتے ہیں کہ وہ شیعوں اور امام رضاؑ کے دوستوں سے تھا اور ہرثمہ بھی نہ معروف شیعہ اور دوست اہلبیتؑ ہوا ہے اور روایات بھی اس سے نقل ہوئی ہیں (اور ملخص داستان حضرت موسیٰؑ و گوسالہ پرستوں کا کہ امام رضاؑ نے اپنے حال اور واقفیہ کو اس سے تشبیہ دی ہے یہ تھی کہ جب موسیٰؑ نے چاہا کہ الواح کو کوہ طور سے لینے کے لیے جائیں تو ہارون کو بنی اسرائیل میں اپنا جانشین و خلیفہ مقرر فرمایا اور سرپرستی بنی اسرائیل کی اپنی مدت غیبت میں ان کے سپرد کی اور قرار دیا اور آپ کی مدت غیبت تیس دنوں سے زیادہ نہ تھی اور جب کوہ طور پر گئے تو جیسا کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ جب غیبت کی مدت تیس دن گزر گئے تو ان کے دل میں سامری کا وسوسہ آ گیا اور ارادہ گوسالہ بنانے کا ہوا اور روکنا ان کا گوسالہ کی پرستش تھی اور گوسالہ کو سونے کے آلات سے کہ جو وہ رکھتے تھے

بنایا انہوں نے گوسالہ کی پوجا شروع کر دی اور اکثر نے اس کی پوجا شروع کر دی۔ کہتے ہیں ہم اسی طرح گوسالہ کی پرستش کریں گے یہاں تک کہ موسیٰ ہماری طرف واپس آجائیں حضرتؑ نے بھی واقفیہ اور ان کی کہ جنہوں نے امامت میں توقف کیا تھا مانند ابن قیاما اور ابن سراج اور دوسروں نے ان لوگوں سے ان کی تشبیہ دی کہ انہوں نے حضرت موسیٰ بن عمران سے جس وقت وہ کوہ طور پر جانے لگے تو ہارون کو اپنی جگہ پر خلیفہ و جانشین بنایا لیکن انہوں نے کہا ہم اسی گوسالہ کی پوجا کریں گے جب تک موسیٰ واپس نہیں آجاتے واقفیہ نے بھی اسی طرح کیا کہ امام موسیٰ بن جعفرؑ سے جس وقت سفر جو عراق کا کیا اور اپنے بیٹے حضرت رضاؑ کو اپنی جانشینی و خلافت پر منصوب فرمایا اس حالت میں توقف کیا کہتے ہیں ہم اسی حالت میں ہی رہیں گے جب تک موسیٰ بن جعفرؑ ہماری طرف واپس نہیں آجاتے جیسا عقیدہ رکھتے تھے کہ آنحضرتؑ نے شہادت نہیں پائی ہے اور آخر حدیث میں اس سراج کے بارے میں فرمایا لیکن وہ ان کی شہادت کے وقت اس عقیدہ سے پلٹ گیا کیا اسے فائدہ ہوا تا آخر)

**آداب سفر!......** (547) (299) حماد کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب تم لوگوں کے ساتھ سفر کرو چاہے اپنے کام کے لیے چاہے ان کے کام کے لیے تو ان کے ساتھ زیادہ مشورہ کیا کرو اور ان کے سامنے زیادہ مسکرایا کرو اور اپنے توشہ اور خرچ میں کریم اور بخشنے والے رہو اور جب بھی وہ تمہیں بلائیں تو ان کی دعوت قبول کر لیا کرو اور جب تم سے مدد طلب کریں تو ان کی مدد کرو اور تین چیزوں میں ان پر غالب رہو خاموش رہنا بہت زیادہ (کم بات کرنا) اور نماز زیادہ پڑھنا اور سخاوت طبع ہونا جو چیز بھی تم اپنے پاس رکھتے ہو سواری اور مال اور توشہ سے اور جب بھی کوئی تم سے موضوع حق مسلم کی گواہی چاہے تو ان کے لیے گواہی دو اور جب تم سے مشورہ کریں جب تک تم ان کے پاس ہو تو ان کو بہتر مشورہ دو اور اپنے کاموں میں پختہ ارادہ نہ کرو جب تک اس میں خوب نظر نہ کر لو اور سوچ سمجھ نہ لو اور ہرگز مشورہ میں جلدی جواب نہ دو جب تک اس کی فکر سے فارغ نہ ہو اور بیٹھو اور سوؤ اور کھانا کھاؤ اور نماز ادا کرو اور اس موقع پر فکر اور تمہارا ذہن تمہاری پوری سوچ ان کاموں کی طرف لگی رہے کیونکہ ہر شخص کی خیر خواہی بغیر غرض کے ہے کہ اس شخص کی نسبت کہ تم اس سے مشورہ کرتے ہو نہ کرو خدا فکر و رائے اس کی لے لے گا اور امانت اپنی کو اس سے چاہو اور جب دیکھو کہ کہ تمہارے ساتھی چل پڑے ہیں اور راستہ چلنے لگے ہیں تو تم بھی ان کے ساتھ چلو اور جب دیکھو کہ انہوں نے اپنا کام شروع کیا ہے تو تم بھی ان کے ساتھ کام کرو اور جب وہ کسی کو صدقہ اور خیرات دیں تو تم بھی دو اور بات اس شخص کی جو تم سے زیادہ بڑا ہے اس کو سنو اور بھی کچھ وہ تمہیں کہیں اور کوئی چیز تم سے چاہیں تو ان کے جواب میں کہو ہاں (اور اس کو انجام دینے کے لیے تیار ہو جاؤ) اور نہ کہو نہیں کیونکہ کلمہ نہیں (دلیل) درماندگی اور انسان کی پستی کی ہے اور جب کبھی تم راستہ

بھول جاؤ اور پریشان ہو جاؤ کہ راستہ بھول گئے تو نیچے آؤ (اور بغیر وجہ کے اپنے آپ اِدھر اُدھر نہ جاؤ) اور جب اپنے مقصد میں دو چار شک و تردید میں ہو جاؤ تو کھڑے ہو جاؤ اور مل کر مشورہ کرو (اور اس طرح کے مواقع پر) جب ایک آدمی کے ساتھ تنہا ملو تو اس سے تنہائی میں راستہ چلنے کے بارے نہ پوچھو اور اس سے راہنمائی نہ طلب کرو کیونکہ (راہنمائی) ایک آدمی کی تنہائی میں بیابان میں مشکوک ہوتی ہے اور وہ تمہیں دیکھنے والا ہو اور جاسوس چور ہو راہزنوں ڈاکوؤں سے ہو یا وہ یہی شیطان ہو کہ اس نے تمہیں راستہ بھلا دیا اور دو آدمیوں سے ڈرو مگر یہ کہ وضع (نظر صحیح و درست سے) ان میں مشاہدہ کرو کہ میں بھی اس کو نہیں دیکھتا ہو (اور نا طاقت ہوں کہ پیش بینی کروں) کیونکہ عقل مند شخص جس وقت کسی چیز کو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے آثار و حقیقت و درستی اس کی پاتا ہے اور حاضر (کام میں) دیکھتا ہے اس کو کہ جو غائب ہے نہیں دیکھتا۔ اے میرے بیٹے جب نماز کا وقت آ جائے تو اسے فوراً ادا کرو اور اس میں تاخیر نہ کرو اس کو بجا لاؤ اور اس سے آسودہ ہو جاؤ کیونکہ یہ قرض ہے اور نماز کو با جماعت پڑھو اور اگر نوک نیزہ پر ہی کیوں نہ ہو (جائے ناہموار) اور اپنے سواری کے اوپر نیند نہ کرو کیونکہ یہ کام حیوان کی پشت کو جلد زخمی کر دیتا ہے اور اس طرح کام کرنا حکیموں کا کام نہیں ہے مگر یہ کہ جب تم کجاوہ میں ہو اور طاقت سے اپنے پاؤں کو رکھو اور مقاصد اپنے کو چھوڑ دو اور جب اپنی منزل کے نزدیک پہنچو تو اپنی سواری سے پیدل ہو جاؤ اور اس سے پہلے کہ فکر (خوراک و کام) اپنے میں ہو جاؤ پہلے خوراک و علف اس حیوان کو دو اور جب چاہو اس جگہ میں قیام کرو مواظب رہو اس جگہ پر کہ جو زمین سے کہ خوش رنگ تر ہے اور اس کی خاک نرم تر ہے اور گیاہ و علف اس کا زیادہ ہو انتخاب کرو۔ اور جب نیچے آ جاؤ اس سے پہلے کہ تم بیٹھو دو رکعت نماز پڑھو اور جب چاہو قضا حاجت کرو تو دور کی جگہ پر جاؤ اور جب چاہو کوچ کرو تو دو رکعت نماز پڑھو اور اس زمین کہ جس میں تم نے قیام کیا تھا وداع کرو اور اس زمین پر بھی اس کے اہل پر (درود بھیجو سلام کرو کیونکہ زمین کے چپہ چپہ پر اس کے اہل فرشتے ہوتے ہیں اور اگر طاقت ہو تو کھانا نہ کھاؤ جب کہ پہلے تم کچھ مقدار صدقہ کی نہ دے دو تو ایسا کرو اور تم پر لازم ہے کہ جب تک تم سواری پر سوار ہو قرآن پڑھو اور جب کاموں میں مشغول ہو جاؤ تو تسبیح پڑھو اور جب کام سے فارغ ہو تو دعا کرو اور تمہارے لیے لازم ہے کہ اوّل رات کے حصہ میں راستہ نہ چلو اور اس وقت تم آرام کرو اور آدھی رات کے بعد راستہ چلو اور مبادا اپنے میسر میں (بس وقت راہ چلنے کا ارادہ ہو) تو اپنی آواز کو بلند کرنے سے پرہیز کرو۔

## امام باقر علیہ السلام سے ایک خوارج کا مصاحبہ!......

(548)(300) اسیدی اور محمد بن مبشر کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن نافع ارزق (ایک خوارج کا سردار) لگاتار کہا کرتا تھا اگر میں بے شک جانتا کہ زمین کے دو قطر (دنیا) میں کوئی ایسا شخص ہے تو میری سواری مجھے اس تک پہنچا دے اور وہ دلیل و برہان کے ذریعے مجھ پر ثابت کر

دے کہ علیؑ بن ابی طالبؑ نے اہل نہروں کو حق کے ساتھ قتل کیا اور اس بارے میں ان پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے تو میں اس کے پاس جانے کو تیار ہوں اس نے کہا کہ چاہے اولاد علیؑ سے ہی نہ ہو (یعنی اگر کوئی اس کی اولاد سے ہی ہو تو میں اس کے پاس جاؤں گا) پوچھا کہ ان کے درمیان کوئی صاحب علم ہے کہنے لگے یہی پہلا مرحلہ ہی تیری جہالت ہے۔ مگر ہوتا کہ ان میں کوئی صاحب علم نہ ہوتا یہ ممکن ہی نہیں (یعنی حضرت باقرؑ) پس عبداللہ بن نافع اپنے سرداروں کے ساتھ اور اپنے طرف داروں کے ساتھ چل پڑا اور مدینہ میں آگیا اور امام باقرؑ سے اجازت ملاقات کی لینے کے لیے کہا اور آنحضرتؑ سے عرض کیا گیا یہ عبداللہ بن نافع ہے کہ جو آنے کی اجازت مانگتا ہے حضرتؑ نے فرمایا اسے مجھ سے کیا کام ہے اس وجہ سے کہ ہر صبح و شام مجھ سے اور میرے باپوں سے بیزاری کرتا ہے ابو بصیر نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں یہ شخص اس طرح خیال کرتا ہے کہ اگر میں جان لیتا کہ زمین کے دو قطر (دنیا) میں کوئی ایسا شخص ہے کہ میری سواری مجھے اس کے پاس لے جائے۔ اور وہ ثابت کرے کہ علیؑ نے اہل نہروان کو حق کے ساتھ قتل کیا اور ان پر ظلم نہیں کیا ہے اس طرح کے آدمی کے پاس میں جانا چاہتا ہوں (اور ابھی اسی وجہ سے آیا ہے) امام باقرؑ نے ابو بصیر سے فرمایا تیری نظر میں یہ شخص اس لیے آیا ہے کہ وہ مجھ سے اس بارے میں بحث کرے عرض کیا ہاں تو حضرتؑ نے اپنے غلام سے فرمایا اے غلام باہر جاؤ اور اس کو اور اس کی سواری کو ٹھہراؤ اور کہو کہ کل میرے پاس آجائے اور دوسرا دن ہوا تو عبداللہ بن نافع سرداروں اور اپنے شاگردوں اور اپنے اصحاب کے ساتھ آیا اور امام باقرؑ نے بھی اس کے بعد مہاجرین کی اولاد اور انصار کے پاس قاصد بھیجا اور ان کو جمع کیا اور پھر دو سرخ رنگ کے کپڑے پہن کر لوگوں کے مجمع میں آئے اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ایک چاند کا حصہ ہے پھر فرمایا کہ تمام تعریفیں اس خدا کی ہیں جو اس کا حق دار ہے جو ہر زمان و مکان و زبان و کیفیت اور ہر چیز کو وجود میں لانے والا ہر آن و زمان ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ﴾ حمد اس خدا کی کہ جسے نہ تو ہرگز نیند آتی ہے اور نہ ہی اسے اونگھ آتی ہے اور جو کچھ زمین اور آسمان میں وہ سب اسی کا ہے تا آخر آیۃ الکرسی ﴿وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ﴾ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے وہ واحد و یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں اور اس کو برگزیدہ کیا اور صراط مستقیم کی اس کو راہنمائی فرمائی حمد ہے اس خدا کی جو اس کے لائق ہے اس نے ہمارے خاندان کو مقام نبوت سے گرامی کیا اور ولایت کو مخصوص ہم سے کیا اے گروہ اولاد مہاجرین و انصار تم میں سے جو شخص بھی منقبت اور فضیلت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو جانتا ہے۔ وہ بیان کرے لوگ ہر طرف سے کھڑے ہو گئے اور مناقب آنحضرتؑ کو بیان کیا اور ایک ایک بیان کیا عبداللہ بن نافع نے کہا کہ

میں ان فضائل کو ان سے بہتر جانتا ہوں لیکن (مطلب اس جگہ پر ہے) کہ بنی قبول حکمیت حکمین سے) معاذ اللہ کافر ہو گئے تھے یہاں تک کہ اس ضمن میں فضائل علیؑ کے متعلق حدیث خیبر تک پہنچے کہ رسول خدا نے فرمایا ﴿لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ كَرَّارًا غَيْرَ فَرَّارٍ لَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ﴾ کہ کل میں علم اس مرد کو دوں گا جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھتا ہو گا اور خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہوں گے وہ بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والا ہوگا (دشمن کے سامنے) اور فرار کرنے والا نہیں ہوگا اور اس وقت تک لڑنے والا ہوگا کہ خدا اس کے ہاتھ پر قلعہ کو فتح کر دے گا امام باقرؑ نے عبداللہ بن نافع سے فرمایا اس حدیث کے بارے میں کیا کہتے ہو عبداللہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن علیؑ اس واقعہ کے بعد کافر ہو گئے امامؑ نے فرمایا تیری ماںؑ تیری سوگواری میں بیٹھے مجھ سے بیان کرو کہ کیا خدا اس دن کہ جس دن علیؑ بن ابی طالبؑ کو دوست جانتا ہے جانتا تھا کہ وہ اہل نہروان کو قتل کرے گا یا نہیں جانتا تھا ابن نافع نے کہا کہ اس سوال کو ایک دفعہ اور دوہراؤ حضرتؑ نے فرمایا مجھ سے بیان کرو کہ کیا خدا اس دن کہ جس دن علیؑ بن ابی طالبؑ کو دوست جانتا ہے جانتا تھا کہ وہ اہل نہروان کو قتل کرے گا یا نہیں جانتا تھا ابن نافع نے دل میں کہا اگر کہتا ہوں کہ نہیں جانتا تھا تو میں خود کافر ہوں گا اس وجہ سے جواب میں کہا کہ ہاں جانتا تھا۔ امام باقرؑ نے فرمایا، کیا خدا اس کو دوست رکھتا تھا کہ وہ اس کی فرمانبرداری کرے گا یا اس کی نافرمانی کرے گا عبداللہ بن نافع نے کہا اس لیے کہ وہ اس کی فرمانبرداری کرے گا امام باقرؑ نے فرمایا پس اٹھو تم محکوم ہو گئے (کیونکہ قتل اہل نہروان کا بھی اسی دلیل سے کہ خدا کی فرمانبرداری سے ہوا ہے) ابن نافع اٹھا اور (اس آیت کو پڑھا ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ صبح کی سفیدی سے اور شام کی سیاہی سے تم پر نمایاں ہوتا ہے (سورہ بقرہ آیت 187) (یعنی ابھی مجھ پر یہ بات واضح ہو گئی آپؑ کو اس کا علم ہے) خدا بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کس جگہ پر قرار دے۔

**علم نجوم کا عالم!**......(549)(302) ھشام کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے مجھ سے فرمایا تمہاری بصیرت میں نجوم (ستاروں) کا علم کس طرح کا ہے عرض کیا کہ عراق میں کوئی شخص نہیں ہے جو مجھ سے زیادہ ستاروں کے بارے میں جانتا ہو فرمایا بتاؤ فلک کی گردش تمہارے نزدیک کس طرح ہے ھشام کہتے ہیں میں نے اپنے سر سے ٹوپی اتار دی اور اسے گردش (چکر) دے دیا حضرتؑ نے فرمایا اگر اس طرح ہوتا جیسے تم بتاتے ہو تو پس کیوں نبات النعش وجدی وفرقدین کے متعلق کیا کہو گے؛ جو سب کے سب قبلہ کی طرف تمام زمانے میں ہر روز ایک چکر لگاتے کیوں نہیں لگاتے میں نے عرض

کیا یہ تو وہ مسئلہ کہ جسے خدا کی قسم نہیں میں جانتا ہوں اور نہ ہر گز کسی ایک سے بھی جو حساب کرنے والے ہیں نہیں سنا ہے امامؑ نے فرمایا بتاؤ کہ سکینہ ستارہ کی روشنی زہرہ سے کتنے حصے کم ہے اور کتنے حصے رکھتا ہے ہشام نے کہا خدا کی قسم یہ تو وہ ستارہ ہے جس کے متعلق میں نے ابھی تک نہیں سنا اور نہ ہی کسی ایک نے بھی بیان نہیں کیا اس کا نام لیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا، سُبْحَانَ اللّٰہِ، تم نے ایک ستارے کو مکمل طور پر اپنی نظروں سے چھوڑ دیا ہے تو پس تم حساب کس طرح لگاتے ہو پھر فرمایا بتاؤ زہرہ کی روشنی قمر سے کتنے حصے کم ہے ہشام نے عرض کیا کہ یہ تو وہ چیز ہے جسے خدا کے سوا کسی کو علم نہیں پھر فرمایا چاند کی روشنی سورج سے کتنے درجے کم ہے میں نے عرض کیا اس کو نہیں جانتا ہوں فرمایا سچ کہتے ہو پھر فرمایا یہ بتاؤ کہ جب دو لشکر آپس میں مدمقابل ہوں اور ان دونوں کے پاس اپنے منجم اور حساب کرنے والے ہوں؛ ہر ایک حساب کرنے والا منجم ہے تو وہ اپنے حساب سے اپنے لشکر کو فتح و کامیابی کی پیش گوئی کرتے ہیں پھر دونوں آپس میں جنگ کرتے ہیں اور ان دونوں میں سے ایک شکست کھا جاتا ہے تو یہ نحوست کہاں سے ہوتی ہے (کہ جو اس ایک گروہ کی شکست کا سبب بن گئی تھی) میں نے عرض کیا نہیں خدا کی قسم میں اس کو نہیں جانتا امامؑ نے فرمایا تم نے سچ کہا اصل حساب درست ہے لیکن اس کا مطلب نہیں جانتے مگر اس کو وہ شخص ہی جانتا ہے کہ جس کے سامنے تمام ستاروں کی پیدائش ہوئی ہو اور وہ اسے جانتا ہے۔

## حضرت علیؑ کا ایک خطبہ جو صفین میں بیان کیا!......(550)(303)

جابر کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ نے صفین میں لوگوں کو خطبہ دیا اور اس خطبہ میں حمد و ثناء خدا کی بیان کی اور محمدؐ پر اور پیغمبرؐ پر درود بھیجا پھر فرمایا، اما بعد بے شک اللہ نے مجھے تمہارے امور کا اختیار دے کر میرا حق تم پر قائم کر دیا ہے اور جس طرح میرا تم پر حق ہے ویسا ہی تمہارا بھی مجھ پر حق ہے جیسے میں تم پر حق رکھتا ہوں اور حق مقام توصیف میں تمام چیزوں سے بلند تر ہے اور مقام انصاف کرنے میں ہر چیز سے فراخ تر ہے (یعنی لوگ عمل کرنے میں حق کے ساتھ تنگی سے دوچار نہ ہوں) دو آدمیوں میں اس کا حق اس پر اسی وقت ہے۔ جب دوسرے کا بھی اس پر حق ہو اور اس کا حق اس پر جب بھی ہوتا ہے جب اس کا حق اس پر بھی ہو (یعنی اسی طرح کہ کوئی دوسروں پر رکھتا ہے تو اسی طرح دوسروں کی نسبت سے اس پر بھی حقوق لاگو ہیں اور یہ جملہ اسی تقریر کے کلام سے ہے) اور اس کا حق اس پر جب ہی ہوتا ہے جب اس کا حق اس پر بھی ہو اگر ایسا ہو سکتا ہے کہ اس کا حق تو دوسروں پر ہو لیکن اس پر کسی کا حق نہ ہو تو یہ مخصوص خدا کے لیے ہے نہ کہ اس کی مخلوق کے لیے کیونکہ وہ وہ ہے، کہ جو اپنے بندوں پر تمام قسم کی قدرت و طاقت رکھتا ہے اور اس نے تمام ان چیزوں میں کہ جن پر اس کے فرمان قضا جاری ہوئے ہیں یہی عدالت و دادگیری ہی اس کی ہے (یعنی بندوں کو حق چوں چرا کا اس کے کاموں میں نہیں اور وہ سب کے سب تمام عدالت ہیں) لیکن خدا بھی اپنے حق کو اپنے بندوں پر قرار دیئے ہے کہ وہ اس کی فرمانبرداری کریں اور اس کے

برابر کفرہ واجران کا بھی اپنے بہتر پاداش ان کو دینا مقرر فرمایا ہے اور وہ بھی (البتہ) زیادہ عطا کرنا اور کرم وبخشش فراخ اس کی ہے کہ وہ زیادہ بخشش کرنے کے لائق ہے (نہ اس وجہ سے ان کو اس پر کوئی حق ہو) پھر اس نے ان حقوق انسانی کو بھی کہ جنہیں ایک کے لیے دوسرے پر فرض کیا ہے ان کو برابر ایک دوسرے پر قرار دیا ہے (یعنی ہر حق کو ایک آدمی کے لیے قرار دیا اس کے برابر میں بھی حق اس شخص کی طرف سے بھی مقرر کیا ہے) اور بعض ان حقوق کو دوسرے رخ سے لازم قرار دیا اور بعض کو لازم قرار نہ دیا سوائے بعض دوسرے کے آنے سے (مثل حق والی رعیت پر کہ اس کے سامنے حق رعیت ہے والی پر اور والی کا حق رعیت پر نہیں ہے مگر؛ اس کے سامنے حق کہ رعیت جو والی پر رکھتی ہے) اور سب سے بڑا حق جو اللہ نے ان حق کے نمونوں سے واجب کیا ہے حکمران کا رعیت پر اور رعیت کا حکمران پر ہے جو ہر ایک کے لیے فریضہ بنا کر عائد کیا اور یہ وہ چیز ہے کہ جسے خدا نے دونوں کے لیے دونوں طرف سے مقرر کیا ہے اور اس کو ان کے لیے مایہ نظام الفت ومحبت اور ان کے دین کے لیے عزت قرار دیا چنانچہ رعیت اسی وقت خوش حال رہ سکتی ہے جب حاکم کے طور طریقے درست ہوں ۔اور حاکم بھی اسی وقت صلاح ودرستگی سے آراستہ ہوسکتا ہے جب رعیت اس کے احکام کی انجام دہی کے لیے آمادہ ہو اور اسی طرح والی بھی رعیت کے حق کو ادا کرے گا تو ان میں حق باوقار دین کی راہیں استوار اور عدل وانصاف کے نشانات بر قرار ہوجائیں گے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں اور دین کا طریقہ اپنے اصلی جگہ میں جاری رہے گا اور نتیجہ میں اس طرح سے زمان بہتر ہوگی اور زندگی بہتر ہوگی اور امید وبقاو پائیداری اس حکومت کی ہوگی اور دشمنوں کا طمع ولالچ مبدل ناامیدی کا ہو جائے گا اور جب رعیت حاکم پر مسلط ہوجائے یا حاکم رعیت پر ظلم ڈھانے لگے (اور دستورات پر عمل نہ کرے) اور حاکم رعیت پر ظلم ڈھانے لگے تو اس موقعہ پر بات میں اختلاف ہوگا۔اور طمع ناحق ظاہر ہوجائے گا اور فسادکاری دین میں زیادہ ہوجائے گی اور عمل وقواعد ومقررات متروک ہوجائیں گے اور مقررات دین تعطیل ہوجائیں گے اور روح کے امراض (جیسا کہ کینہ وحسد ودشمنی وتکبر) زیادہ ہوجائیں گے اور بڑے سے بڑے باطل پر عمل پیرا ہونے سے بھی کوئی نہ گھبرائے گا ایسے موقعہ پر نیکوکار ذلیل اور بدکردار باعزت ہوجاتے ہیں اور بندوں پر اللہ کی عقوبتیں بڑھ جاتیں ہیں لہذا اے لوگوں حق کی ادائیگی میں ایک دوسرے کو سمجھانا بجھانا اور ایک دوسرے سے بخوبی تعاون کرنا تمہارے لیے ضروری ہے اس لیے کہ کوئی شخص بھی اللہ کی اطاعت وبندگی میں اس حد تک نہیں پہنچ سکتا کہ جس کا وہ اہل ہے چاہے وہ اس کی خوشنودی کو حاصل کرنے کے لیے کتنا ہی حریص ہو؛ اور اس کی عملی کوششیں بھی بڑھی چڑھی ہوئی ہوں تو پھر بھی اس نے بندوں پر یہ حق واجب قرار دیا ہے کہ وہ مقدور بھر پند ونصیحت کریں اور اپنے درمیان حق کو قائم کرنے کے لیے ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں گے کوئی شخص بھی اپنے کو اس سے بے نیاز قرار نہیں دے سکتا اس سے اس بارہ میں ان کے لیے خیر خواہی کرے اور بہتر طریقوں سے ایک دوسرے کا ساتھ دیں چاہے وہ حق میں کتنا ہی بلند منزلت کیوں نہ ہو تو چاہیے کہ حقیقت سے (یعنی جزا) جو کچھ خدا نے

حق کو اس کے اھل تک پہنچانے کے لئے مقرر کی ہے لیکن واجب حقوق اس کے اس کے بندوں پر ہیں: کہ وہ اپنی وسیع مقدار و کوشش کے ذریعے اس کی خیر خواہی چاہے اور حق کو قائم کرنے کے لیے خود اپنے درمیان ہمکاری کرے اور ہرگز کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ اگر منزلت و مقام اس کا حق کے مورد میں (اور اس کے انجام دینے میں) بزرگ اور اس کی فضیلت خدا کے ہاں بلند ہو کہ وہ بے نیاز ہو اس سے کہ اس نے اس مورد کے انجام دینے میں تکالیف میں خدا نے اس کی مدد کی ہے اور نہ ہی کوئی پیدا ہوگا کہ اگر چہ اسکے کام آگے نہ جائیں اور لوگ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اس حالت میں (اسے نہ دیکھنے میں پکڑیں) اور ادائے حق میں اس کی مدد حاصل نہ کریں اور اس کی مدد نہ کریں (یعنی تمام لوگ ایک دوسرے کے ضرورت مند ہیں تو انگر مستمند کی ضرورت رکھتے ہیں کیونکہ اگر مستمند زکوٰۃ و صدقات اور اس کی مثل کو امیروں سے نہ قبول کریں تو وہ نہ طاقت حق کو ادا کریں اور مستمند بھی اس کے مقابل میں بھوک کے رفع کی ضرورت کے لیے تو انگر پر ہی ہے اور اسی طرح عالم و جاھل تمام طبقات اور بڑے اور چھوٹے افراد علم کے رکھنے میں اور دین و تقویٰ وغیرہ مجبوراً اس کی طرف نظر کریں گے اور وہ اپنی حالت میں دوسروں سے برتر ہیں؛ (مانند رھبروں اور حکمرانوں کے) اور وہ بڑی نعمتوں کو رکھے ہیں اور ان کے ضرورت منداس بارے میں دوسروں سے قیمتی ہیں اور پھر خدا کی بارگاہ میں ضرورت مند یہ تمام کے تمام اس کی بارگاہ میں برابر ہیں اس وقت ایک آنحضرتؐ کے سپاھیوں میں سے کہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کون تھا اور کہا گیا ہے کہ نہ اس دن تک اور نہ اس کے بعد اصلاً آنحضرتؐ نے لشکر میں دیکھا گیا آنحضرتؐ کے کلام کے جواب میں اٹھا اور اس کے بعد کہ خدا کی بہتری مورد آزمائش میں کہ ان کو گرفتار کیا اور اس واجب حق کو آنحضرتؐ سے ان پر جو واجب کیا تھا اور اقرار تمام کا جو تصرف اوضاع مورد آنحضرتؐ میں اور ان کے سامنے پیش ہوا تھا اس طرح کہا تم حکم کرنے والے اور ہمارے امیر ہو اور ہم تمہاری رعیت ہیں تمہاری ہی یہ برکت تھی کہ خدا نے ہم کو خواری و ذلت سے نجات دی اور تیری وجہ سے عزت بخشی تھی کہ خدا نے اپنے بندوں کو کندو بند سے رہا کیا ابھی تم ہر وہ راستہ جو جانتے ہو ہمارے لیے اختیار کرو اور اس راستہ پر لے چلو اور ہر قسم سے کہ جس کی تم طاقت رکھتے ہو اپنے ہی طریقہ پر لے چلو کیونکہ تم ہی مورد تصریق و حاکم توفیق و سدطان مقتدر ہو ہم کسی وجہ سے بھی تیری نافرمانی کو روا نہیں جانتے اور ہرگز علم کو آپ کے علاوہ صاحب علم نہیں جانتے اور اس بارے میں تیرا مقام ہمارے نزدیک بزرگ اور فضیلت آپ کی برتری ہمارے ہاں عزیز ہے امیر المؤمنین نے اس مرد کے جواب میں کہا جس شخص کے دل میں جلال الٰہی کی عظمت اور قلب میں منزلت خدا بلند ہے خدا کی رفعت کا احساس ہوا سے حق ہے کہ اس جلالت و عظمت کے پیش نظر اللہ کے ماسوا ہر چیز کو حقیر جانے اور زیادہ حق دار وہ شخص ہے کہ اسے چاہے اس طرح ہو گا وہ وہ شخص ہے کہ نعمت خدا اس کے بارے میں بزرگ اور اس کا احسان اس کے لیے نیک ہو گا کیونکہ نعمت خدا کسی شخص پر بڑی نہ ہوگی سوائے اس کے کہ عظمت خدا اس پر زیادہ ہو گی نیک بندوں کے نزدیک فرمانرواؤں کی ذلیل ترین صورت حال یہ ہے

کہ ان کے حالات کبر و غرور پر محمول ہو سکیں اور میں اچھا نہیں سمجھتا ہوں کہ اگر تمہارے خیال میں گزرے کہ میں نے تم سے اپنی کو ستائش و مدح کو سنا دوست رکھو اور حمد خدا کی کہ میں اس طرح نہیں ہوں اور اگر مجھے اس کی خواہش بھی ہوتی کہ ایسا کہا جائے تو بھی اللہ کے سامنے فروتنی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیتا کہ ایسی عظمت و بزرگی کو اپنایا جائے کہ جس کا وہی اہل ہے یوں تو لوگ اکثر اچھی کارکردگی کے بعد مدح و ثنا کو خوشگوار سمجھا کرتے ہیں (اور اپنے حق دینے سے کہ ان مورد میں ان کی ستائش کریں لیکن میں اس طرح نہیں ہوں کیونکہ جو کچھ ابھی مشاہدہ کرتا ہوں اور دو چار ہونا جہاد سے راہ خدا میں باقی ہونا حقوق کا ہے کہ اسے خدا نے مجھ پر رکھے ہیں) پس میری ستائش نیک نہ کریں کیونکہ میں خود کو خدا کی بارگاہ میں اور تمہارے سامنے آمادہ ہوا ہوں اس وجہ سے باقی رہنے والے حقوق ادا کرو کیونکہ ابھی ان حقوق کا ڈر ہے کہ جنہیں پورا کرنے سے میں ابھی فارغ نہیں ہوا اور ان فرائض کا بھی اندیشہ ہے کہ جن کا نفاذ ضروری ہے مجھ سے ویسی باتیں نہ کیا کرو۔ جیسی جابر سرکش فرمانرواؤں سے کی جاتی ہیں (اور خوش آنے کے لیے ان کے مدح و ان کی ستائش کرتے ہیں) اس طرح کی باتیں مجھ سے ۔ کرو اور اس قسم میں کہ لوگوں سے تند خو اور غضبناک مخاطفہ کروں (اور اس کے لیے وہ غصہ میں نہ آ جائیں مطالب کو ان سے بیان نہ کروں اور ریا احترامات و تعارفات متعلقانہ انجام دیتا ہوں) مجھ سے اس طرح کا طریقہ استعمال نہ کرو جس سے ظاہر میں چاپلوسی اور خوشامد کا پہلو نکلتا ہو اور یہ گمان مجھ سے نہ رکھو کہ مجھ سے حق بات کہی جائے جو مجھ پر دشوار ہو (کہ نتیجہ میں اس کو مجھ سے پوشیدہ رکھو) اور نہ یہ خیال کرو کہ میں یہ درخواست دشوار اور سنگین ہو اور یا اس کے سامنے عدل کو پیش کیا جائے تو وہ ناراض ہو جائے عمل کرنا حق کے ساتھ اور عدالت اس پر زیادہ دشوار اور زیادہ سنگین ہوگی پس تم حق کہنے اور مشوروں کو کہ جو عادلانہ تمہاری نظر میں آئے اس سے خودداری نہ کرو کیونکہ میں اس سے برتر نہیں ہوں کہ خطا کروں اور اپنے کاموں میں ان سے امن میں نہیں ہوں مگر یہ کہ خدا میرے نفس کو اس سے بچائے کہ جس پر وہ مجھ سے زیادہ اختیار رکھتا ہے۔ (مراد آنحضرتؐ کی یہ ہے کہ اگرچہ ہم معصوم ہیں جیسا ہمارا اس پر عقیدہ ہے امام معصوم خطا کرے تو ہے وہ بھی خدا کی طرف سے ہے اور اس کی نعمتوں سے ہے) کیونکہ ہم اور تم بندے ہی ہیں اس سے کہ سوائے اس کے کوئی پروردگار نہیں ہے اور وہ مالک اور اس کا صاحب ہے ہمارا کہ جو کچھ ہمارا ہے ہم اس کے مالک نہیں ہیں اور وہ وہ ہے کہ جس نے ہم کو جہالت و نادانی سے کہ ہم اس میں گرفتار تھے اور اس طرف کہ جس میں ہماری بھلائی تھی ہدایت کر کے باہر نکالا اور ہماری گمراہی کو ہدایت میں بدل دیا اور اندھے ہونے کے بعد ہمیں بینائی عطا کی اس جگہ پر دوبارہ وہی شخص کہ جو جس نے اس سے پہلے آنحضرتؐ کو جواب دیا تھا اس نے بات کی کہا کہ تم بے شک لائق ہو کہ جو تم نے کہا اور بلکہ خدا کی قسم اس سے بلند تر ہو کہ جو تم نے کہا اور خدا کی نعمتیں ہمارے ہاں اس تک ہیں کہ نا طاقت اس کو سر پر اٹھایا ہوا ہے اور بے شک خدا نے ہماری سرپرستی کو تمہارے دوش پر رکھا ہوا ہے اور تدبیر ہمارے کاموں کی تمہارے سپرد کی ہوئی ہے اور تم آج

ہمارے رہبر ہو اور آپؐ کے ذریعے سے ہی ہدایت ہوتی ہے اور تم ہمارے پیشوا ہو ہمیں چاہیے کہ ہم تمہاری اقتدا کریں تمہارے تمام فرمان ہدایت پر مبنی ہیں اور تمہاری تمام بات ادب ہے اور ہماری آنکھیں تمام زندگی میں تم سے ہی روشن ہیں اور ہمارے دل تیرے وجود سے ہی خوشی سے لبریز ہیں اور ہماری عقلیں تمہاری فضیلت کے آگے سرشار اور حیران و سرگردان ہیں اور یہ کہ ہم نے تم سے بات کی اور ہم نے کہا۔ اے امام صالح، اس جملہ کے ادا کرنے میں نہ بے آلائش تمہیں بنانا ہے اور نہ تیری ستائش کرنا میانہ روی یا فراخ رکھنا ہے (بلکہ بے شک امام صالح ہو اور تمہاری بات بجا ہے) اور ہم نسبت یقین کے تیرے بارے میں دل میں دغدغہ نہیں رکھتے اور نہ ہی تیرے دین میں کوئی تردید رکھتے ہیں کے ہم ڈریں کہ نعمت خدا کے آنے سے تم میں گردن کشی قائم ہو اور یا خود پسندی و تکبر تم میں آجائے بلکہ جس چیز کا ہم تم سے اظہار کرتے ہیں وہ آپؐ کے حضور پیش کرتے ہیں اور یہ سب اس وجہ سے ہے کہ بزرگ ذریعہ آپؐ کو شمار کر کے خدا کی بارگاہ میں تقرب پیدا کریں اور برتری دینے سے اور بیان فضیلت آپؐ کی سے ہی ہمیں اس کی جزا ملے اور بزرگ رکھنا زمداری اور تیرے حکموں کو بہتر شکرادا کرنے کے لیے کہ وہ ادا کرتے رہیں اور ابھی اپنے کاموں اور ہمارے کاموں کو دیکھیں اور خدا کے حکم کو (جو کچھ بھی ہے) اپنے لیے اور ہمارے لیے اختیار کریں کہ ہمیں جو بھی حکم دیں ہم اس پر عمل کریں گزشتہ اس سے کہ تمہاری فرمانبرداری لازمی ہمارے ہی فائدہ کے لیے ہے (اور وہ راستہ جو تم نے انتخاب کیا بہتر راستہ ہی ہے) امیر المؤمنینؑ نے اس شخص کے جواب میں یوں فرمایا، اور میں تمہیں خدا کی بارگاہ میں اپنے لیے گواہ کرتا ہوں جبکہ جانتے ہو کہ میں متصدی تمہارے کاموں کا ہوا ہوں اور بہت جلد ہی جلد موقف قیامت میں مجھے اور تمہیں خدا کے سامنے لایا جائے گا اور اس وضع سے کہ جس میں ابھی ہم ہیں ہم سے پوچھا جائے گا اور یہ وہ جگہ ہے کہ بعض ہم سے ایک دوسرے کے لیے گواہی دیں گے پس آج تم نے اس طرح کی گواہی کو نہ دیکھا ہوگا کہ کل قیامت کے دن اس کے برخلاف گواہی دے گا کیونکہ خدا نے اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہ کی ہوگی اور کوئی چیز بھی اس کے سامنے جائز نہیں ہے سوائے خیر خواہی کے دل میں ہر کام سے اس مقام پر پھر یہی شخص اٹھا اور اس نے کہا اس کے بعد کہ جو بات کہی اس کے علاوہ نہ دیکھی گئی اور شروع آنحضرتؐ کے جواب کو کیا اور اس کے دل کی گروہ کھل گئی اور گریہ کی حالت میں اس سے کچھ نہ کہا گیا اور اسی بات کو سمجھ لینا اور اس خطرے سے کہ جس کا احساس کیا گیا اور خوف جو وقوع مصیبت سے رکھا تھا اندوہ اس کے گلے میں اس کی آواز کو قابو کر گیا اور اپنی بات کو بیان کیا اور حمد و ثنا الٰہی کو بجالایا اور اس کے بعد بارگاہ بے نیاز باری تعالیٰ میں شکوہ (روزگار کا) کیا شکوہ اس خوف کا کہ جو عنقریب دامن گیر ہوگا اس بڑے خطرے سے (تہدید آمیز) اور اس کے بعد خواری ہے اور روزگار کے فساد سے اور دگرگوں اوضاع و ناپائیدار ہونا حکومت حقہ کا ہے پھر اندوہ زیادہ احتیاج خدا کی بارگاہ میں کیا اور اس سے دعا کی کہ اس پر یہ لازم ہے کہ بلا کو اس سے ہٹا دے اور بہتر طریقے سے خدا کی حمد بجالایا پھر (امیر المؤمنین سے بات کی) اور کہا۔ اے بندوں کی پرورش

کرنے والے اور اے آرام دینے والے کہا ہماری بات تیری فضیلت کو بیان کرنے کی طاقت کہاں رکھتی ہے کہ ہم اسے بیان کریں اور کہاں ہمارا بیان تیرے کاموں کو پرانا کرسکتا ہے اور کہاں ہمیں اس کی طاقت ہے کہ آپ کی حقیقی ثنا کو بیان کر سکیں یا کہاں ہم اس کی طاقت رکھتے ہیں کہ تیری نیک آزمائش کو اپنے آپ پر شمار کرسکیں کس طرح اس سے کہ خدا نے اپنی نعمتوں کو تیرے وسیلہ سے ہم پر نازل کیا اور تیرے ہاتھ میں ہمارے لیے خیر کو پیوست کیا ہے مگر تم نہیں ہو کہ خواری خوار ہونے والوں کو پناہ دو اور گناہگار ناشکرے کو مہربانی و برادری میں کرو پس کسی شخص کے ذریعہ سے سوائے تمہارے خاندان کے ذریعے سے اور تیرے جیسے بندہ کے ساتھ خدا نے ہم کو اسی قسم کے خطرات سے نجات دی اور یا آپؐ کے وسیلہ سے جو سخت قسم کی مصیبتوں میں گرفتار تھا ہم سے اسے برطرف کیا اور وہ کون سا شخص ہے کہ جو آپؐ کے علاوہ کہ خدا کے حکم دین کو ہمارے ایمان پر ظاہر کیا اور وہ چیز جو دنیا میں ہمارے لیے تباہی کا عث تھی تو اصلاح اور بہتری سے الگ کر دیا اور ہمارے نام کو انحراف کے بعد ظاہر کیا اور ہماری آنکھوں کو زندگی میں خوش اور روشن بنایا جیسا کہ آپؐ نے اپنی حکومت کو کوشش سے احسان و نیکی میں تم نے ہماری لیے بدلی اور تمام اپنے وعدوں کو ہم سے وفا کیا اور اپنے تمام عہدوں کو قائم کیا اور (کردار ورفتار اپنی نیک سے) تم گواہ (نیکوں کے) ہماری نظروں سے غائب تھے اور یادگار خاندان (پیغمبرؐ) ہمارے لیے تھا تم نے عزت عطا کی ہمارے کمزوروں کو اور پناہ دی ہمارے مالی کمزور کو اور تکیہ گاہ و پناہ ہمارے ہوئے تھے تیرے عدل و انصاف کے کاموں نے ایک جگہ جمع کر دیا آپ کی نرمی و حوصلہ مندی نے حق کے راستہ کو (ہمارے لیے کھول دیا) اور اس کو ہمارے لیے وسعت دی جب بھی ہم تیری طرف دیکھتے ہیں تو وہ ہمارے لیے آرام سکون ہوتا ہے اور جب بھی ہم تمہاری یاد میں ہوتے ہیں تو وہ ہمارے دل کی زینت ہو جاتی ہے کون سے نیک کام ہیں کہ جو تم نے انجام نہ دیئے ہوں اور کون سے اعمال صالح ہیں جو تم نے ادا نہ کیئے ہوں اور اگر تم نہ ہوتے کہ جو کچھ ہم اس پر جو تم پر خوف رکھتے ہیں (یعنی موت سے) اور کوشش ہماری اس وضع میں بے اثر ہے اور اس سے آگے ہونا ہماری تحت قدرت سے باہر ہے اور یا ممکن ہوتا کہ میری جان اور لوگوں کی جیسا کہ میرے بیٹے ہیں حاضر ہوتے اور اپنی جان کو ان پر فدا کر دیتا اور تیرے راستہ میں نثار کرتا بغیر شک کے تمام کو تیرے سامنے ہی نثار کرتا اور ان کو تیرے زیر تحت گروی کر دیتا اگر چہ یہ تیرے سامنے کم ہیں اور بے چوں چرا جس کی بھی قدرت اور طاقت رکھتا تو راستے سے نہ ہٹتے اور دشمنوں سے آپؐ کا دفاع کرتے جو بھی وہ تیرے بارے برا ارادہ کرنے والے ہوتے لیکن کیا کروں کہ خدا کے حضور اس کی تقدیر کو دفع کرنے کی طاقت نہیں اور عزیز مغلوب نہ ہو جائے اور پروردگار کہ اس پر غالبہ پانے کی طاقت نہیں پس اگر خدا سلامتی کے ساتھ تیرے وجود مقدس کو ہم پر قائم رکھے؛ اور آپؐ کی ذات کی بقا سے میں پر رحم فرمائے اور یہ نگرانی تیرے حال کے لیے سلامتی و تندرستی میں تبدیل ہو جائے اور ہمارے درمیان باقی رہو میں اس نعمت کے شکر میں نئی بزرگی کی وجہ سے اس خدا کا شکر بجالاتا ہوں اور اس کے ذکر کو دل و جان سے تسلیم کرتا

ہوں اور تیری سلامتی کے شکرانہ میں اپنے آدھے مال کو صدقہ کرتا ہوں اور نصف سے اپنے غلاموں کو آزاد کرتا ہوں اور نئے سرے سے خدا کے ہاں فروتنی کرتا ہوں اور گردن کو خاک پر رکھتا ہوں اور تمام اپنے کاموں میں خشوع اس کے کرنے میں نیچے نہیں لے جاتا ہوں اور اگر خدا نہ چاہے اور تجھے بہشت برین میں لے جائے اور وہ راستہ جو لازمی ہوا ہو۔ اسی پر اس صورت میں بھی قضا خدا تیرے بارے میں بھی برابر دیکھنے میں نہیں ہے اور بلا و آزمائش تم سے دفع نہ ہونے والی ہے اور ہمارے دل اس فاجعہ سے گوار کے لیے پراگندہ نہ ہوں گے اور تمام جانتے ہیں خدا نے اپنے جورا کو اس جہاں ناپائیدار پر اور وضع ناھنجار پر جو اس میں ہے تیرے لیے اختیار فرمائی ہے لیکن ہم حقیقت کا گریہ کرتے ہیں اس وجہ سے کہ (آپؑ کے جانے سے) عزت اس سلطنت کی اور حکومت حقہ کی خواری کی طرف چلی جائے گی اور دین و دنیا لوگوں کی طمع (نابکار ان) ہو جائے گی؛ اور اس وقت کوئی بھی تیرے مقام جیسا نہیں ہے کہ اس کے پاس شکایت لے جائیں اور تیری مانند کوئی نہیں ہے جو ہماری امید کا سرمایہ ہو اور اسے قائم کیے رہے (مجلسیؒ و فیضؒ احتمال پیش کرتے ہیں کہ یہ کہنے والا حضرت خضرؑ ہوا ہے جیسا کہ دوسرے مواقع پر بھی حکومت آنحضرتؐ میں حاضر ہوا اور اسی طرح کی بات کی اور سوالات آنحضرتؐ سے کیے ہیں)

## امیر المؤمنینؑ کا ایک خطبہ!......

(551)(304) اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں عبداللہ بن عمر اور ابوبکر کی اولاد اور سعد بن ابی وقاص امیر المؤمنینؑ کے پاس آئے (اور سابق کے اعتبار سے ان کے باپ اور یہ خود) امتیازات (تمام مسلمانوں سے پہلے) اپنے لیے چاہے تو علیؑ منبر پر گئے اور لوگ بھی ان کے پاس جمع ہو گئے پھر اس طرح فرمایا حمد خدا کے لیے خاص ہے کہ وہ خود ہی اس حمد کے قابل ہے اور صاحب کرم و بزرگوار ہے تشریح و بیان پرانے بھی اس تک نہیں پہنچ سکتے اور ہرگز صفات اس کی زبان سے بیان نہیں کی جا سکتی اور حدود و صفات و موجودات سے پہچانا نہیں جاتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ؛ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (معبود نہیں) وہ احد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمدؐ خدا کے رسولؐ اور اس کے پیغمبرؐ ہدایت ہیں اور مرکز و تقویٰ و پرہیزگاری ہیں اور بلند و بالا رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں وہ پروردگار حق کی طرف سے حق پر آئے ہیں تا کہ قرآن کے ذریعے پرتو بخش (روشن) اور دلیل روشن سے (لوگوں کو) ڈرائیں اور اس نے بھی پہنچانے والی آواز کو قرآن مبین کے ذریعہ سے جس پر خدا کی طرف سے مامور ہوئے پہنچایا اور اسی راستہ پر چلے جس راستے پر سابقہ انبیاء چلتے رہے اما بعد اے لوگوں وہ لوگ کہ جن کو دنیا نے اپنے اندر لے لیا ہے۔ اور زمینوں کو اپنے ہاتھ لائے ہیں پانی کو ان میں وہ لے آئے ہیں اور بہترین سواری پر سوار ہوئے ہیں اور زیادہ نرم لباس کو پہنا ہے اور یہ کام ننگ و عار اپنے لیے بار کیے ہیں اگر خدا معاف کرنے والا ان کو معاف نہ کرے اگر ان کے گرداب سے کہ جس میں وہ

غوطہ کھاتے ہیں باہر نکال لاؤں اور اس چیز کے کہ جس کے وہ مستحق (نہ زیادہ) دیں اور نتیجہ میں یہ ان کے پاس موجود رکھی ہوئی دولت وخوشی چلی جائے گی ان کو نہ چاہیے کہ مقام سوال میں ظاہر ہو جائیں اور کہیں ابو طالب کے بیٹے نے، (ثروت کے آگے اور کسب مال ومنال میں) ہم پر ستم کیا ہے اور ہمیں اپنے حقوق سے محروم کیا ہے اور ممنوع قرار دیا ہے اور میری مدد کرنے والا ان پر (اس بارے میں) خدا ہے جو کوئی بھی ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے گا (اور مسلمان ہوگا) اور ہمارے ذبیحہ سے (کہ جو اسلام کے مطابق ذبح کرتا ہے) وہ کھالے اور ہمارے پیغمبرؐ پر ایمان لائے اور شہادتیں کو اپنی زبان سے جاری کرے اور ہمارے دین میں آجائے گا ہم حکم قرآن اور حدود اسلام کو ان کے لیے جاری کرتے ہیں (ان کے اور دوسرے لوگوں کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں) کسی کو کسی پر برتری اور امتیاز سوائے تقویٰ و پرہیز گاری کے نہیں ہے۔ بے شک پرہیز گار خدا کے ہاں بہترین ثواب اور نیک ترین جوڑا اور سرانجام کو رکھتے ہیں اور خدا نے دنیا کو پرہیز گاروں کے بدلے میں قرار نہیں دیا اور جو کچھ خدا کے پاس ہے نیکو کاروں کے لیے بہتر (اس دنیا سے ہے) دیکھو اھل دین خدا جو کچھ خدا کی کتاب میں آیا ہے (یعنی امتیازات و برتری جو کہ ملاک اس قرآن کی ہے) اور جس چیز کو رسولؐ خدا کے پاس رکھا (اور جان لو امتیازات اس کے نزدیک تقرب پاتے ہیں) اور جان لو راہ خدا میں جہاد کرتا آیا (یہ امتیازات) نسل و خاندان سے تھا یا عمل اور اطاعت وزہد سے اور ان کو اس سے کہ جس کے آج مشتاق ہیں چکھیں گے اپنی منزل کی طرف جلدی کرو خدا تم پر رحمت کرے وہ منزلیں کہ جو ماموراً باد تمہارے کرنے کے لیے ہیں، وہ آبادیاں (کہ اگر بے شک آباد ہوئی ہیں) ویران نہ ہوں گی وہ منزل باقی رہے گی اور یہ ختم نہ ہوگی وہ، وہ منزل ہے جس کی خدا نے تم کو دعوت دی ہے اور اس کی تشویق دلائی ہے اور تمہیں اس طرف راغب کیا ہے اور اس کی جزا کو اپنے پاس مقرر کیا ہے تم خدا کی نعمتوں کو تسلیم کرلو اس قضا کے سامنے اور اس کی نعمتوں پر کامل شکر کرو۔ کیونکہ جان لو جو بھی اس پر راضی نہ ہوگا وہ ہم سے نہیں ہے اور وہ ہماری طرف کوئی توجہ نہیں رکھتا اور بے شک حاکم تنہا حکم خدا سے حکم کرتا ہے اور اس کام کے کرنے میں اس کے لیے کوئی خوف نہیں ہے اور یہی نجات پانے والے ہیں اور دوسرے نسخہ میں ہے کہ فرمایا اور خوف وحشت ان کے لیے نہیں ہے اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے لیے خوف نہیں ہے اور اندوگین نہ ہوں گے اور فرمایا میں تمہیں اسی تازیانہ سے کہ جس سے اپنے خاندان کو تنبیہ کرتا ہوں اور تمہاری کوئی پروا نہیں ہے اور اسی شاق سے کہ اس کے ذریعہ سے حدود واحکام اپنے پروردگار کو قائم کرتا ہوں۔ اور تمہیں تادیب کرتا ہوں لیکن تم اس سے ہاتھ نہیں کھینچتے کیا تمہارے دل یہ چاہتے ہیں کہ اس بارہ میں تلوار سے تم کو ماروں ہاں میں جانتا ہوں کہ تم کیا چاہتے ہو اور یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ کجی تم کو کس چیز سے درست کرتی ہے لیکن میں روبراہ ہونے تمہاری وضع فساد وتباہ ہونیکی وضع کو میں اپنے لیے نہیں خریدتا اور خدا تم پر ایک شخص کو مسلط کرے گا جو میرے انتقام کو تم سے لے گا نہ دنیا رکھے گا کہ وہ اس سے حصہ حاصل کرے اور نہ آخرت جس کا سرانجام اس جگہ تک جائے گا پس دوری اور

نازل کی ہو جہنمیوں پر

**امام باقرؑ کے ساتھ حمران کا مصاحبہ!......(552)(305)** زرارہ کہتے ہیں کہ حمران نے امام باقرؑ سے پوچھا خدا مجھے آپؑ پر قربان کرے کیا بہتر ہوتا کہ آپؑ ہمارے لیے کچھ بیان فرماتے کہ یہ امر (حکومت حقہ) کس وقت قائم ہوگی کہ ہم اس سے خوش ہو جائیں گے تو حضرتؑ نے اس کے جواب میں فرمایا اے حمران تم دوست اور برادر اور ساتھی رکھتے ہو (شرح اس کلام حضرتؑ کی آخر حدیث میں آئے گی) (اے حمران) قدیم زمانے میں ایک دانشمند آدمی تھا اور اس کا بیٹا تھا اور اس کا بیٹا باپ کے علم کا شوق اور رغبت نہ رکھتا تھا اور کسی چیز کی معلومات کے بارے میں اس سے نہیں پوچھتا تھا (یہاں تک کہ اس کی موت کا وقت قریب آگیا) لیکن اس کے بدلے میں اس کا ایک ہمسایہ تھا کہ جو اس کے پاس آتا اور اس عالم سے پوچھتا اور اس سے علوم کو حاصل کرتا تھا اور جس وقت کہ اس عالم مرد کی موت کا وقت قریب آ گیا تو اس نے اپنے بیٹے کو بلایا۔ اور اس سے کہا اے میرے بیٹے، تم نے مجھ سے علم سیکھنے میں کنارہ کشی کی ہے اور علم کے سیکھنے میں رغبت نہ کی اس وجہ سے تم نے مجھ سے کوئی چیز نہیں پوچھی ہے لیکن میرا ایک ہمسایہ ہے کہ وہ میرے پاس آتا اور مجھ سے پوچھتا تھا اور اس نے مجھ سے علم حاصل کیا ہے اور اسے تحریر بھی کر لیا ہے پس جب بھی کبھی تمہیں کسی چیز کی ضرورت پیش آئے تو اس کے پاس جانا اور اس ہمسایہ کی پہچان اپنے بیٹے کو کروائی یہ عالم اس دنیا چلا گیا اور اس کا بیٹا باقی رہ گیا یہاں تک کہ بادشاہ جو اس زمانے میں تھا اس نے خواب دیکھا (اور اس کی تعبیر کے لیے) اس عالم کی تلاش میں مصروف ہو گیا اس کے بعد اسے کہا گیا کہ وہ اس دنیا سے چلے گئے ہیں (وفات پا گئے ہیں) تو اس نے پوچھا کہ اس کا کوئی بیٹا ہے تو کہا گیا کہ ہاں اس کا ایک بیٹا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کو میرے پاس لایا جائے کسی آدمی کو اس کے پاس بھیجا گیا کہ تمہیں بادشاہ بلا رہا ہے اس بیٹے نے دل میں کہا خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ بادشاہ کس لیے مجھے بلاتا ہے اور کوئی چیز مجھ سے پوچھ لی تو میں لازمی رسوا ہو جاؤں گا تو اس وقت اسے اپنے باپ کی وصیت یاد آئی (کہ اس نے کہا تھا کہ جب کبھی کسی چیز کی ضرورت علم سے تمہیں پیش آئے تو اپنے ہمسائے فلاں کے پاس جانا) اس وجہ سے وہ اس ہمسایہ کے پاس کہ جس نے اس کے باپ سے علم کو حاصل کیا تھا گیا اور اس سے کہا کہ مجھے بادشاہ بلاتا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں کہ اس نے مجھے کس لیے طلب کیا ہے اور بے شک میرے باپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ جب کبھی تمہیں کسی چیز کی ضرورت پڑے تو میں تمہارے پاس آؤں۔ اس شخص نے کہا لیکن میں جانتا ہوں کہ بادشاہ نے تمہیں کس لیے طلب کیا ہے اور اگر یہ چیز میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ بادشاہ نے تمہیں کس لیے طلب کیا ہے اور اگر یہ چیز میں تم سے بیان کروں اور یہ وہ وقت ہے کہ اس چیز سے خدا نے تیرا رزق پیدا کر دیا ہے (اور بادشاہ تمہیں جائزہ اور انعام دے گا) تو یہ مال جو ملے گا اس سے آدھا ہمارا ہوگا (اور اس کو مجھ پر تقسیم

کرو گے اور حصہ بھی مجھے دو گے) اس جوان نے کہا ہاں اس شخص نے اس کو قسم دی اور اس سے محکم پیمان لیا کہ اس قرارداد (تحریر) پر عمل کرو گے اور اس جوان نے بھی محکم پیمان اس اس بارہ میں قائم کیا اور قطعی قول دیا کہ قرارداد پر عمل کرے گا تو اس مرد نے اس سے کہا کہ بادشاہ نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ تم سے اس بارے میں پوچھے کہ ابھی اس وقت کون سا زمانہ ہے اور تم اس کے جواب میں کہنا کہ ابھی بھیڑیئے کا زمانہ ہے۔ وہ جوان بادشاہ کے پاس آیا اور بادشاہ سے کہا تم نے میرے پاس آدمی اس لیے بھیجا تا کہ تم اپنے خواب کے بارے میں جو تم نے دیکھا ہے مجھ سے پوچھو کہ ابھی کون سا زمانہ ہے بادشاہ نے کہا ہاں تم نے سچ کہا ہے ابھی بیان کرو کہ یہ کون سا زمانہ ہے تو اس نے جواب دیا یہ زمانہ بھیڑیئے کا زمانہ ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو معاوضہ دے دو اس جوان نے معاوضہ لے لیا اور اپنے گھر کی طرف واپس آ گیا اور وہ وعدہ جو اس نے اس شخص سے جو کیا تھا اس کو وفا نہ کیا اور اس کے حصے کو ادا نہ کیا اور خود یہ خیال کیا کہ شاید یہ مال میری آخری عمر تک کافی ہو گا اور اس وجہ سے میں بعد میں اس شخص سے سوال کرنے کا محتاج نہ ہوں گا اور اس طرح کا کوئی مسئلہ جواب مجھ سے پوچھا گیا ہے نہ پوچھا جائے گا (کہ میں مجبور ہو جاؤں گا اور اس کے پاس جاؤں گا) یہ واقعہ گزر گیا کہ پھر دوبارہ بادشاہ نے خواب دیکھا اور اسی جوان کے پاس پھر کسی کو بھیجا اس وقت یہ جوان اپنے کیئے پر پشیمان ہوا اور دل میں خیال کیا کہ میں کوئی چیز جانتا نہیں ہوں کہ میں بادشاہ کے پاس جاؤں اور طرح کو کوئی بات نہیں جانتا اور وہ پیمان شکنی اور بے وفائی جو میں نے اس مرد عالم سے کی ہے کس طرح اس کے پاس جاؤں لیکن دوبارہ کہا کہ جو بھی صورت ہے میں اس کے پاس جاتا ہوں اور اس سے عذر خواہی کرتا ہوں اور اس کے لیے قسم کھاتا ہوں شاید (میری تقصیر سے درگزر کرے) دوبارہ مجھے اس کی اطلاع دے پس وہ اس مرد کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ (جو گزر چکا تو گزر چکا ہے) اور میں آئندہ اس طرح نہ کروں گا جو پیمان میرے اور تیرے درمیان ہوا تھا وفا کروں گا اور ابھی اس چیز سے جو پیسے مجھے ملے تھے باقی نہیں رہے اور دوبارہ تیرا محتاج ہو گیا اور تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے شرمندہ اور خوار نہ کرو اور میں اس بارے تم سے قرار اور عہد محکم باندھتا ہوں کہ کوئی چیز میرے نصیب نہ ہو سوائے اس کہ میں اس کو مساوی کر کے دو حصے کروں گا اور بادشاہ نے مجھے بلایا ہے اور میں جانتا نہیں ہوں کہ وہ کیا سوال کرے گا۔ اس مرد نے کہا کہ بادشاہ نے دوبارہ خواب دیکھا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ وہ تم سے پوچھے کہ یہ کون سا زمانہ تھا اور جب اس سوال کو کرے تو تم اس کے جواب میں کہو کہ یہ زمانہ قوچ (گوسفند نر) کا زمانہ ہے جوان بادشاہ کے پاس گیا اور اس کے پاس پہنچا تو بادشاہ نے اس سے پوچھا (جانتے ہو) کہ میں نے کس لیے تم کو بلایا ہے اس نے کہا ہاں تم نے خواب دیکھا ہے اور چاہتے ہو کہ مجھ سے پوچھو کہ یہ کون سا زمانہ ہے بادشاہ نے کہا تم نے سچ کہا ہے ابھی اسے بیان کرو کہ یہ کون سا زمانہ ہے تو اس نے کہا کہ یہ قوچ (گوسفند نر) کا زمانہ ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو معاوضہ دے دو اس جوان نے معاوضہ لے لیا اور اپنے گھر واپس آ گیا اور اپنے اس کام کے متعلق فکر

کرنے میں مصروف ہو گیا کہ کیا اس بارے میں جو وعدہ کیا ہے عمل کروں (اور حصہ اس کو ادا کر دوں) یا وفا نہ کروں (پہلی دفعہ کی طرح سارا مال اپنے پاس رکھ لوں) کبھی وعدہ وفا کرنے کا پختہ ارادہ کرتا تو کبھی منصرف ہونے میں چلا جاتا تھا آخر کار اس نے دل میں خیال کیا کہ شاید اس کے بعد پھر کسی وقت بھی میں اس مرد سے سوال کرنے کا محتاج نہ ہوں گا اور عہد شکنی کا پختہ ارادہ ہی کر لیا اور وہ قول جو اس نے کیا تھا اس کی وفا نہ کی یہ واقعہ بھی گزر گیا اور پھر تیری دفعہ بھی بادشاہ نے خواب دیکھ اور اس کے پاس آدمی بھیجا اس جوان نے کہ جو عہد شکنی اس مرد کے ساتھ کی تھی انتہائی سخت پریشان ہوا اور پشیمان ہو گیا اور کہا کہ اس سے قبل میں نے دو دفعہ عہد شکنی کی ہے ابھی کیا کروں اور میں کسی چیز کے بارے جانتا بھی نہیں ہوں اور آخر کار (بہت زیادہ سوچ بچار کے بعد) اس نے ارادہ کیا کہ میں اس شخص کے پاس جاتا ہوں کہ جو عالم ہے پس اس مرد کے پاس آیا اور اس کو خدا کی قسم دی اور اس سے خواہش کی کہ وہ اس مسئلہ کے بارے میں مجھے بتائیں اور قول کیا اور اس بارے میں وعدہ وفا کرنے کا اور عہد کو محکم کیا اور اس سے کہا مجھے اس بارے میں ہرگز نہ چھوڑ اور میں اس طرح کہ جیسے پہلے عہد توڑ چکا ہوں نہ توڑوں گا اور جو وعدہ اب کر رہا ہوں ہرگز نہ توڑوں گا اسے وفا کروں گا۔ اس مرد نے اس سے پیمان لیا اور اس سے کہا وہ تمہیں اس لیے بلاتا ہے کہ اس نے خواب دیکھا ہے کہ وہ تم سے پوچھے کہ یہ کون سا زمانہ یہ اور جب وہ اس طرح کا سوال تم سے کرے تو تم اس سے کہنا کہ یہ زمانہ ترازو کا زمانہ ہے اور میزان کا زمانہ ہے جوان بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے پاس حاضر ہوا بادشاہ نے کہا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کس لیے بلایا ہے جوان نے کہا تم نے خواب دیکھا ہے اور تم چاہتے ہو کہ مجھ سے پوچھو کہ یہ کون سا زمانہ ہے بادشاہ نے کہا تم نے سچ کہا ہے بتاؤ کہ یہ کون سا زمانہ ہے تو اس نے جواب میں کہا یہ زمانہ ترازو اور میزان کا زمانہ ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو معاوضہ دے دو اس نے معاوضہ لیا۔ اور اس دفعہ یہ جوان اس سارے مال کو لے کر سیدھا اس شخص کے پاس جو عالم تھا لے جا کر رکھ دیا اور کہا اس دفعہ جو کچھ بھی مال میں نے لیا ہے (بغیر کمی و بیشی) تمام کا تمام تیرے پاس لے آیا ہوں تا کہ تم مجھے حصہ ادا کرو تو اس عالم دانشمند مرد نے کہا پہلا زمانہ بھیڑیئے کا زمانہ تھا اور تم بھی بھیڑیئے کی طرح ہی تھے اور دوسری دفعہ کا زمانہ قوچ (گوسفند) کا زمانہ تھا کہ اس میں نے تم پختہ ارادہ کیا تھا مگر اسے انجام نہ دیا اور تم نے پختہ ارادہ کیا مگر اس کی وفا نہ کی اور یہ زمانہ جو تیسری دفعہ کا ہے یہ زمانہ میزان و عدل کا زمانہ ہے اور تم نے بھی اپنے وعدہ کو وفا کر دیا ہے ابھی تم اس سارے مال کو اٹھا لو کہ مجھے اس مال کی ضرورت نہیں اور سارا مال اس کے حوالے کر دیا (مجلسیؒ نے توضیح کی اس جملہ کی ﴿اِنَّ لَکَ اَصْدِقَا وَاِخْوَانًا﴾ (جو اس حدیث میں ہے) اس کے چند احتمال ہیں

(1) مراد اس حکایت کے بیان کرنے کا یہ ہو کہ یہ زمانہ وفا کرنے عہد و پیمان کا نہیں ہے اور اگر تم زمانہ ظہور حکومت حقہ کو

جانور واقف کار اور برادران جو تم رکھتے ہو کہ ان سے بیان کرو اور یہ خبر لوگوں کے درمیان پھیل جائے اور اس کے نتیجہ میں بڑا فساد ظاہر ہو جائے گا اور اگر قول بھی پختہ کرو کہ اس کو لکھو اور پوشیدہ کرلو تو بھی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس قول پر عمل نہ ہوگا جبکہ یہ زمانہ میزان وعدل کا نہیں ہے اس قصہ سے حضرتؑ کی مراد یہ تھی کہ اس قصہ کے مشابہ تم زمانہ کے حالات دیکھتے ہو کہ تمہارے دوست احباب تمہارے ساتھ مکروفریب کرنے میں مشغول ہیں تو امامؑ ان کے عہد وقرار پر کیسے اعتماد و بھروسہ کرسکتے ہیں اور کیسے مخالفوں پر خروج کرسکتے ہیں۔ جب ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ اپنے عہد و پیمان کے پابند ہوں گے اور خدا جانتا ہے کہ وہ امامؑ کے ساتھ بھی وفا کریں گے تو وہ امامؑ کو بھی ظہور وخروج پر مامور کرے گا اور اہل زمانہ کی اصلاح کر کے محمد وآلِ محمدؐ کے صدقے میں اس عطیہ عظمیٰ کو ان کا حصہ قرار دے گا،

(2) مراد یہ ہے کہ تم دوست احباب رکھتے ہو کہ ان کو دیکھو کہ کیا وہ کسی ایک کام میں بھی تیرے ساتھ موافقت کرتے ہیں یا ہرگز جو وعدہ کرتے ہیں اس پر تیرے ساتھ عمل کرتے ہیں اور اس طرح ہی ہے کہ کس طرح امامؑ اس طرح کے ایک زمانہ میں ظہور کرے۔

(3) مراد یہ ہو کہ تم طاقت سے اس مطلب کو (یعنی ہاتھ لانا زمانہ ظہور امامؑ) کو اپنے ہاتھ لاؤ کیونکہ تم دوست احباب رکھتے ہو پس تم ان کے حال کو غور سے دیکھو اور اس میں فکر کرو جب بھی دیکھو کہ قطعی ارادہ امام کی فرمانبرداری کو رکھتے ہیں اور کامل طور پر اپنے امامؑ کو تسلیم کرتے ہیں جانتے ہیں کہ وہ وقت زمانہ ظہور قائمؑ کا ہے کیونکہ ان کا قیام ان حالات پر ہے اور تم طاقت رکھتے ہو دوست احباب کے طریقہ کار کو عام لوگوں کو سمجھتے ہو جیسا کہ معروف قول سے مشت نمونہ ہے۔

## عبداللہ بن حسن کا امام جعفر صادقؑ سے مناظرہ!......(553)(306)

معتبر یا دوسرے کہتے ہیں کہ عبداللہ بن حسن (معروف عبداللہ محض جو حسن مثنیٰ کے فرزند ہیں اور داعی خلافت اپنے بیٹے محمد و ابراہیم کو جانتے تھے اور بالآخر یہ تینوں منصور عباسی کے ہاتھوں قتل ہوگئے) انہوں نے امام جعفر صادقؑ کو پیغام دیا کہ ابو محمد (یعنی وہ خود) کہتا ہے کہ میں تم سے زیادہ شجاعت والا اور تم سے زیادہ سخاوت کرنے والا اور تم سے زیادہ عالم ہوں تو امام جعفر صادقؑ نے اس کے قاصد سے فرمایا (کہ عبداللہ سے کہو) پھر شجاعت وہ خدا کی قسم ابھی تحت جنگ تیرے لیے پیش نہیں آیا کہ تیری بزدلی تیری شجاعت سے پہچانی جائے (اور معلوم ہو کہ تم بہادر ہو یا ڈرنے والے) اور پھر اسے اپنی ضرورت کے مطابق دوسرے کی ضرورت میں صرف کرے (مجلسیؒ کہتے ہیں یعنی تم اس قسم کے نہیں ہو بلکہ اموال لوگوں سے حاصل کرتے ہو اور خلافت کے حصول کے لیے نامشروع طور پر اپنے بیٹے محمد کے لیے خرچ کرتے ہو) اور پھر علم و دانش پس تیرے باپ علیؑ بن ابی طالبؑ نے ہزار بندہ آزاد کیا ہے تم جو کہ دانشمند ہو ان میں سے صرف پانچ آدمیوں کے نام ہی ذرا میرے سامنے بیان کرو

قاصد عبداللہ بن حسن کے پاس آیا اور امامؑ کی بات اس سے بیان کی پھر آنحضرتؑ کے پاس واپس آیا اور کہا عبداللہ بن حسن کہتا ہے کہ تم صحفی آدمی ہو (یعنی تیری معلومات کتاب کی وجہ سے ہے) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اس سے کہو ہاں خدا کی قسم صحف (اور کتابیں) ابراہیمؑ وموسیٰؑ وعیسیٰؑ کی جو ہیں وہ ہم نے اپنے باپوں سے وراثت میں لی ہیں۔

**معراج کا ایک واقعہ!......** (554)(307) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا خدا کے اس کلام سے متعلق ﴿ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ﴾ اور جو ان میں سے ایمان لائے ہیں اور ان کو یہ خوشخبری سنا دو کہ ان کے رب کے پاس ان کا سچا (مرتبہ یا بہتر جزا) پایہ ہے (سورہ یونس آیت 2) فرمایا مراد (سابقہ نیک صدق) سے رسولؐ خدا ہیں (کہ آنحضرتؐ ان کے لیے شفاعت کریں گے)

(555)(308) عبداللہ بن یحییٰ کاھلی کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے خدا کے اس کلام سے متعلق ﴿ وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴾ حالانکہ جو لوگ ایمان نہیں لائیں گے ان کو نہ نشانیاں کچھ کام دیتی ہیں اور نہ ڈرانے والے ایمان نہیں لائیں گے (سورہ یونس آیت 101) فرمایا جب رسولؐ خدا معراج پر گئے تو جبرائیلؑ ان کے لیے براق کو لے آئے اور حضرتؐ اس پر سوار ہو گئے اور بیت المقدس چلے گئے پھر وہاں پر اپنے پیغمبر برادران کو دیکھا اور ملاقات کی پھر واپس آ گئے اور اپنے اصحاب سے کہا کہ میں بیت المقدس گیا ہوں اور واپس آ گیا ہوں اور جبرائیلؑ میرے لیے براق کو لے آئے اور میں اس پر سوار ہو گیا تھا اور علامت اس کی جو میں بیان کرتا ہوں یہ ہے کہ میں ابوسفیان کے قافلے کے پاس سے گزرا اور ان کا پانی کا مٹکا فلاں قبیلہ میں تھا اور ان کا سرخ بالوں والا اونٹ گم ہوا تھا اور اس کی تلاش کرنے میں مصروف تھے انہوں نے رسولؐ خدا کی جب یہ بات سنی تو ایک دوسرے سے کہنے لگے وہ سوار اتنی تیز سواری پر تھے کہ شام گئے (اور واپس آ گئے) اور تم بھی شام میں گئے ہو اس جگہ کو دیکھا ہے وہ یہ کہ تم بازاروں اور دروازوں اور بازار والوں سے متعلق ان سے پوچھیں کہنے لگے۔ اے رسولؐ خدا، شام اور اس کے بازار کیسے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا رسولؐ خدا اس طرح تھے کہ اگر کسی چیز کو نہ جانتے ہوں وہ ان سے پوچھی اور وہ ان پر سخت اور ناگوار ہو گی اور اس کا اثر آپ کے چہرے سے ظاہر ہو گیا اور اس وقت (وہ فکر میں چلے گئے) جبرائیلؑ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور عرض کیا اے رسولؐ خدا یہ شام ہے کہ جو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے موجود ہے رسولؐ خدا نے اس کی طرف دیکھا اور شام کو تمام دروازوں اور اس کے بازار والوں کو اپنے سامنے مشاہدہ کیا فرمایا، کہاں ہے وہ شخص کہ جس نے مجھ سے شام کے بارے میں پوچھا ہے کہنے لگے کہ فلاں تھے رسولؐ خدا نے ان کی طرف منہ کیا اور جو کچھ بھی انہوں نے پوچھا تھا ان کو اس کا

جواب دیا اس حال میں سوائے تھوڑے سوں کے آنحضرتؐ پر ایمان نہ لائے اور یہی تفسیر اس خدا کے کلام کی ہے ﴿وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ حالانکہ جو لوگ ایمان نہیں لائیں گے ان کو نہ نشانیاں کچھ کام دیتی ہیں اور نہ ڈرانے والے (سورہ یونس آیت 101) پھر امام جعفر صادقؑ نے فرمایا میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ہم خدا پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ رکھے ہوں ہم خدا پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں۔

**فضائل شیعہ!**......(556)(309) ابوحمزہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا یہ کہ کوئی مومن اپنے مومن بھائی سے اُف کہے (اور اس سے پرخاش کرے) اس کی ولایت سے (اور پیوستہ دوستی جو خدا نے ان کے درمیان قرار دی ہے) باہر چلا جائے اور اس سے کہتا کہ تم میرے دشمن ہو تو ان دونوں میں سے اس وقت ایک کافر ہوتا ہے کیونکہ خدا کسی کا عمل قبول نہیں کرتا کہ جو یہ چاہتا ہو کہ مومن کو عتاب اور سرزنش سے نصیحت کرے اور وہ مومن جو اپنے دل میں دوسرے مومن کے لیے برا ارادہ رکھے ہو اس کا عمل قبول نہیں کرتا اگر لوگوں کے سامنے اس کا پردہ ہٹ جائے اور دیکھ لو کہ پیوند جو خدا اور اس بندہ مومن کے درمیان ہے تو ان کی گردنیں مومنین کے سامنے خم ہو گئی ہیں اور ان کے کام ان پر ہموار ہو گئے ہیں اور ان کی فرمانبرداری ان پر آسان ہو گئی ہے اور اگر دیکھتے ہیں ان اعمال کو کہ جو مردود ہو گئے ہیں تو ہر حالت میں کہتے ہیں خدایا ہرگز اعمال کو کسی سے قبول نہ فرما اور میں نے سنا آنحضرتؐ سے کہ انہوں نے ایک شخص سے کہ جو شیعوں میں سے تھا فرمایا تم ہی پاک وطیب ہو اور تمہاری عورتیں بھی پاک وطیب ہیں ہر عورت ایمان کے ساتھ (بہشت میں) خوبصورت آنکھیں رکھنے والی حور یہ ہے اور ہر مومن مرد صدیق ہے (اور مقام صدیقوں کا رکھتا ہے) اور نیز میں نے آنحضرتؐ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا ہمارے شیعہ قیامت کے دن ہمارے نزدیک ترین لوگوں میں سے عرش پروردگار میں ہوں اور ہرگز وہ شخص ہمارے شیعوں میں سے نہیں کہ اٹھے؛ نماز پڑھنے کے لیے سوائے اس کے کہ اس کے مخالفین کی گنتی کے برابر یہ فرشتے (دور سے ہی اپنے ہاتھ سے اس کو پکڑ لیں یا جماعت میں اس کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں اور اس پر درود بھیجتے ہیں (یا اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں) یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے اور بے شک روزہ دار تم شیعوں سے بہشت کے باغوں سے حصہ مند ہوگا اور فرشتے اس کے لیے دعا کریں گے یہاں تک کہ وہ افطار کرے اور میں نے آنحضرتؐ سے سنا انہوں نے فرمایا تم ہو اھل تحیت خدا ان کے درود کے ذریعے سے ہو اور تم ہو خاصان خدا اس کی رحمت و صبر کے شمول میں اور تم ہو اھل توفیق خدا عصمت اور اس کی حفاظت کے ذریعے سے اور تم ہو اہل دعوت خدا اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے سبب سے نہ تمہارے لیے حساب ہے اور نہ خوف واندوہ تم وہ بہشت والے ہو ان سے اور بہشت تمہارے لیے ہے اور تمہارے نام ہمارے پاس عنوان صالح و مصلح مردوں میں ثبت ہیں اور تم ہو اہل خوشنودی اور رضائے خدا اس کی

خوشنودی تم سے ہے اور فرشتے تمہارے عمل خیر و نیک میں تمہارے بھائی (کیونکہ وہ تمہاری مدد اور کمک کرتے ہیں) اور جب کبھی سختی اور مشقت سے دعا کرو اور جب غفلت میں گرفتار ہو جاؤ تو اس میں کوشش کرو (شاید مراد یہ ہو کہ تمہاری کوشش پیچھے جانے سے تم خود غفلت سے ہمت کرتے ہوئے باہر نکل آؤ) اور تم بہترین لوگ ہو تمہارے گھر تمہارے لیے بہشت ہیں تم بہشت کے لیے پیدا کیے گئے ہو اور نعمتیں تمہارے لیے بہشت میں ہیں اور سرانجام بہشت کی طرف ہے۔

(557)(310) فضیل کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، جب جعفر بن ابی طالبؑ حبشہ سے واپس آئے تو رسولؐ خدا نے ان سے فرمایا عجیب ترین چیز جو تم نے حبشہ میں دیکھی ہے وہ کیا تھی عرض کیا کہ میں نے اھل حبشہ کی ایک عورت کو دیکھا کہ جو زنبیل کو اپنے سر پر اٹھائے تھی اور راستہ پر چلی جاتی تھی کہ ایک مرد اس کے پاس سے گزرا اور اس عورت سے اس کی ٹکر ہوگئی اور وہ عورت زمین پر گر گئی اور اس کی زنبیل بھی اس کے سر سے زمین پر گر گئی عورت اٹھی اور بیٹھ گئی پھر کہا تم پروائے ہو کیفر دینے والا روز جزا کا ہے پھر وہ کرسی پر بیٹھنے والے اور جو حق مظلوم کو ظالم سے لینے والا ہے کہا رسولؐ خدا بھی اس داستان کو سننے کے بعد متعجب ہو گئے (مجلسیؒ کہتے ہیں کہ شاید ملک شرک میں ہوا تھا اس صدا کلام سے کہ جو ایک حبشہ عورت کا ہوا ملک شرک میں ہوا تھا)

## ابراہیمؑ کی ولادت و تربیت کی داستان!......

(558)(311) ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے آزر ابراہیمؑ کے باپ (توضیح اس جملہ کی حدیث کے آخر میں آئے گی) منجم نمرود کا تھا اور اس کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا ایک رات اس نے ستاروں کو دیکھا اور جب صبح ہوئی تو نمرود سے کہا میں نے ایک عجیب چیز دیکھی ہے اس نے کہا کیا دیکھا ہے آزر نے کہا کہ ایک بچہ ہماری سرزمین میں پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں ہلاکت و نابودی ہماری ہو جائے گی اور کوئی چیز باقی نہ ہوگی کہ اس کی ماں اس سے حاملہ ہو جائے گی تو نمرود اس خبر پر بڑا متعجب ہوا اور کہا کیا اس سے ماں حاملہ ہوگئی ہے آزر نے جواب دیا نہیں نمرود نے حکم دیا کہ عورتوں کو ان کے مردوں سے الگ کر دو اور کوئی ایسی صورت باقی نہ رہی تھی سوائے اس کے کہ ان کو الگ شہر میں جگہ دی گئی کہ وہ وہاں رہیں اور لوگوں کو ان تک دسترس حاصل نہ تھی اور خود آزر اپنی زوجہ سے ہم بستر ہوا اور وہ ابراہیمؑ سے حاملہ ہوگئی آزر اپنے گمان میں چلا گیا کہ وہ مولود خود اس سے ہی ہوگا تو اس زمانہ کی قابلہ کو ان کے پاس بھیجا اور یہ اپنے کاموں میں اس قدر ماہر تھیں کہ جو کچھ عورت کے رحم میں ہوتا تھا اس کو سمجھ جاتیں تھیں ان کو ابراہیمؑ کی ماں کے پاس بھیجا گیا اور خدا نے اس بچہ کو جو رحم میں تھا پشت کی طرف ملا دیا اور کہنے لگیں کہ ہم اس کے شکم میں کسی چیز کو نہیں دیکھ رہی ہیں اور اس علم سے کہ جو آزر نے (اس بچہ کے بارے میں) بیان کیا تھا اس کا یہ مطلب تھا کہ یہ بچہ آگ میں گرا دیا جائے گا لیکن اس کے بعد خدا اس کو اس آگ سے نجات دے گا نہیں جانتا تھا اور جب ابراہیمؑ کی

ماں نے اس بچہ کو جنا تو آزر نے چاہا کہ اس کو نمرود کے پاس لے جائے تا کہ وہ اس کو قتل کر دے تو اس کی عورت نے اس سے کہا اس بچے کو اس کے پاس نہ لے جاؤ تا کہ وہ اس کو قتل کر دے اسے چھوڑ دو اور میں اس کو ایک غار میں لے جاتی ہوں اور اس جگہ پر رکھتی ہوں تا کہ اسے وہاں پر موت آ جائے اور تم اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے کے قاتل نہ بنو گے تو آزر نے اس بات کو قبول کر لیا اور اس سے کہا پس جلدی سے اس کو وہاں لے جاؤ ابراہیمؑ کی ماں اس بچے کو غار میں لے گئی اور یہاں پر اسے دودھ پلایا اور اس غار کے سامنے ایک پتھر رکھ دیا اور اپنے گھر واپس آ گئی اور خدا نے ابراہیمؑ کے رزق کو ان کی انگلی میں جاری کر دیا اور ابراہیمؑ اس کو چوستے رہے اور دودھ اس سے پیدا ہوتا رہا اور ان کا بڑھنا ایک دن کے مطابق دوسرے بچوں کے ایک ہفتہ کے برابر تھا اور ایک ہفتہ ان کا ایک مہینے کے برابر تھا جو دوسروں کے لیے ہوتا جو اس قدر ہوتے اور ایک ماہ اندازہ ایک سال کے برابر جو دوسروں کے لیے ہوتا تھا کافی عرصہ اسی طرح گزرا یہاں تک کہ آپ کی ماں نے آزر سے کہا کہ بہتر ہے آپ مجھے اجازت دیں تا کہ میں اس بچے کے پاس جاؤں کہ کیا ہوا ہے تو اس نے کہا جاؤ ابراہیمؑ کی ماں؛ اپنے بیٹے کے پاس آئی اور آ کر دیکھا کہ ابراہیمؑ کی دو آنکھیں دو چراغوں کی طرح روشن ہیں ان کو اٹھایا اور اپنے سینہ سے لگایا اور ان کو دودھ پلایا اور واپس آ گئیں آزر نے ان سے اس بیٹے کا حال پوچھا تو عورت نے کہا اس کو مٹی میں دفن کر دیا ہے اور واپس آ گئی ہوں اس کے بعد یہ عورت کام کے بہانہ سے باہر نکلتی اور خود ابراہیمؑ کے پاس چلی جاتی تھی اور اس کو سینہ سے لگاتی تھیں اور ان کو دودھ پلاتی اور واپس آ جاتی تھیں اور جب ابراہیمؑ راستہ چلنے لگے اور ان کی ماں ہمیشہ ان کے پاس آتی اور اسی طرح ان کے ساتھ طریقہ استعمال کرتی تھیں اور اس دفعہ جب اس نے چاہا کہ واپس جائے تو ابراہیمؑ اٹھے اور آپ کے دامن کو پکڑ لیا اور آپ کی ماں نے کہا کیا چاہتے ہو اور کیوں اس طرح کرتے ہو؛ ابراہیمؑ نے کہا کہ مجھے اپنے ساتھ لے چلو آپ کی ماں نے کہا چاہیے کہ میں اس بارے میں تیرے باپ سے اجازت لے لوں امامؑ نے فرمایا ابراہیمؑ کی ماں آزر کے پاس آئی اور اس کی ابراہیمؑ کو داستان سے مطلع کیا آزر نے کہا کہ اس کو لے آؤ اور اس کو راستے پر بٹھا دو تا کہ اس کے بھائی آ جائیں اور ان کے ساتھ اسے میرے پاس لے آؤ تا کہ اسے کوئی پہچان نہ سکے ابراہیمؑ کے بھائیوں کا کام یہ تھا کہ وہ بت بناتے تھے اور بازار لے جاتے تھے اور ان کو فروخت کرتے تھے ابراہیمؑ کی ماں (آزر کے حکم کے مطابق) ان کو لے آئی اور راستہ پر بٹھا دیا اور جب اس کے بھائی ان کے پاس سے گزرے تو وہ ان کے ساتھ آزر کے گھر گئے اور جب باپ کی نظر ان پر پڑی تو ان کی محبت ان کے دل میں گھر کر گئی۔ اور کافی دیر اس محبت پر گزر گئی یہاں تک کہ ایک دن برادران بت بناتے تھے اور ابراہیمؑ تیشہ کو ہاتھ میں لیا اور جو بت (خوبصورت) بنایا کہ اس کی مانند اس دن تک نہ دیکھا گیا تھا آزر نے ابراہیمؑ کی ماں سے کہا میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ اس بیٹے کی برکت سے خیر ہم کو پہنچے گا لیکن ناگاہ دیکھا کہ ابراہیمؑ نے تیشہ کو ہاتھ میں لیا اور وہ بت جو انہوں نے بنایا تھا توڑ دیا آپ کے باپ اس کام سے سخت ناراض ہو گئے اور ان

سے کہا تم نے کیا کیا ہے ابراہیمؑ نے کہا مگر اس بت کو کیوں لیے جاتے ہو آزر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ان کی پوجا کروں ابراہیمؑ نے فرمایا کیا تم ان کی پوجا کرتے ہو جسے تم خود ہی تراشتے ہو (اوران کو بناتے ہو) آزر نے (جس نے اس بات کو ان سے سنا) تو ان کی ماں سے کہا یہ وہی شخص ہے کہ ہماری حکومت اسی کے ہاتھ سے ختم ہو جائے گی (اس بارے میں کہ کیا آزر ابراہیمؑ کے باپ تھے یا یہ کہ باپ کہا گیا ہے اس لیے کہ چچا تھے دانشمند اور علما اسلامی میں اس بارے میں اختلاف ہے اور بہت زیادہ علمائے اہل سنت نے اول قول کو اختیار کیا ہے جیسا کہ ظاہر قرآن میں بھی اسی طرح ہے۔ لیکن علمائے شیعہ اس بارے میں اتفاق رکھتے ہیں کہ پیغمبر اسلام کے تمام باپ خدا پرست تھے اور کوئی ایک بھی ہرگز ان سے کافر نہ ہوا تھا اور آزر بھی ابراہیمؑ کے باپ نہ تھے اور آپ کے باپ کا نام تارخ تھا اور یہ اکثر نسب ناموں اور شجرہ جات میں درج ہے اور آزر کو باپ کہا گیا ہے جبکہ وہ ان کے چچا تھے اور تحریریں بہت زیادہ اس بارے میں موجود ہیں اس وجہ سے علامہ مجلسیؒ کہتے ہیں کہ شاید یہ خبر تقیہ کی وجہ سے صادر ہوئی ہو بہر حال اس کے متعلق قرآن کی تفاسیر اور دیگر اسلامی کتب میں اس کی تفصیل دیکھی جا سکتی ہیں)

**نمرود کے ساتھ ابراہیمؑ کی داستان محاجہ!......** (559)(312) حجر کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، کہ ابراہیمؑ نے اپنے قوم کی خود مخالفت کی اور ان کے خداؤں کو توڑ دیا یہاں تک کہ ان کو نمرود کے پاس لے گئے ابراہیمؑ نے نمرود کے ساتھ محاکمہ اور بحث کی اور فرمایا ﴿رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ میرا پروردگار وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے (نمرود نے کہا) میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں ابراہیمؑ نے کہا بے شک میرا پروردگار سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اور تم مغرب سے نکالو پس یہ کہ انہوں نے کفر کیا اور مبہوت ہو گیا اور خدا ظالم قوم کی ہدایت نہیں کرتا امام باقرؑ نے فرمایا ابراہیمؑ نے ان کے خداؤں کو توڑ دیا اور اپنی نگاہ ستاروں کی طرف کی اور فرمایا میں بیمار ہوں ﴿فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ﴾ ابوجعفرؑ نے فرمایا خدا کی قسم وہ بیمار نہ تھے اور جھوٹ بھی نہیں بولا (شاید امام کی مراد یہ ہو کہ ظاہر میں بیمار نہ تھے لیکن روح کی نظر میں ناہنجار ان لوگوں کے کوتہ فکر میں کہ جو بتوں کو چوب اور پتھر سے بنا کر خدا کی جگہ پر پوجا کرتے تھے تکلیف میں تھے اور خلاصہ روح کے بیمار تھے اور اس وجہ سے جھوٹ نہ کہا) اور جب لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا اور عید کے مراسم کو ادا کرنے کے لیے یہاں سے چلے گئے تو ابراہیمؑ نے کلہاڑا ہاتھ میں لیا ان خداؤں کو جو جھوٹے تھے توڑ دیا سوائے بڑے بت کے اور

کر اس نے کوبھی اسی کی گردن میں ڈال دیا اور جب یہ لوگ واپس اپنے خداؤں کے پاس آئے تو ان حالات کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے خدا کی قسم کسی کو ایسا کام کرنے کی جرأت نہیں ہے سوائے اس جوان کے کہ اسی نے ان کو توڑا ہے اور ان سے بیزاری کرتا ہے اور اس کے قتل کرنے سے بدتر اسے قتل کرنے کا ذریعہ آگ میں گرانے کے نہیں ہے اس وجہ سے انہوں نے لکڑیاں اکٹھی کرلیں تا کہ وہ دن جو کہ مقرر کیا گیا تھا ان کو آگ سے جلا دیا جائے نمرود نے اپنے لشکریوں کو یہ تماشا دیکھنے کے لیے اکٹھا کیا۔ اور ان کے لیے ایک جگہ ترتیب دی تا کہ وہ اس جگہ سے ان کو دیکھ سکے اور کس طرح آگ ابراہیمؑ کو ان کے کام کے بدلے میں جلاتی ہے اور اس طرف سے ابراہیمؑ کو منجنیق میں بٹھا دیا (تا کہ اس جلنے والی تیز آگ میں ڈال دیں) تو زمین (فریاد میں آگئی) اور کہا پروردگار زمین پر کوئی شخص اس کے سوا نہیں ہے کہ جو تمہاری عبادت کرے کیا تو اسے آگ میں جلا دے گا تو پروردگار نے (جواب میں) فرمایا، اگر وہ مجھے پکاریں تو میں اسے نجات دے دوں گا اس مقام پر ابان اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا دعائے ابراہیمؑ اس دن یہ تھی ﴿يَا اَحَدُ يَاصَمَدُ يَامَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ اے احد اے بے نیاز اے وہ جس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے پھر کہا ﴿اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ اِلَى اللّٰهِ﴾ میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں پس خدا نے فرمایا میں تیری کفایت کرتا ہوں (اور تجھے نجات دیتا ہوں) اور آگ سے خطاب فرمایا، ﴿كُوْنِیْ بَرْدًا﴾ تو سرد ہو جا اس وقت سردی اس قدر ہوگئی کہ ابراہیمؑ کے دانت بجنے لگے اور سخت سردی لگنے لگی یہاں تک کہ اس کے بعد خدا نے فرمایا ﴿وَسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ﴾ ابراہیمؑ پر سلامتی ہو جا جبرائیل ان کے پاس نیچے آئے اور ابراہیمؑ کے ساتھ آگ میں بیٹھ گئے اور ان سے گفتگو کرنے لگے نمرود نے (جب اس منظر کو دیکھا) تو کہا کہ ہم ہر ایک معبود اپنے لیے رکھے ہیں اور ہمیں چاہیے کہ ہم ابراہیمؑ کے معبود کی عبادت کریں ایک شخص نے جوان لوگوں میں بڑا تھا اس نے کہا میں نے عزیمت کے ورد کو آگ پر پڑھا ہے کہ وہ اس کو نہ جلائے جب اس نے اس بات کو زبان پر جاری کیا تو ایک شعلہ آگ کا اس کی طرف آیا اور اسی کی طرح جیسے وہ اس کے سامنے آیا تو اس کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اسے جلا دیا (دیکھنے والے معجزہ کے) لوطؑ پر ایمان لے آئے اور ابراہیمؑ نے سارہ کے ساتھ اور لوطؑ نے اس جگہ سے ہجرت کی۔

**ابراہیمؑ کی ہجرت کی داستان!......** (560)(313) ابراہیم بن ابوزیاد کرخی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا ابراہیمؑ کی ولادت کی جگہ کوثی ربا شہر کو (جو جگہ عراق میں ہے) اتفاق سے ہوئی تھی اور آپ کے والد بھی اسی جگہ کے رہنے والے تھے اور ابراہیمؑ کی ماں کا نام سارہ تھا اور لوطؑ کی ماں کا نام ورقہ تھا اور ایک نسخہ میں

ہے رقیہ تھا یہ دونوں بہنیں تھیں اور یہ دونوں ہی لاحج کی بیٹیاں تھیں جو پیغمبرؑ تھے اور منذر (ڈرانے والے) تھے اور مقام رسالت نہیں رکھتے تھے اور ابراہیمؑ اپنے زمانہ جوانی میں فطرت توحید پر زندگی گزارتے تھے یہاں تک کہ خدا نے ان کو اپنے دین کی ہدایت فرمائی۔ اور ان کو برگزیدہ کیا ابراہیمؑ نے سارہ سے جو لاحج کی بیٹی تھی اور ان کی خالہ کی بیٹی تھی (اس جملہ کی توضیح حدیث کے آخر میں آئے گی) اس سے شادی کی اور سارہ بہت زیادہ مال رکھتی تھیں اور زمینوں کی وسیع مالک تھیں اور ان کے حالات بہت اچھے تھے اور بہت مویشی تھے اس شادی کے کام کے بعد سارہ نے اپنے تمام مال کو ابراہیمؑ کے حوالے کردیا اور ابراہیمؑ نے یہ تمام ملنے کے بعد مویشیوں اور اموال اور زراعت میں مزید توسیع کی یہاں تک کہ سرزمین کوثی ربا میں کوئی شخص ایسا نہ رہا کہ اس کی زندگی ابراہیمؑ سے بہتر ہوتی اور جب ابراہیمؑ نے نمرود کے بتوں (اور نمرودیوں کے بتوں) کو توڑا تو نمرود نے حکم دیا کہ ان کو قید کردو اور ان کے لیے گودال کھودو اور وہ آگ کہ جس میں ان کو گرایا گیا پھر ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا تاکہ وہ اس کو جلادے اور اسی طرح اس کو ڈال دیا یہاں تک کہ آگ بجھ گئی اور جب اس گودال کے اوپر گئے تو ابراہیمؑ کو دیکھا کہ وہ سالم اور قید کی رسی سے آزاد ہیں اور یہاں پر بیٹھے ہیں یہ واقع نمرود سے بیان کیا گیا تو اس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو اس سرزمین سے باہر نکال دیں اور وہ یہاں سے چلے جائیں لیکن وہ اپنے مویشی اور مال کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں ابراہیمؑ نے ان کے ساتھ اس بارے میں جھگڑا کیا اور فرمایا اگر تم مجھ سے میرا مال لینا چاہتے ہو تو تمہیں چاہیے کہ اسی مقدار میں میری وہ عمر کہ جو میں نے تمہاری سرزمین میں گزاری ہے کہ میں تمہارے پاس سے چلا جاؤں مجھے واپس پلٹادو اس محاکمہ کو قاضی نمرود کے پاس لے گئے تو اس نے حکم دیا کہ جو کچھ ابراہیمؑ کے پاس مال اور مویشی ہیں وہ لے جائیں۔ اور ابراہیم وہ ان کو دے دیں یہ لوگ بھی اس کے مقابل میں اس قدر عمر ابراہیمؑ کو جو انہوں نے یہاں گزاری ہے واپس پلٹادیں یہ واقعہ نمرود سے بیان کیا گیا تو اس نے حکم دیا کہ ان کو آزاد کردو کہ وہ اپنا مال اور مویشی اپنے ساتھ لے جائیں اور وہ باہر نکل جائیں اور ان سے کہا گیا کہ اگر یہ شخص تمہارے ملک میں رہا تو تمہارے دین کو تباہ کردے گا اور تمہارے خداؤں کو نقصان پہنچائے گا انہوں نے ابراہیمؑ اور لوطؑ کو اپنے ملک سے شام کی طرف روانہ کردیا اور ابراہیمؑ بھی لوطؑ کے ساتھ جو ان سے جدا نہ ہوئے تھے اور سارہ یہاں سے باہر نکل گئے اور ان سے فرمایا ﴿اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ﴾ میں اپنے پروردگار کی طرف جا رہا ہوں (سورہ صافات آیت 69) اور آپؑ کی مراد بیت المقدس تھی ابراہیمؑ نے اپنے مویشی اور مال لیا اور اپنی غیرت کی وجہ سے اپنے ناموس کے متعلق ایک صندوق بنایا اور سارہ کو اس میں بٹھادیا اور محکم تالہ اس پر لگادیا اور راستہ پر چل پڑے یہاں تک کہ وہ نمرود کے ملک کی حدود سے باہر نکل گئے اور دوسرے ملک کے بادشاہ کی حد میں جو قبطیوں سے تھا اور اس کا نام عرارہ تھا اس میں داخل ہوگئے اس مقام پر چونگی موصول کرنے والوں نے

روکا ان سے ایک شخص نے آکر کہا کہ دسواں حصہ اس کا جو ابراہیمؑ کے ساتھ ہے لے لو اس نے لینا شروع کیا جو بادشاہ کے مقرر تھے اور جب اس صندوق کا موقع آیا تو ابراہیمؑ سے کہا کہ اس صندوق کو کھولیں تا کہ دسواں حصہ اس کا جو اس میں ہے وصول کریں ابراہیمؑ نے فرمایا کہ تم ایسے ہی فرض کرلو کہ یہ صندوق سونے اور چاندی سے بھرا ہوا ہے اور تم اس کا دسواں حصہ لے لو اور میں اسے ہرگز کھولنا نہیں چاہتا جس قدر محصول تم لینا چاہو لے لو اس نے کہا ہر حالت میں یہ کھولنا پڑے گا، اور ابراہیمؑ کو الگ کردیا تا کہ اس کو کھولا جائے جب کھولا تو اس میں سارہ کو جو حسن و جمال سے موصوف تھیں اس صندوق کے درمیان دیکھی تو چونگی والے نے پوچھا اور ان سے کہا یہ عورت تم سے کیا رشتہ رکھتی ہے تو فرمایا یہ میری ہمسر اور میری خالہ کی بیٹی ہے تو بتاؤ کہ تم نے اس کو کس لیے اس صندوق میں چھپا کر رکھا ہے فرمایا اس غیرت سے کہ جو میں اس کی نسبت رکھتا ہوں تا کہ کوئی اسے نہ دیکھے اس نے کہا کہ میں اس وقت تک تمہیں نہیں چھوڑوں گا جب تک یہ واقعہ اور تیرا حال اور اس عورت کا حال بادشاہ سے بیان نہ کردوں اس کے بعد کسی شخص کو بادشاہ کے پاس بھیجا اور اس کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ بادشاہ نے کسی کو بھیجا کہ وہ اس صندوق کو میرے پاس بھیج دیں ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک جب تک میری جان میں جان ہے اس صندوق سے جدا نہ ہوں گا تو یہ بات بھی بادشاہ تک پہنچائی گئی اور اس نے حکم دیا کہ اسے خود بھی اس صندوق کے ساتھ لے آؤ پس ابراہیمؑ کو صندوق اور اموال جو دوسرا ان کے پاس تھا ساتھ لے کر چل پڑے اور بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے کہا کہ اس صندوق کو کھولو ابراہیمؑ نے فرمایا اے بادشاہ یہ میری ہمسر اور میری خالہ کی بیٹی ہے جو اس صندوق میں ہے اور میں حاضر ہوں جو کچھ تم لینا چاہتے ہو وہ میں تمہیں ادا کرتا ہوں؛ بادشاہ نے زبردستی ابراہیمؑ کو اس سے الگ کیا اور اس صندوق کو کھول دیا اور جب اس کی نظریں سارہ پر پڑھیں تو ناطاقت خود غرض ہوگیا اور اس کی سفاہت اس کی عقل و خرد پر غالب ہوگی اور اس نے اپنا ہاتھ اس سارہ کی طرف بڑھایا ابراہیمؑ نے اس سے بہت غیرت کی اور اپنے منہ کو ان دونوں کی طرف سے پھیر لیا (اور سر کو آسمان کی طرف بلند کیا) اور کہا خدایا اس کے ہاتھ کو میری ہمسر اور میری خالہ کی بیٹی سے روک دے دعائے ابراہیمؑ قبول ہوئی اور بادشاہ کا ہاتھ خشک (شل) ہوگیا اور سارہ تک نہ پہنچ سکا اور اپنی کمزوری سے اپنے ہاتھ کو ہٹالیا اس وجہ سے ابراہیمؑ سے کہا بے شک تیرے خدا نے ہی مجھ سے اس طرح کیا ہے فرمایا ہاں میرا خدا غیرت مند ہے اور حرام کام (اور ناشائستہ) کو اچھا نہیں سمجھتا اور وہی تو تھا کہ تیرے درمیان اور اس حرام کام کو جس کا تم نے قصد کیا کہ انجام دو حائل ہوا ہے بادشاہ نے کہا کہ تم اپنے خدا سے چاہو کہ وہ میرے ہاتھ کو پہلی اصلی حالت میں کردے اور اگر تیری دعا قبول ہوگئی تو میں دوبارہ تیری ہمسر کا متعرض نہ ہوں گا ابراہیمؑ نے (خدا کی بارگاہ میں دعا کی): خدایا اس کے ہاتھ واپس پلٹا دے تا کہ حرام کام کرنے میں مجھ سے الگ ہوجائے خدا نے بادشاہ کے ہاتھ کو پہلی حالت میں پلٹا دیا لیکن اس نے پھر سارہ کی طرف ہاتھ بڑھایا ابراہیمؑ نے اس سے پھر غیرت کی اور ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا بار الہا

اس کے ہاتھ کو اس سے روک لے اس دفعہ بھی بادشاہ کا ہاتھ خشک ہو گیا اور سر تک نہ بڑھ سکا۔ بے
شک تیرا خدا غیرت مند ہے اور خود تم بھی غیرت مند ہو خدا سے درخواست کرو کہ وہ میرے ہاتھ کو ٹھیک کر دے
اگر درست ہو گیا تو دوبارہ میں یہ کام انجام نہ دوں گا ابراہیمؑ نے فرمایا میں اس کی خواہش اس سے کرتا ہوں لیکن اس شرط پر
کہ اگر تم نے دوبارہ اس کام کے کرنے کی کوشش کی تو تم مجھ سے نہ کہو گے کہ میں دوبارہ یہ دعا کروں بادشاہ نے کہا بہتر
اس شرط پر قائم ہوں ابراہیمؑ نے کہا خدایا اگر وہ سچ کہتا ہے تو اس کے ہاتھ کو درست کر دے تو اس کا ہاتھ درست ہو گیا بادشاہ
نے جب اس طرح کا غیرت مند اور اس معجزہ کو اپنے ہاتھ کی حالت کے ساتھ دیکھا تو ابراہیمؑ اس کی نظر میں ایک بزرگ
مرد محسوس ہوئے اور اس کی ہیبت اس کے دل میں بیٹھ گئی اور اسے گرامی جانا اور اسے آزاد کر دیا اور اس سے کہا تم امان میں
ہو اس وجہ سے کہ میں اس عورت کا متعرض ہوا ہوں اور یا اس چیز میں کہ جو تیرے ہاتھ میں ہے اور تیرے ساتھ ہے اب بتلا
ہے کیا تم حاجت رکھتے ہو؛ آپ مجھے اجازت دیں کہ ایک کنیز خوبصورت اور عقل مند قبطیوں کی میرے پاس موجود ہے وہ
میں اس عورت کی خدمت کے لیے تمہیں دیتا ہوں ابراہیمؑ نے اجازت دی اور بادشاہ نے اس کنیز کو کہ جو وہی حاجرہ
اسماعیلؑ کی ماں تھی سارہ کو بخش دی ابراہیمؑ کے پاس جو کچھ تھا وہ انہوں نے اٹھا لیا اور راستہ چل پڑے بادشاہ بھی ابراہیمؑ
کے احترام کے لیے اور ان کی ہیبت سے جو ان سے پیدا ہوئی تھی ابراہیمؑ کے پیچھے چل پڑے (تاکہ چند قدم تک ان کو وداع
کریں) خدا نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ کھڑے ہو جاؤ اور پیش سامنے والے پر کہ جس پر تم تسلط پا چکے ہو راہ نہ چلو اور اسے
آگے کرو اور خود اس کے پیچھے راستہ چلو اور اسے بزرگ جانو اور اس کا احترام کرو کیوں تم تسلط اور قدرت رکھتے ہو کیونکہ
بادشاہ ہونے کے باوجود ناچار ہے چاہے وہ نیک ہے چاہے وہ برے کردار والا ہے ابراہیمؑ خدا کے حکم سے کھڑے ہو گئے
اور بادشاہ سے کہا کہ تم آگے چلو کیونکہ میرے خدا نے ابھی مجھ سے وحی کی ہے اور فرمایا ہے کہ تمہیں بزرگ اور محترم جانوں
اور تمہیں آگے رکھوں تیری بزرگی کی خاطر میں خود تیرے پیچھے راستہ چلوں بادشاہ نے (تعجب سے) سے کہا کیا واقعاً
اس طرح کی وحی ہوئی ہے ابراہیمؑ نے فرمایا ہاں بادشاہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا خدا بے شک مہربان اور بزرگی والا
اور بردبار ہے تم نے اپنے دین کی طرف مجھے راغب کر لیا ہے اس وقت کے بعد بادشاہ نے آنحضرتؑ کو خدا حافظ اور الوداع
کیا اور ابراہیمؑ راستہ چل پڑے یہاں تک کہ وہ شام کے اوپر گئے اور لوطؑ کو شام کے نیچے کر دیا اور وہاں جگہ دی جب کافی
مدت ہو گئی تو ابراہیمؑ کی کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی تو سارہ سے فرمایا بہتر ہے کہ تم حاجرہ کو میرے ہاتھ بیچ دو۔ شاید خدا اس سے
میرے لیے کوئی فرزند پیدا کر دے اور وہ میرے مقدر میں ہو جو میری یادگار ہو سارہ نے قبول کر لیا اور حاجرہ کو ابراہیمؑ کے
ہاتھ فروخت کر دیا ابراہیم حاجرا سے آموخت ہوئے اور پھر اسماعیل دنیا میں پیدا ہو کر آ گئے (مجلسیؒ کہتے ہیں اور دوسرے

گئی کہ جملہ (وَلٰکِنَّہٗ تَزَوَّجَ سَارَۃَ اِبْنَۃَ لَاحِجٍ) کہا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد ابنۃ لاحج یعنی دختر زن لاحج کی ہے اور اطلاق دختر کا دختر کی دختر پر بھی ہوتا ہے اور کلام عرب میں شائع ہے اور اس وجہ سے اشتباہ روایت میں ہوا ہے اور مراد سارہ ہمسر ابراہیمؑ سے سارہ مادر آنحضرتؐ اس کے علاوہ ہے اور سارہ ہمسر آنحضرتؐ اور خواہر لوطؑ اور دختر خالہ ابراہیمؑ کی ہوئی تھی)

**ایک عجیب واقعہ!......** (314)(561) یونس بن ظبیان کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے کہا کیا یہ دو مرد کہ جو اس ایک مرد کو (آزار) دیتے ہیں یہ ان کو کچھ نہیں کہتا امامؑ نے فرمایا تیری مراد اس مرد سے اور ان دو مردوں سے کون ہیں میں نے کہا حجر بن زائدہ و عامر بن جذاعہ ہیں کہ جو مفضل بن عمر کو (آزار دیتا ہے) (اور یہ تینوں آنحضرتؑ کے اصحاب سے ہیں) یہ ان سے کچھ نہیں کہتے ہیں فرمایا اے یونس میں نے ان سے چاہا اور کہا کہ تم اس سے ہاتھ کھینچ لو لیکن انہوں نے یہ کام نہ کیا اس کے بعد میں نے ان کو دعوت دی اور ان سے چاہا اور ان کو لکھا اور اس کام کے عنوان سے ان سے حاجت کا تقاضا کیا ہے لیکن پھر بھی وہ باز نہ آئے تو خدا ان دونوں کو معاف نہ کرے گا بے شک کہ خدا کی قسم کثیر عزہ (شاعر) کہ جو دوستی ان دو آدمیوں کی کرنے کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ میرے دوست ہیں زیادہ سچ کہتا ہے اس جگہ پر کہتا ہے کیا محبوبہ میری اس وجہ سے کہ نہ دیکھا ہے اور دوست اور عزیز اس کو دوست نہیں رکھتا۔ تو وہ بھی اسے دوست نہیں رکھتی (اس صورت میں کہ یہ خیال بے جا ہے اور میں بھی اس کو دوست رکھتا ہوں اور وہ بھی دوست اس کو رکھتا ہے) اور خدا کی قسم اگر یہ دو آدمی مجھے دوست رکھتے ہیں تو قطعاً ان کو بھی دوست رکھتا ہوں اور وہ دوست رکھتے ہیں (حجر بن زائدہ و عامر بن جذاعہ اصحاب امام باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے ہوئے ہیں اور کشی کے نقل کرنے سے کہ یہ دو ان بزرگ حواریوں سے ہوئے ہیں اس وجہ سے اس حدیث کو ان کے دم زد کرنے پر دلالت کرتی ہے سند کے لحاظ سے ضعیف جانی گئی ہے اور سلسلی تغیر کیا گیا ہے سند جرح و مجروح اور کثیر و عزہ ایک شاعر کا نام ہے کہ جو سال 150 ھجری میں اس دنیا سے گیا ہے اور شیعوں سے شدید تعصب کرتا تھا اور عزہ جمیل کی دختر اس کی محبوبہ ہے کہ اکثر شعر اپنے اس نے اس کے بارے میں ہی کہے ہیں)۔

(562)(315) قاسم شریک مفضل جو کہ ایک سچا آدمی تھا کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا حلقہ اور گروہ دور سے ابھی مسجد مدینہ میں جمع ہوا کہ جو ہمیں اپنی زبانوں سے مشہور کرتے ہیں اور اپنے باپ کو بھی یہ وہ لوگ ہیں جو ہم سے نہیں ہیں اور ہم بھی ان سے نہیں ہیں میں جاتا ہوں اور پوشیدہ جاتا ہوں اور پردہ اپنے اوپر کر لیتا ہوں (کہ کوئی مجھے پہچان نہ سکے) اور یہ میرا پردہ پھاڑتے ہیں (اور مجھے لوگوں کے درمیان مشہور کرتے ہیں) خدا ان کے پردہ کو

پھاڑ دے۔ مجھ سے کہتے ہیں امام، خدا کی قسم میں امام نہیں ہوں مگر اس شخص کا کہ جو میری پیروی کرتا ہے لیکن جو میری نافرمانی کرتا ہے میں اس کا امام نہیں ہوں یہ لوگ میرے نام سے جڑتے ہیں کیوں کہ میرے نام کو اپنی زبانوں سے بند نہیں کرتے خدا کی قسم مجھے خدا ان کے ساتھ ایک گھر میں جمع نہ کرے گا (اور ان کو اپنے نزدیک جگہ نہ دے گا یا مراد یہ ہے کہ خدا قیامت کے دن ان کو ہمارے ساتھ محشور نہیں کرے گا) جبکہ وہ ہمارے حکم کے خلاف پردہ داری کرتے ہیں اور ہمیں ہمارے دشمن کے سامنے شہرت دیتے ہیں)۔

**جنگ بدر کا ایک واقعہ!......** (563)(316) ذریح کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جب قریش جنگ بدر کے لیے آئے تو عبدالمطلب کے فرزندوں کو بھی اپنے ساتھ اس جگہ پر لائے طالب بن ابو طالب بھی ان کے ساتھ باہر آئے تھے اور رجز قریش نے پڑھے اور ایک نے رجز پڑھا اور طالب بن ابو طالب نے بھی رجز پڑھا اور کہا پروردگارا، اگر یہ جنگ کے طالب ہیں تو ان کے اور ان کے سپاہیوں کے درمیان جو ہیں تو تو اس سپاہ کے سامنے ان جنگ کرنے والوں کو غالب کر جیسا کہ وہ اپنے لباس کو لے جاتا ہے لیکن وہ کسی کے لباس کو نہیں اتارتا اور مغلوب ہو جائے لیکن وہ کسی پر غالب نہ ہوں۔ اور قریش نے جب اس رجز کو سنا (کہ یہی کام ابتدائی سست یا اس کی رضا کے بغیر اس کو جنگ کرنے کے لیے لے آئے ہیں اور اس کے دل میں لشکر رسولؐ خدا کی فتح کو دیکھنا ہے) تو کہنے لگے کہ یہ شخص بے شک ہمیں شکست دلوا دے گا پس اس کو مکہ میں واپس بھیج دیا اور دوسری روایت میں ہے فرمایا کہ طالب اس دن (پوشیدہ) مسلمان ہوئے تھے (یعنی وہ اس دن بھی پوشیدہ مسلمان تھے ورنہ ان کو لشکر اسلام کی فتح کے بارے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہ تھی بہر حال اس جنگ کے بعد سے آج تک ان کے بارے میں کسی کو کوئی اطلاع نہیں ہے کہ وہ کہاں گئے کدھر گئے ہیں نہ تو ان کی وفات کے بارے میں کسی کو علم ہے اور نہ ہی ان کے زندہ رہنے کے بارے میں البتہ ان ہی طالب کی وجہ سے ان کے والد ابو طالب مشہور و معروف ہیں)

(564)(317) محمد بن مفضل کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا فاطمہؑ (رسولؐ خدا کی رحلت کے بعد) مسجد (مدینہ) کے کنارے کے ایک ستون کے پاس آئی اور پیغمبرؐ کو مخاطب کر کے کہا تیرے بعد قصے اور اختلافات اور مشکلیں پیش آئی ہیں اگر آپؐ ہوتے تو یہ دشواریاں پیش نہ آتیں تم ہمارے پاس سے چلے گئے اسی طرح کہ زمین اپنی بارش کو جو اس کی زندگی کی بنیاد ہے ہاتھ سے چلی جائے اور تیری قوم کے کام مختل ہو گئے ہیں پس آؤ اور دیکھو اور نظر سے ناپید نہ ہوتا (کہ یہ اختلافات اور ناراضیاں برطرف ہو جائیں)

(565)(318) ابوبصیر کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بے شک اسی طرح رسولؐ خدا مسجد (مدینہ) میں تھے اور

زمین کی بلندیاں آپ ﷺ کی نظر میں پست اور پستیوں تک صاف نظر آتی تھیں یہاں تک کہ جعفر بن ابی طالبؑ کو جو میدان جنگ میں جنگ کر رہے تھے (جنگ موتہ میں) کفار سے جنگ کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ جعفر شہید ہو گئے رسولؐ خدا نے (لوگوں کو جو مسجد میں موجود تھے) سے فرمایا جعفرؓ شہید ہو گئے اور (اندوہ جو جعفرؓ کی موت سے ان کو ہوا) اس کا درد آنحضرتؐ کو ہو گیا تھا۔

(566)(319) عجلان ابو صالح کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے فرمایا علی بن ابی طالبؑ نے جنگ حنین میں چالیس آدمیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا۔

(567)(320) عبداللہ بن عطا کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا براق کو جبرائیلؑ (شب معراج میں) رسولؐ خدا کے لیے آئے جو قاطر خچر سے زیادہ چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اس کے کان کھلے اور اس کی آنکھیں اس کے سم کی طرف جھکی ہوئی تھیں اور ہر وقت فاصلہ اس کے لیے اس کی آنکھ کے جھکنے کے برابر تھا اور جب پہاڑ پر پہنچے تو اس کے اگلے پاؤں چھوٹے اور اس کے پچھلے پاؤں بلند ہو گئے تھے اور جب اس کا سر نیچے ہو گیا (تو اس کے برعکس) اس کے پاؤں بلند ہو گئے اور اس کے پچھلے پاؤں چھوٹے ہو گئے اور اس کے بال بلند ہو گئے کہ اس نے اسے اپنے دائیں طرف پھیلا دیا اور وہ سر کے پیچھے دو بال رکھے ہوئے تھا۔

**بعض آیات کی تاویل!......** (568)(321) فیض بن مختار کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا یہ آیت کس طرح پڑھتے ہو ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا﴾ اور ان تینوں کی بھی توبہ قبول کی جو پیچھے چھوڑ دیئے گئے (سورہ توبہ آیت 118) امامؑ نے فرمایا اگر یہ تین آدمی باقی رہ گئے ہوتے کہ (جو مورد سرزنش اور بے مہر قرار نہ پاتے) اور حالت اطاعت اور فرمانبرداری میں ہوتے لیکن چاہیے کہ ان کے بارے میں پڑھا جائے، خَالَفُوا یعنی تخلف اور مخالفت انہوں نے کی اور مراد عثمان اور دو اس کے ساتھی ہیں کہ خدا کی قسم گھوڑے کے سموں کی آواز اور خود اپنی آواز کو نہ سنا سوائے اس کے کہ کہنے لگے ہم گرفتار ہو گئے اور خدا نے (ہر رات میں) خوف کو ان پر مسلط کر دیا یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔

(569) (322) ابو بصیر کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا میں اس آیت کو جو اس طرح معروف ہے پڑھتا ہوں ﴿التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ﴾ وہ توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے (سورہ توبہ آیت 112) فرمایا نہیں اس طرح پڑھو ﴿التَّائِبِينَ الْعَابِدِينَ﴾ (بہ یا) اور جب اس کی وجہ کو پوچھا گیا تو فرمایا کہ خدا نے مومنین سے کہ جو تائب اور عابد ہوئے ہیں ان کی جان اور ان کے مال کو خرید لیا ہے (یعنی یہ جملہ صفت مومنین کی ہے کہ جو اس آیت میں آیا ہے اور نظر

سے چاہیے کہ مطابق موصوف کے ساتھ رہے اور جب مومنین
جائے اس کی توضیح حدیث 571 کے بعد آئے گی)

(323) اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا
رَسُولٌ مِنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ
﴾ بے شک تمہارے پاس ایک ایسا رسول تمہارے ہی ابنائے جنس سے آیا
ہے اس کی سب سے بڑی خواہش تمہاری نسبت یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ (سورہ توبہ آیت 128) (اصل آیت میں، جَاءَنَا کے بجائے، جَاءَكُمْ ہے اس کی توضیح آنے والی ہے)

(571) (324) ابن فضال کہتے ہیں امام ہشتم علی بن موسیٰ رضاؑ نے فرمایا کہ آنحضرت نے اس آیت کو اس طرح
﴿فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا﴾ پس اللہ نے اپنے رسول پر سکینہ
اور ایسے لشکروں سے ان کو مدد پہنچائی جن کو تم نے نہیں دیکھا (سورہ توبہ آیت 40) میں نے عرض کیا یہ
فرمایا ہم اسے اس طرح پڑھتے ہیں اور اس کا اصل نزول بھی اسی طرح ہے (حالانکہ اس میں
لفظ رسول نہیں ہے لیکن تاویل میں رسولؐ ہی اصل مراد ہیں اس لیے یہاں اس طرح ذکر ہوا ہے) (توضیح
یہ تین احادیث بعض پڑھنے والے صاحبان کے لیے کہ جو اختلاف قرأت قرآن کریم میں اور بحث جو اس بارے میں
ہے اس بارے میں نہیں جانتے ہیں وہ اس میں شبہ کرتے ہیں اور بطور کلی مجمل اور نامفہوم ہوئے ہیں اس لیے ہم
کہ یہاں پر مختصری توضیح بیان کردی جائے اور یہ چیز ترجمہ سے نکل نہ جائے اس
چاہیے کہ ہم جان لیں کہ ہم اجماع رکھتے ہیں کہ قرآن مجید تحریف وتصحیف سے محفوظ ہے جیسا کہ خود خدا نے اس کی ضمانت
ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ یعنی بے شک ہم نے خود ہی اس قرآن
کو نازل کیا ہے اور بطور مسلّم خود ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں (سورہ حجر آیت 9) اور زیادہ روایات بھی اس مضمون
کے متعلق وارد ہوئی ہیں بعض احادیث کہ جن سے بظاہر تحریف پر دلالت ہوتی ہے وہ تاویل وتفسیر کا مقام رکھتی ہیں جیسا کہ
علمائے شیعہ نے فرمایا ہے اور ان کا ذکر شرح اصول کافی ج 4 کتاب قرآن میں کیا ہے وہ موجود ہے رجوع کیا جاسکتا ہے
اس موضوع کو چھوڑ دینے کے بعد دوسرا موضوع جو ابھی مورد بحث ہمارا ہے وہ اختلاف قرأت قرآن کریم ہے اور پڑھنے
والے محترم کم وبیش اس کے بارے میں اطلاع رکھتے ہیں جانتے ہیں کہ قرآن کو قرائت مختلف قسم سے پڑھا جاتا ہے۔

... قرائت ہیں ان کا رسوئی تواتر تک ہوا ہے اور یہ سب مدعی ہیں کہ یہ قرائت رسولؐ خدا سے نقل ہوئی ... قرائت ... اللہ بن عامر و عبداللہ بن کثیر و عاصم و ابوعمرو بن علاء و حمزہ بن زیارت و نافع و کسائی و خلف بن ھاشم و ... بن ... بن ... کہ بعض کہتے ہیں کہ قرأت ان دس آدمیوں کی تمام کی تمام متواتر ہے اور رسولؐ خدا سے روایت ہوا ہے اور بعض ان کو انہی سات آدمیوں سے جو پہلے ہیں مخصوص کیا ہے اور اس مطلب کے اثبات کے لیے بھی دلیلوں کو ذکر کیا ہے جو ایراد سے خالی نہیں ہیں اور اثبات تواتر حتی کہ سات مشہور قرائت میں بھی وہ اشکال سے خالی نہیں ہیں جو اپنی جگہ پر مذکور ہیں اس کے متعلق کہ کیا واقعی رسولؐ خدا نے سات قرأت کی ہیں یا اپنے اصحاب کو تعلیم دی ہے اور علاوہ قرأت مربوط خود آنحضرتؐ سے ہے اور اساساً قرآن بطور مختلف و مکرر آنحضرتؐ پر نازل ہوا ہے اور ہر دفعہ جبرائیل اس کو نحو کے ساتھ نازل کرتا ہے اور یا یہ کہ قرآن ایک دفعہ سے زیادہ نازل نہ ہوا اور اختلاف اس کا مربوط آنحضرتؐ سے روایت کرنے والوں سے ہے اور ہر ترتیب اختلاف قرائت آیات میں قدیم سے چلا آرہا ہے اور ہر ایک اپنے اجتھاء سے اور یا رسولؐ خدا کے سماع سے اس کو اس طرح سے قرائت (پڑھتا) ہے اور جو کچھ ابھی ہمارا مورد بحث ہے وہ قرائت آئمہ اہلبیتؑ کی ہے جو بغیر شک کے ایک حصہ آیات اہلبیتؑ مشہور قرائت میں تفاوت رکھتا ہے منتھی اپنی جگہ پر ثابت شدہ ہے نماز کے پڑھنے میں قرائت مشہور مجزی اور اشکال سے خالی ہے ۔ اگر چہ اس کا پڑھنا قرائت کے ساتھ آئمہ معصومینؑ سے بھی ثابت ہے اور بغیر شک کے ہے لیکن الگ ہونا مشہور قرائت سے کہ جو اخبار احاد سے سند کے لحاظ سے مخدوش و ضعیف ہیں جائز نہیں ہے جیسا کہ اپنی جگہ پر ثابت ہے اور اس وجہ سے ہر بے سواد عام کہ جو اطلاع فن حدیث و صحت و سقم اس کی نہیں رکھتا اسے یہ طاقت حاصل نہیں کہ اس حدیث میں وہ اسے مدرک قرار دے سکے اور مدعی تحریف اور ان کی مثل ہی ہو جائے گا اور اس وجہ سے اس قسم کی احادیث کو سمجھنے کی کوشش کی جائے اور چاہیے کہ اسے اس کے اھل سے ہی رجوع کرے قاریوں کی قرائت اور ان کے طریقہ کار سے متعلق اور ان کے حالات سے متعلق معلومات حاصل کرنے والے آیت اللہ خوئی کی تفسیر البیان کی طرف رجوع کریں جس میں تفصیلی بحث موجود ہے)

**فضائل اہلبیتؑ !**......(572)(325) عمار بن سوید کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا انہوں نے اس آیت سے متعلق ﴿فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ﴾ پس کہا ایسا نہ ہو کہ تمہاری طرف جو وحی بھیجی جاتی ہے تم اس کے کسی حصے کو چھوڑ دو اور تمہارا دل اس بات سے تنگ ہو جائے کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان پر خزانہ کیوں نہ ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا (سورہ ھود آیت 12) فرمایا جب رسولؐ خدا وادی قدید (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے) یہاں اترے تو علیؑ

سے فرمایا کہ اے علیؑ، میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا کہ میرے اور تیرے درمیان موالات (محبت) دوستی قائم کر دے پس اس نے یہ کر دیا اور میں نے اپنے پروردگار سے یہ سوال کیا کہ وہ میرے اور تیرے درمیان عقد اخوت (بھائی چارہ) قائم کر دے پس اس نے یہ بھی قائم کر دیا اور میں نے اپنے پروردگار سے یہ بھی سوال کیا کہ وہ تجھے میرا وصی بنا دے پس اس نے یہ بھی قرار دے دیا پس یہ سن قریش کے دو آدمی کہنے لگے خدا کی قسم ایک صاع (تین کلو) کھجور جو پرانی مشک میں ہوں ہمیں وہ اس سے زیادہ محبوب ہیں جو کچھ محمدؐ نے اپنے رب سے سوال کیئے ہیں بھلا اس نے اپنے پروردگار سے کسی فرشتہ کی بابت سوال کیوں نہ کیا جو اس کے دشمنوں کے برخلاف اس کا مددگار ہوتا یا خزانہ کا سوال کیوں نہ کیا جس کے ذریعے سے آئے دن کے فاقوں سے نجات پاتا اور خدا کی قسم اس نے اپنے پروردگار سے کسی امر حق یا امر باطل کی دعا نہیں کی جو اس نے پوری نہ کر دی ہو (اور اسی ترتیب سے کیوں ان دو چیزوں کو طلب نہ کیا) پس خدا نے یہ آیت ﴿فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ﴾ نازل کی۔

(573)(326) عبداللہ بن سنان کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی ﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ۔ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ﴾ اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو کل آدمیوں کو ایک ہی گروہ بنا دیتا اب (تو برابر) وہ اختلاف کرتے رہیں گے سوائے ان کے جن پر تمہارا پروردگار رحم فرمائے (سورہ ھود آیت 118-119) فرمایا، تمام لوگ ایک ہی امت ہوئے تھے اور خدا نے پیغمبروں کو مبعوث کیا تا کہ حجت ان پر تمام کر دے

(574)(327) جابر کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا﴾ اور جو اس (کے بارے) میں کوئی ایک نیکی بھی کرے گا اس کی خاطر سے ہم (اس کی) نیکی کو بہت بڑھا دیں گے (سورہ شوریٰ آیت 23) فرمایا یعنی جو کوئی آلِ محمدؐ کے اوصیاء کو دوست رکھتا ہے اور ان کے آثار کی پیروی کرتا ہے پس اس دوستی پر اضافہ ہوتا ہے اس کے لیے دوستی گزرے ہوئے پیغمبروں اور پہلے والے مومنین تک پہنچا دیتا ہے اور ان کی دوستی حضرت آدمؑ تک جاتی ہے اور یہ معنی خدا کے کلام کے وہ فرماتا ہے ﴿مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا﴾ جو کوئی اچھا عمل لائے گا اس کی جزا بھی بہتر رکھتا ہے (سورہ نمل آیت 89) کہ خدا اس کو جنت میں لے جائے گا اور یہی

ہے خدا کے اس کلام کے معنی ﴿قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ﴾ تم یہ کہہ دو کہ جو اجرت میں نے مانگی ہے اس کا نفع تو تمہارے ہی لیے ہے (سورہ سبا آیت 47) فرمایا، اس مودت کا اجر جس کا میں نے تم سے سوال کیا تم ہی کو تو ملے گا اسی کے ذریعے تم ہدایت پاؤ گے اور قیامت کے دن عذاب سے نجات پاؤ گے اور خدا کے دشمنوں کی طرف سے جو شیطان کے دوست ہیں اور تکذیب کرنے والے اور انکار کرنے والے ہیں خدا فرماتا ہے ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ تم کہہ دو کہ میں تو تم سے تبلیغ رسالت کا کوئی اجر مانگتا ہی نہیں اور نہ میں تکلف کرنے والا آدمی ہوں (سورہ ص آیت 86) فرمایا متکلف اس صورت میں ہوتا کہ تم سے ایسی بات چاہتا جو تمہارے بس میں نہ ہوتی اس موقع پر منافقین نے ایک دوسرے سے کہا کہ کیا محمدؐ کے لیے کافی نہیں ہوا کہ بیس (20) سال سے ہماری گردنیں دبا رکھی ہیں اب یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہماری گردنیں اپنے اہل بیتؑ کے ہاتھ میں دیئے جائیں یہ خدا نے نازل نہیں کیا ہے یہ خود ہی ان کی بنائی ہوئی باتیں ہیں جن کے ذریعے سے اپنے اہل بیتؑ کو ہم پر حاکم بنانا چاہتے ہیں اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل کر دیئے گئے یا اپنی موت سے مر گئے تو ہم ان کے اہلبیتؑ سے امارت کے بارے میں ضرور جھگڑیں گے۔ اور خلافت ہرگز ہرگز ان میں نہ جانے دیں گے کہ ان کو دوبارہ یہ طاقت مل جائے اور خدا نے چاہا کہ جو کچھ یہ اپنے سینوں میں چھپائے ہیں اور اس کا انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے اس کی اطلاع اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کر دی اور اس بات کو خدا نے اپنے قرآن میں یوں فرمایا ﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَإِنْ يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ﴾ مگر یہ جو کہتے ہیں انہوں نے خدا پر جھوٹ باندھا ہے اگر خدا چاہتا تو ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا اور فرماتا ہے کہ اگر وہ چاہتے ہیں تو وحی کو روک لیں تا کہ وہ فضیلت و مودت اپنے خاندان کے بارے میں لب نہ کھول سکیں اس کے بعد خدا فرماتا ہے ﴿وَيَمْحُو اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ﴾ اور خدا باطل کو محو کرنے والا اور حق کو اپنے کلمات سے قائم کرنے والا ہے (فرماتا ہے کہ حق تیرے ہی خاندان کی یہی ولایت ہے) ﴿إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ بے شک وہ وہ کہ جو تم اپنے سینوں میں رکھتے ہو جانتا ہے (سورہ شوریٰ آیت 24) فرماتا ہے یعنی (جانتا ہے) اس دشمنی اور ستم کو جو وہ تمہارے خاندان سے کرنے کے متعلق اپنے سینوں میں پوشیدہ کیئے ہوئے ہیں اور یہی ہے مراد خدا کے اس کے کلام کی ﴿وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ﴾ اور ظالم چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں کہ) یہ رسولؐ بھی کیا تم ہی جیسا تو آدمی ہے کیا

تم کھلی آنکھوں جادو کے پاس آتے ہو (سورہ انبیاء آیت 3) اور خدا فرماتا ہے ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ﴾ قسم ہے ستارے کی جب وہ نیچے اترا (سورہ نجم آیت 1) فرمایا، (مراد) قسم کھانا قبض روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جس وقت اس کی روح قبض کیا گیا (یعنی ان کی قبر کی) ﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ﴾ (سورہ نجم آیت 2) تمہارا رفیق بھٹکا نہیں ہے یعنی رسول اپنے اہلبیتؑ کے فضائل بیان کرنے میں ﴿وَمَا غَوَىٰ﴾، اور نہ بہکا ہے ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ اور خواہش نفسانی سے کچھ نہیں کہتا فرمایا خدا کہتا ہے ہمارا رسولؐ اپنے اہلبیتؑ کے بارے میں کوئی بات اپنی خواہش نفسانی سے نہیں کہتا اور اسی وجہ سے اس کے بعد خدا فرماتا ہے ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ جو کچھ وہ کہتا ہے وہ نہیں ہے مگر جو اس کی طرف وحی بھیجی جاتی ہے (سورہ نجم آیت 4) اور خدا محمدؐ سے فرماتا ہے ﴿قُل لَّوْ أَنَّ عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الْأَمْرُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ﴾ کہہ دو کہ اگر وہ میرے پاس ہوتا جس کی تم کو جلدی کرتے ہو تو میرے اور تمہارے درمیان معاملہ طے ہو چکا ہوتا جس کی تم جلدی کرتے ہو یعنی اگر مجھ کو حکم ہوتا تو میں تم کو جلا دیتا کہ تم اپنے دلوں میں یہ بات چھپائے ہوئے ہو کہ مجھے جلدی سے موت آ جائے اور تم میرے اہلبیتؑ پر ظلم کرو اور اس وقت تمہاری حالت اس شخص کے مثل ہو جائے گی جیسا کہ خدا فرماتا ہے ﴿كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ﴾ ان کی مثل اس شخص کی ہے جس نے آگ روشن کی اور جب آگ نے ہر طرف اجالا کر دیا (سورہ بقرہ آیت 17) فرمایا ہے کہ زمین نور محمدؐ سے روشن ہو گئی جیسے سورج سے روشنی ہو جاتی ہے پس خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال سورج سے دی ہے اور علیؑ کی مثل چاند سے دی ہے اس مقام پر فرماتا ہے ﴿جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا﴾ اور وہ خدا وہ ہے جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور مقرر فرمایا (سورہ یونس آیت 5) اور خدا فرماتا ہے ﴿وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ﴾ اور رات بھی ان کے لیے نشانی (عبرت) ہے جس میں سے ہم دن کو نکال دیتے ہیں پھر یہ ایکا یک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں (سورہ یاسین آیت 37) اور خدا فرماتا ہے ﴿ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ﴾ تو اللہ نے ان کی روشنی کھو دی اور ان کو ایسی تاریکیوں میں چھوڑا کہ کچھ دیکھتے ہی نہیں (سورہ بقرہ آیت 17) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کو قبض کیا تو اس وقت اندھیری چھا گئی اسی وجہ سے آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ کی فضیلت ان لوگوں کو نہ سوجھی اور یہی معنی خدا کے اس کلام کے ہیں کہ وہ فرماتا ہے ﴿وَإِن تَدْعُوهُمْ

إِلَى الْهُدَى لَا يَسْمَعُوا وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ﴾ اور اگر تم ان کو راہ راست کی طرف بلاؤ گے تو وہ سن نہ سکیں گے اور تم سمجھتے ہو کہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ نہیں دیکھتے (سورہ اعراف آیت 198) اور یہ کہ خدا نے وہ علم جو ان کے پاس تھا وہ اپنے وصی کے سپرد کیا اور یہ معنی ہیں اس خدا کے کلام کے جو فرماتا ہے ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے (سورہ نور آیت 35) فرمایا میں زمین و آسمانوں کا رہبر ہوں اور میرے نور کی مثال ایسی ہے جس سے راہنمائی ہو اور یہ وہی چیز ہے کہ جس میں علم موجود ہے اور چراغ محمد ﷺ کا دل ہے کہ جس کے اندر علم موجود ہے اور اس کے بعد خدا فرماتا ہے ﴿الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ﴾ یہ چراغ شیشہ میں ہے فرماتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ تیری روح کو قبض کروں پس جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ اپنے وصی کے سپرد کر دو اور اس تک پہنچا دو چنانچہ چراغ کو اس شیشہ میں کر دیا تھا ﴿كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ﴾ یہ قندیل ایسی ہے جیسے چمکتا ہوا ستارہ پس اپنے وصی کی فضیلت کو اس ذریعہ سے پہنچا دو تو ﴿يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ﴾ جو پر برکت درخت سے روشن ہوا ہو اور اصل اس درخت جو برکت والا ابراہیم ہے اور خدا فرماتا ہے ﴿رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ﴾ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں تم اہل بیت پر ہوں بیشک وہ ستودہ اور بزرگوار ہے (سورہ ھود آیت 73) اور یہی معنی ہے خدا کے اس کلام کے کہ وہ فرماتا ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ○ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ بے شک اللہ نے آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور آل ابراہیمؑ کو اور آل عمرانؑ کو تمام عالموں سے برگزیدہ کیا ان میں سے بعض بعض کی اولاد ہیں اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے (سورہ آل عمران 33-34) اس کے بعد سورہ نور میں فرماتا ہے ﴿لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ﴾ جو نہ شرقی ہے نہ غربی ہے (وہ درخت) فرمایا نہ وہ یہودی ہیں کہ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے اور نہ نصرانی ہے کہ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے اور تم دین ابراہیمؑ پر رہو کہ خدا اس کے بارے میں فرماتا ہے ﴿مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے بلکہ وہ خدا پرست اور مسلمان تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے (سورہ آل عمران آیت 67) اور خدا کا کلام (سورہ نور میں) ﴿يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ

وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ يَهْدِي اللهُ لِنُورِهِ﴾ قریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود روشن ہو جائے گو آگ اس کو نہ چھوئے وہ نور بالائے نور ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی راہ بتلا دیتا ہے فرماتا ہے مثال تمہاری اولاد کی جو تم سے پیدا ہوں گے اسی تیل کی وجہ سے ہے جو زیتون سے نکلتا ہے اور نزدیک ہے کہ اسی تیل سے روشن ہو جائے اگر اس تک آگ نہ پہنچی ہو فرماتا ہے نزدیک ہے کہ نبوت کی طرح کلام کریں اگرچہ فرشتہ وحی ان پر نازل نہ ہوا ہو۔

**بعض آیات کی تفسیر!.....** (575)(328) ابو بصیر کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ سے خدا کے اس کلام کے متعلق پوچھا ﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾ ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھلائیں گے اور خود ان کی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ حق ہے (سورہ فصلت آیت 53) فرمایا وہ (آیات) خود ان میں ہیں کہ یہ مسخ ہوئے ہیں اور آفاق میں پیچھے آتا ہے آفاق (اور تنگ ہونا روزگار) کا ہے ان کی زندگی میں میں نے عرض کیا اس کے بعد جو آیت ہے ﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾ یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ حق ہے فرمایا یعنی قائم کا خروج خدا کی طرف سے لوگ اس کو دیکھیں گے اور جو ناچار واقع ہو کر رہے گا (یعنی اس زمانہ کے لوگ آفاق و انفس میں اتنے عجائبات و غرائبات دیکھیں گے کہ امامت و ولایت وظہور امامؑ برحق مان ہی لیں گے)

**ایک نبیؑ کا واقعہ!......** (576)(329) ابو عبداللہ جعفی کہتے ہیں امام باقرؑ نے فرمایا رباط (آمادہ ہونا اور مسلح ہونا دشمنان اسلام کے سامنے مرز او حدود ملک میں) تمہارے نزدیک کتنے دن ہے (اور کتنے دن مسلمانوں پر واجب ہیں کہ وہ آمادہ اور مسلح رہیں) میں نے عرض کیا چالیس دن فرمایا لیکن رباط ہمارا اور آخری زمانہ تک ہے اور جو شخص بھی سواری کو ہماری مدد کرنے کے لیے تیار کیے رہے یہاں تک کہ جب تک وہ سواری اس کے پاس ہے اس کے وقت کے اندازے کے برابر ہو دو وزن کے برابر اس کو خدا جزا دے گا اور جو کوئی اسلحہ ہماری مدد کرنے کے لیے تیار رکھے جب تک یہ اسلحہ اس کے پاس موجود ہے تو اسے اس کے وزن برابر جزا ملے گی تم ایک بار کی (شکست) سے اور دو بار اور تین بار اور چار بار سے بے تاب نہ ہو کیونکہ ہماری حکایت اور تمہاری حکایت؛ اس پیغمبر کی طرح ہے کہ جو بنی اسرائیل میں موجود تھا اور خدا نے اس کو وحی کی کہ اپنی قوم کو جنگ کرنے کی دعوت دو کہ میں لازمی تمہاری مدد کروں گا اس پیغمبرؑ نے اپنے لوگوں کو پہاڑ کے کنارے سے اور دوسری جگہوں سے یہاں جمع کیا اور ان کو اپنے دشمن سے مقابلہ کی دعوت اور ابھی تلوار نہ چلی تھی اور نیزہ نہ چلا تھا کہ یہ تمام دشمن کے سامنے زیر ہو گئے اور شکست کھا گئے دوبارہ خدا نے اس پیغمبرؑ کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم کو لڑنے اور جنگ کرنے

کے لیے اپنے دشمن کے ساتھ اس کی دعوت کرو بے شک میں تمہاری مدد کروں گا اس پیغمبرؐ نے دوبارہ ان کو جمع کیا اور اپنے دشمن کی طرف لے گئے اس دفعہ بھی (پہلی دفعہ کی طرح) ابھی تلوار نہ چلی اور نیزہ نہ چلا تھا کہ وہ شکست کھا گئے پھر (تیری دفعہ) خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم کو دشمن سے جنگ کرنے کی دعوت دیں کہ میں لازمی ان کی مدد کروں گا اس پیغمبرؐ نے ان کو دعوت دی انہوں نے اس سے کہا کہ تم ہمیں فتح کا وعدہ دیتے ہو لیکن ہم فاتح نہیں ہو پاتے تو خدا نے اس پیغمبرؐ کو وحی کی ان سے کہو کہ یا اپنے بدن کو دشمن سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ کرو یا اپنے کو دوزخ کی آگ کے لیے انتخاب کر لو (جو تمہارے لیے مناسب ہے) انہوں نے عرض کیا پروردگار ہمیں دشمن سے جنگ کرنا زیادہ محبوب ہے دوزخ جانے کی نسبت سے پس ان کو جنگ کی دعوت دی تو تین سو تیرہ (313) آدمی اہل بدر کی تعداد کے مطابق انہوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور اس پیغمبرؐ کو انہوں نے اٹھا لیا اور دشمن کے سامنے لے آئے (اور اس دفعہ پہلی دفعوں کے برعکس) ابھی تلوار نہ چلی تھی اور نیزہ بھی نہ چلا تھا کہ خدا نے ان کو فتح نصیب کر دی (مرحوم ملا صالح مازندرانی کہتے ہیں کہ گویا ایک دفعہ دو دفعہ تین دفعہ اور چار دفعہ ظاہر ہے کہ زمانہ علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ اور زید بن علیؑ اور یا یہ کہ ذکر ان چار دفعہ کا منظور نہ ہوا اور ان کو جیسا کہ کلام میں شائع ہے استطرادکے طور پر ذکر کیا ہے)۔

**بعض بیماریوں کا ذکر!**......(577)(330) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا اس طرح تھے کہ وہ اپنے آپ کو زکام کی بیماری سے جلوگیری نہ کرتے تھے (اور اس بیماری کے رفع کرنے کرنے کے لیے دوائی استعمال نہ کرتے تھے) اور فرماتے تھے کہ ہرگز کوئی شخص ایسا نہیں ہے سوائے اس کے کہ رگ بیمار ہونے کی رکھتا ہے اور جب زکام ہو جاتا ہے تو اس بیماری کی بنیاد (یا رگ) کو خشک کر دیتا ہے۔

(578)(331) ھشام بن سالم کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا زکام ایک لشکر ہے خدا کے لشکروں میں سے اس کو بیمار کی طرف داخل ہونے کے لیے بھیجتا ہے تا کہ اس کو درمیان سے ہٹا دے اور اسے زائل کر دے۔

(579)(332) اور نیز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ کوئی ایک بھی ہرگز اولاد آدمؑ سے ایسا نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس میں سے دو رگوں کو قرار دیا ہے ایک رگ سر میں ہے جو بیمار ہونے والے کو حرکت دیتی ہے اور ایک رگ اس کے بدن میں ہے جو بیماری پیس و برص کو حرکت دیتی ہے اور جب وہ رگ جو سر میں ہے حرکت کرتی ہے تو خدا زکام کو اس پر مسلط کر دیتا ہے تا کہ وہ درد جو اس میں ہے اس کو جاری کر دے اور (ناک کے راستے سے اسے خارج کر دے) اور جب وہ رگ جو بدن میں ہے حرکت کرتی ہے تو خدا دل کو اس پر مسلط کر دیتا ہے۔ تا کہ وہ درد جو اس میں ہے اس کو باہر نکال

دے اس وجہ سے جب تم میں سے کوئی شخص زکام کی بیماری میں مبتلا ہو جائے اور دل کو اپنے بدن میں دیکھے تو خدا سے تندرستی کے لیے اس کی حمد کرے اور نیز فرمایا زکام وہ زیادہ رطوبتیں ہیں جو سر میں ہیں۔

(580)(333) ایک شخص کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ درد کی وجہ سے اپنی آنکھوں کو ملتا تھا تو حضرتؑ نے اس سے فرمایا کیوں تم ان تینوں سے کچھ حصہ لے کر فائدہ کے لیے دوائی استعمال نہیں کرتے، صبر و کافور و مُر اس شخص نے اس دوائی کو استعمال کیا تو اس کی آنکھوں کا درد ختم ہو گیا (تحفہ میں حکیم کہتے ہیں، مُر بضم میم صمغ، کا درخت ہے جو مغیلان و خار دار درخت کی شکل کی طرح ہے اور اس درخت سے تھوڑا کاٹا جائے تو اس سے سائل کو پانی مل جاتا ہے اور اس کا پہلا سفید اور ترش پانی ہوتا ہے اور خشک ہو جانے کے بعد رنگین ہو جاتا ہے اور وہ بہت زیادہ تلخ ہے)

(581)(334) جمیل بن صالح کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا ہم ایک کوکب رکھتے ہیں کہ میں ستارہ کو باندازہ ایک سبو کے دیکھتا ہوں فرمایا ہاں ابھی باندازہ ایک خمرہ دیکھتا ہوں میں نے عرض کیا بے شک میری آنکھیں کمزور ہیں فرمایا، صبر و کافور و مُر کے ساتھ کہ سب کا حصہ برابر برابر ہو سرمہ بنا کر اپنی آنکھوں میں لگاؤ اور ہم نے اس طرح عمل کیا اور وہ فائدہ مند ہی واقع ہوا۔

(582)(335) محمد بن فیض کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ابو جعفر منصور دوانیقی (خلیفہ عباسی) کے پاس تھا تو اس کے لیے ایک بستہ لایا گیا اور اس کو کھولا اور اس میں نگاہ دوڑائی پھر کوئی چیز اس سے باہر نکالی اور کہا اے ابو عبداللہ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے میں نے کہا کیا ہے منصور نے کہا یہ وہ چیز ہے کہ اسے افریقہ کے علاقہ طنجہ یا طبنہ سے تردید راوی محمد بن فیض سے ہے میں نے کہا یہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ وہاں پر ایک پہاڑ ہے کہ ہر سال اس سے چند قطرے نکلتے ہیں جو پھر چمٹ جاتے ہیں اور منجمد ہو جاتے ہیں اور اس سفیدی کے لیے جو آنکھ میں پیدا ہو جاتی ہے اگر اسے آنکھ میں ڈالے تو وہ بہتر ہو جاتی ہے اور خدا کے اذن سے وہ سفیدی آنکھ سے باہر نکل جاتی ہے میں نے کہا ہاں میں اس طرح پہچانتا ہوں۔

اور اگر چاہو تو پہاڑ کا نام نہ پوچھا لیکن اس نے پوچھا کہ اس کی سرگزشت کیا ہے میں نے کہا یہ وہ پہاڑ ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک پیغمبر اپنی قوم کے خوف سے وہاں گیا اور اس پہاڑ کی پناہ میں چلا گیا اور وہاں پر خدا کی عبادت کرتا تو اس کی قوم کو اس کے اور اس کے اس مکان کی اطلاع مل گئی اور وہ اس جگہ پر چلے گئے اور اس کو وہاں قتل کر دیا اور اس پہاڑ نے اس پیغمبر پر گریہ کیا اور یہ قطرہ اس گریہ کرنے کا ہے اور اس طرح پہاڑ میں ایک چشمہ ہے کہ جو اس میں رات دن پانی جوش مارتا ہے اور کسی کی دسترس میں نہیں ہے۔

(583)(336) سلیم دوست (یا آزاد شدہ) علی بن یقطین وہ اپنی آنکھوں کے درد کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھا

حضرت ابوالحسن (موسیٰ بن جعفرؑ) نے اس کے بغیر ہی کہ وہ آنحضرتؑ کو خط لکھتا (اس کے متعلق حکم معلوم کرتا) اس کو لکھا کیوں اس سرمہ سے جو ابوجعفرؑ (حضرت باقرؑ) کا ہے فائدہ حاصل نہیں کرتے کافور اور رباحی ایک حصہ اور صبر اسقوطری ایک حصہ ان دونوں کو باریک کوٹ لو اور ایک حریر کے کپڑے سے نکال لو اور سرمہ پتھر کی طرح ہر مہینے میں ایک دفعہ اپنی آنکھوں میں لگاؤ تا کہ ہر وہ درد جو سر میں ہے نیچے چلا جائے اور اسے بدن سے باہر نکال دے۔

**ایک عابد کا قصہ!......** (584)(337) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد مرد تھا جو امر دنیا میں کبھی مشغول نہ ہوا تھا اور اس کے نزدیک نہ گیا تھا شیطان (اس کی وضع سے سخت غمگین تھا) اس نے اپنی ناک سے سیٹی بجائی (جس کو سن کر) تمام اس کے لشکر والے جمع ہو گئے اور ان سے کہا کہ تم سے کون ہے کہ جو فلاں عابد کو اس راستے سے گرا دے گا اس نے کہا عورتوں کے ذریعے سے شیطان نے کہا تو اس کے حریف نہیں ہو جبکہ اس نے عورتوں کو آزمایا ہی نہیں (اور اس نے ان سے نے لذت حاصل ہی نہیں کی تو دھوکہ کیسے کھا سکتا ہے) تو دوسرے نے کہا میں ہوں پوچھا تم اسے کس راستہ سے دھوکہ دو گے کہا کہ میں اسے نشہ دے کر اور شراب کے ذریعے سے گمراہ کروں گا تو اس سے کہا کہ تم بھی اس کام کے کرنے کے قابل نہیں ہو جبکہ وہ اس کا اہل ہی نہیں تیسرے نے کہا میں اس کو گمراہ کرتا ہوں کس راستہ سے گمراہ کرو گے کہا کار خیر کے ذریعہ سے (یعنی عبادت کے ذریعے) شیطان نے کہا کہ تم جاؤ تم ہی اس کے حریف ہو شیطان وہاں آیا اور اس کے سامنے اس نے ایک جگہ منتخب کی۔ اور مرد کی صورت میں وہاں نماز پڑھنی شروع کر دی اور متواتر کچھ عرصہ تک اسی طرح کرتا رہا اور یہ عابد تو اس طرح تھا کہ رات اور دن میں کچھ تھوڑا سا سوتا اور آرام کرتا تھا لیکن یہ شیطان ہر گز نہ سوتا تھا اور نہ آرام کرتا تھا (اور متواتر نماز پڑھتا تھا) اس مرد عابد نے اپنے آپ کو اس کے سامنے کم ارزش دیکھا اور اپنی عبادت کو بہت کم سمجھا تو اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ اے خدا کے بندے کس چیز نے تمہیں اس طرح متواتر نماز پڑھنے کی طاقت دی ہے (اور اس طرح کر دیا ہے) اس نے اس کا کوئی جواب نہ دیا پھر اس نے دوبارہ پوچھا تو پھر بھی اس نے اسے کوئی جواب نہ دیا پھر اس نے تیسرے دفعہ پوچھا تو کہا اے خدا کے بندے میں نے گناہ کیا تھا اور اس سے توبہ کی تھی اور ہر وقت اس گناہ کا خیال رکھتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں تو مجھے یہ طاقت ملی رہتی ہے اس مرد عابد نے کہا کہ وہ گناہ مجھ سے بیان کرو تا کہ میں اسے انجام دوں؛ اور اس کے بعد توبہ کروں اور اس کے نتیجہ میں (تیری طرح) نماز پڑھنے میں طاقت ور ہو جاؤں شیطان۔ نے اس سے کہا کہ تم شہر میں جاؤ اور فلاں عورت فاحشہ کو پکڑ لو اور دو درہم اس کو دے دو اور اس کے ساتھ ملاپ کرو اور اپنا کام اس سے کرو (اور پھر توبہ کرو تا کہ تم میری طرح عبادت میں اس قدر طاقتور ہو جاؤ) عابد نے کہا میں دو درہم کہاں سے لے آؤ اور میں نہیں جانتا کہ درہم کیا ہوتا ہے شیطان نے اپنے پاؤں کے نیچے سے دو درہم باہر

نکالے اور اسے دیئے عابد اٹھا اور اسی کپڑے اور لباس جس میں وہ عبادت کرتا تھا شہر میں آ گیا اور اس عورت کے گھر کا پتہ چلایا تو لوگوں نے اس عورت کے گھر کا اس کو راستہ بتایا اور گمان کیا کہ یہ اس کو تبلیغ کرنے کے لیے آیا ہے عابد اس عورت کے پاس گیا اور درہم اس کے سامنے پھینک دیئے اور اس سے کہا اٹھ وہ عورت اٹھی اور اس کے ساتھ کمرے میں چلی گئی اور مرد عابد سے کہا اے مرد آ جاؤ جب اس کمرے میں داخل ہوا تو اس عورت نے اس سے کہا اے مرد تم میرے گھر میں اس وضع اور اس لباس میں میرے پاس کوئی نہیں آیا؛ اپنے حالات مجھ سے بیان کرو عابد نے اپنی سرگزشت (اور شیطان) کی اس عورت کے سامنے بیان کی اس عورت نے کہا اے خدا کے بندے گناہ کو چھوڑ دینا توبہ کرنے سے زیادہ آسان ہے اور یہ اس طرح نہیں کہ ہر شخص توبہ کرے اور وہ اس طرح ہو جائے (اور اس کی توبہ قبول ہو جائے) میری نظر میں یہ آتا ہے کہ وہ شخص (کہ جس نے تمہیں ادھر بھیجا اور تیری جگہ پر وہ ہے) وہ شیطان تھا جو تیری نظر میں مجسم ہوا ہے (تاکہ تمہیں گمراہ کر دے) ابھی تم واپس جاؤ تو کسی کو بھی (اس جگہ پر) نہ پاؤ گے نہ دیکھو گے عابد واپس آیا اور وہ عورت اسی رات اس دنیا سے چلی گئی اور جب صبح ہوئی تو اس کے گھر کے دروازے پر لکھا ہوا تھا کہ فلاں عورت کے جنازہ میں (اس کے دفن و کفن میں) تمام لوگ حاضر ہوں کہ وہ بہشت والوں میں سے ہے تو تمام لوگ شک و تردد میں ہو گئے اور وہ اسی شک و تردد میں لگے رہے کہ کیا معاملہ ہے یہاں تک کہ اس کا جنازہ تین دن تک پڑا رہا؛ اور کسی نے بھی اس کو دفن نہ کیا تو خدا نے اس زمانے کے پیغمبرؑ کو کہ سوائے موسیٰؑ بن عمران کے کوئی نہیں جانتا تھا وحی فرمائی کہ فلاں عورت کے جنازہ کے لیے جاؤ اور اس پر نماز پڑھو اور لوگوں سے کہو کہ وہ اس پر نماز پڑھیں کیونکہ میں نے اسے معاف کر دیا ہے اور جنت کو اس کے لیے واجب کر دیا ہے اس وجہ سے کہ اس نے میرے فلاں بندے کو گناہ کرنے اور نافرمانی سے بچایا ہے۔

**ایک اور عابد کی داستان !......** (585)(338) ابوحمزہ کہتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک عابد شخص تھا کہ جو اپنی روزی و رزق سے محروم ہو گئے اور کوئی چیز اس کے نصیب میں باقی نہ رہی اس کی ایک عورت تھی اور اس کو وہ خرچ دیتی تھی یہاں تک کہ اس عورت کے پاس بھی کوئی چیز باقی نہ رہی اور ایک دن ہوا کہ یہ دونوں ہی بھوکے تھے یہ عورت گئی اور ایک دو کہ پنبہ نخ سے (ریسمان کاتی ہوئی) اسے دیا اور اس کہا کہ سوائے اس چیز کے اب میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے اس کو لے جاؤ اور بیچ دو اور کوئی چیز خرید لاؤ تاکہ ہم اسے کھا لیں یہ مرد دو کہ نخ (ریسمان کاتی ہوئی) لے کر بازار کی طرف گیا تاکہ اسے بیچے اس نے دیکھا کہ بازار میں تعطیل ہے اور وہ بند ہے اور خرید و فروخت کرنے والے وہاں سے جا چکے ہیں اس نے خود خیال کیا کہ دریا کے کنارے جاتا ہوں اور وہاں پانی سے وضو کروں گا اور اس سے کچھ پانی سر اور اپنے منہ پر ڈالوں گا اور واپس آ جاؤں گا اسی فکر میں وہ دریا کے کنارے پر آیا۔ اور اس جگہ پر اس نے مچھلی پکڑنے

والوں کو دیکھا (اس سے پہلے کہ عابد اس جگہ پر آتا) اس نے اپنا جال دریا میں ڈال دیا تھا اور ایک مچھلی پکڑی تھی اور سوائے اس کے ایک گندی مچھلی کے اور کچھ نہ تھا کہ چند روز ہو چکے تھے کہ وہ وہاں پر تھا اور سخت اور گندی ہوگئی تھی عابد نے اس سے کہا یہ مچھلی میرے ہاتھوں بیچ دو اور میں اس کے بدلے میں یہ ریسماں کاتی ہوئی میں تمہیں دیتا ہوں تا کہ تم اپنے جال کے لیے اس سے استفادہ کرو ماہی گیر نے اسے قبول کرلیا اور عابد نے مچھلی لے لی اور ریسماں کاتی ہوئی اس کو دے دی اور مچھلی کو اپنے گھر لے کر آ گیا اور یہ واقعہ اپنی عورت سے بیان کیا اس عورت نے اس مچھلی کو پکڑا تا کہ اسے صاف کرے اور جب اس کے شکم کو چیرا تو قیمتی در اس کے شکم میں پایا اس نے اپنے شوہر کو اس کی اطلاع دی اور اس در کے متعلق اسے بتایا دکھایا عابد اس (موتی) کو اٹھا کر اور بازار میں لے آیا اور اسے بیس ہزار درہم میں فروخت کردیا۔ اور اپنے گھر واپس گیا اور ان پیسوں کو اپنے گھر رکھ دیا اس وقت ایک سائل اس کے گھر کے دروازے پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا اے اھل خانہ خدا تم پر رحم کرے اس مسکین بے نوا کو صدقہ دے دو عابد مرد نے سائل سے کہا گھر کے اندر آجاؤ سائل گھر کے اندر داخل ہو گیا عابد نے اس سے کہا کہ ایک ان دو تھیلیوں میں سے (کہ ہر ایک میں دس ہزار درہم اس میں تھے) اٹھا لو سائل نے ایک کو اٹھا لیا اور چلا گیا اس کی عورت نے کہا، سبحان اللہ، ابھی ابھی ہم پیسے والے ہوئے ہیں اور ہم سے آدھی دولت مندی چلی گئی ہے زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ایک سائل واپس آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا مرد عابد نے کہا تشریف لے آیئے سائل داخل ہوا اور اس نے تھیلی کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اور کہا کہ کھاؤ (اور اس سے فائدہ حاصل کرو) نوش کرو اور تمہیں مبارک ہو کہ بے شک میں ایک فرشتہ ہوں تمہارے پروردگار کے فرشتوں میں سے اور تیرے پروردگار نے چاہا تا کہ وہ تمہیں آزمائے اور تو میں نے اس مرد کو شکر گزار پایا (یہ بات کہی) اور اس عابد کے پاس سے چلا گیا۔

**امیر المؤمنینؑ کا ایک خطبہ!......** (586)(339) محمد بن حسین نے اپنے اجداد سے نقل کیا کہ امیر المؤمنینؑ نے یہ خطبہ بیان کیا اور دوسروں نے دوسری اسناد کے ساتھ ذکر کیا کہ اس خطبہ کو ذی قار (جو مابین کوفہ و واسط میں ہے) بیان کیا حمد و ثناء پروردگار کے بعد فرمایا؛ اما بعد بے شک خدا نے محمد کو حق کے ساتھ معبوث کیا تا کہ وہ اپنے بندوں کو جو دوسرے بندوں کی پرستش کرتے ہیں ان کو اپنی عبادت کرنے کی طرف پلٹا لائے اور اس کے بندوں کے ساتھ کیے گئے عہدوں کو اپنے عہدوں میں لے آئے لوگوں کی فرمانبرداری سے ان کو اپنی فرمانبرداری میں لے آئے لوگوں کی سرپرستی سے نکال کر اپنی سرپرستی میں لے آئے اور اس پیغمبر ﷺ کو خوشخبری سنانے والا خوف دلانے والا ڈرانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اس کے اذن سے اور چراغ تاباں قرار دیا؛ آغاز سے انجام تک (اور بعثت آنحضرتؐ) برقرار رکھنے کے لیے عذا فرمانبرداری کے لیے) اور ڈرو خوف (نافرمانوں کے لیے) تھا اسے احکام کے ساتھ (معبوث کیا) اس نے بہتر

بیان کیے اور بہتر اس کے قائم کرنے کے لیے وضاحت کی اور فرقان (جدا کرنے والا حق و باطل کو) کہ اسے (نظر نزول میں) الگ الگ نازل کیا (تاکہ اسے بہتر سمجھا جائے) اور قرآن جو کہ تمام خصوصیات اس کی محکم متشابہ سے ہیں تمام کو) بہتر بیان کیا تاکہ خدا کے بندے اپنے پروردگار کو جس کی معرفت اور اس کے حق کو نہیں جانتے پہچان لیں اور اس خدا کے کہ جس کے وہ منکر ہیں اعتراف کریں انکار کے بعد اس کو ثابت کریں اور خدا نے اپنی کتاب میں ان پر تجلی کی ہے اس کے بغیر کہ وہ اسے آنکھوں سے دیکھ سکیں اپنی بردباری کو اس سے کیا؛ کیسے بردبار ہے اور اپنی گزشت کو ان کو نشانیاں دیں کہ وہ کیسے گزرا ہے اور اس کی قدرت کی ان پہچان کروائی اپنی سطح سے ان کو خوف دلایا اور ان کو سمجھایا کیسے آیات و نشانیں توحید کی پیداوار ہیں اور کیسے نابود ہونے والوں نافرمانوں کو اپنے شکنجہ سے نابود کیا ہے اور دور ہونے والے اور اس سخت سزا کو دور کیا ہے اور کیا اپنے بندوں کو روزی دی ہے اور راہنمائی کی ہے اور عطا بخشی ہے اور اپنے حکم کی ان کو پہچان کروائی ہے کہ کیسے (ہر چیز میں ناقہ ہے اور کیسے (ان کے بعد) صبر کیا یہاں تک کہ ناھنجار بات نادان بندوں کی اور مفسد جو ھوں اپنوں کی سنی ہے اور (ان کے کردار اور طریقہ کو) دیکھو پس خدا نے محمد ﷺ کو اس وجہ سے معبوث کیا لیکن جانتے ہو کہ جلد ہی میرے بعد تم پر ایک زمانہ آئے گا۔ کہ اس زمانہ میں کوئی چیز پوشیدہ حق سے اور زیادہ ظاہر باطل سے اور خدا پر جھوٹا باندھنے سے زیادہ اور اس کے رسول کے لیے نہ ہوگا اور لوگوں کے نزدیک وہ زمانہ بے قیمت ترین متاع کتاب خدا ہوگا اس صورت میں اس طرح کہ چاہیے اور شاید پڑھا جائے (اور اسی قسم سے کہ جو خدا کو منظور ہے تفسیر ہوگا) اور ہرگز متاع بھی مشتری سے زیادہ اور گراں قیمت تر اسی کتاب خدا سے نہیں ہے اس صورت میں کہ اس کی آیات اس کے اپنے مقام سے تحریف اور تغیر پا جائیں گے (اور دنیا کے فائدہ کے لیے اور حکمرانوں سے میل ملاپ رکھنے کے لیے ناحق تفسیر کریں گے)۔ اور لوگوں کے درمیان اور شہروں کے درمیان اس زمانہ میں کوئی چیز معروف ہونے (اور کار خیر سے) زیادہ مورد نفرت و انکار ہوگی اور کوئی چیز بھی منکر سے (اور برے کام سے) زیادہ پسند نہ ہوگی اس زمانہ میں ہرگز عمل ہرزہ بدتر اور ہرگز سزا جان فرسا سے راستہ پانا گمراہی کے وقت یا گمراہوں کی نظر میں اس زمانہ میں) نہ ہوگی کیونکہ خود قرآن جاننے والوں نے قرآن پیچھے پھینک دیا ہے اور اس کے حافظ اس کو بھول جائیں گے یہاں تک کہ ان کی نفسانی خواہشات اس کے بعد کھل جائیں گی اور اس طریقہ کار کو (پشت در پشت) اپنے باپوں سے وراثت میں لیں گے اور جھوٹ و تکذیب سے تحریف و تفسیر قرآن میں ہاتھ ماریں گے اور اسے نا (چھوڑی) قیمت میں فروخت کریں گے اور اس سے بے رغبت ہوں گے اس زمانہ میں قرآن اور اس کے اھل مطرود اور راندہ اجتماع ہوں گے اور یہ دونوں رفیقین ایک راستہ والے ہوں گے کہ ان کو کوئی پناہ نہ دے گا وہ کیسے رفیق و وفادار اور پسندیدہ ہیں اور خوش بخت ہیں یہ دو قسم کے آدمی اور وہ کچھ کہ وہ اس کی خاطر عمل کرتے والے ہیں اس زمانہ میں قرآن اور اس کے اہل (بظاہر) لوگوں کے درمیان ہوں گے اور (باطن) میں ان کے ساتھ نہ ہوں گے اور ان کے ساتھ

بھی (موافق) نہیں ہیں۔ اور ان کے ساتھ نہیں ہیں یہ لوگوں کی جدائی میں (اور دوری حق اور حق پرستوں سے) ان کے پاس آئیں گے (اور جمع ہوں گے) اور (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جائیں گے (اور ہر ایک راستہ چلے گا اور اپنے لیے مرام کی بنیاد رکھے گا) اور سرپرستی ان لوگوں کے کاموں کی اور ان کے دین کی جو وہ لوگ رکھے ہوں گے کرے گا کہ مکر و برے کام اور رشوت اور آدم کشتی (قتل) ان کے درمیان یہ طریقہ استعمال کریں گے گویا کہ وہ خود اپنے آپ کو پیشوا اور رہبر قرآن جانیں گے اس صورت میں قرآن ان کا رہبر اور پیشوا نہ ہو گا حق (اور حقیقت) سے اور ان کے درمیان سوائے نام کے نہ رہے گا اور سوائے خط اور تحریر کے ان کے درمیان باقی نہ ہو گا وہ شخص ایسا ہے کہ: جس نے قرآن کی آواز حکمت کو کانوں سے سنا ہو گا اسی کی پیروی سے (دین اسلام) میں آئے گا لیکن ابھی تک اس مجلس سے نہ اٹھا ہو گا کہ دین (اور قرآن کی پیروی) کو چھوڑ کر چلا جائے گا اور دین و روش بادشاہ سے دوسرے بادشاہ کے آئین میں آ جائے گا (اور خلاصہ اس کا دین حکمرانوں اور بادشاہوں کی رائے کے تابع ہو گا) اور ایک بادشاہ کی سرپرستی سے نکل کر دوسرے بادشاہ کی سرپرستی میں آجائے گا اور ایک حکمران کی پیروی سے دوسرے حکمران کی پیروی میں آجائے گا اور عہد سلطان کے ماتحت سے دوسرے عہد سلطان میں ہو جائے گا اور بتدریج اس جگہ سے کہ جس کی وہ خود خبر نہیں رکھتا خدا ان کو آرزو اور امید کے ذریعہ سے (متاع پست دنیا کو اور دل کے میلان سے جو کچھ دنیاداروں کے پاس ہے) اسے ختم کرنے میں لائے گا اور بے شک عذاب خدا بہت زیادہ محکم اور سخت ہے یہاں تک کہ اس مقام پر گناہ و نافرمانی کرے گا اور جو ستم سے دینداری کرے گا (یا معتاد ہو جائے گا) اس صورت میں قرآن کریم جور و ستم سے کسی طرح سے بھی نہ گزرے گا (اور نہ دیکھنے والا نہ ہو گا) گمراہ سرگردان ہیں کہ بغیر دین خدا کے دین داری کرتے ہیں اور غیر خدا کے لیے تعظیم کرتے اور اس کے آگے سر جھکاتے ہیں ان کی مسجدیں اس زمانہ میں گمراہی سے آباد اور ہدایت سے ویران ہوں گی حق اور ہدایت ان میں دگرگوں ہو جائے گی قاریاں قرآن اور مساجد کو آباد کرنے والے اس زمانہ میں سب سے زیادہ ناامید خلق سے اور پیدا کرنے والے سے ہوں گے (کیونکہ نہ دنیا کی آبادی رکھتے ہیں اور نہ آخرت پر محکم ایمان) گمراہ ان ہی کو سرچشمہ سمجھیں گے اور ان ہی کی طرف پلٹیں گے اور اس وجہ سے ان کی مساجد میں حاضر ہوں اور ان کی طرف کفر خدا کی قسم بڑا ہے مگر وہ شخص کہ جو ان کی مسجدوں کی طرف جائے اور ان کی گمراہی کو دیکھے اور اس کے نتیجہ میں رفتار و کردار سے اپنے کو درست کرے اور ان کی مسجدیں ہدایت سے ویران اور گمراہی سے آباد ہیں خدا کی سنت دگرگوں ہو گی اور اس کے حدود مقررات مورد تجاوز ہو جائیں گے اور ہدایت کی دعوت نہ کریں گے اور غنائم کو اس کے اھل پر تقسیم نہ کریں گے اور عہد و پیمان کی وفا نہ کریں اپنے قتلوں کو ان کے دین سے (اور دستور اس طرح کے ناحق حکمرانوں سے) جو جنگوں میں قتل ہوں گے (ناجائز) شہید کہیں گے افترا اور انکار سے خدا کے نزدیک جانیں گے جہل و نادانی کے سبب علم سے بے نیاز ہوں گے اور یہ (اس کے بعد اس طرح کی ناقابل رفتار

اپنے گزشتہ باپوں کی اقتدا میں کریں گے ) ان سے پہلے نیک لوگ اور لائق لوگوں کو؛ ( مانند عمارؓ وابوذرؓ ومقدادؓ ) جن کو مختلف قسموں سے تکالیف دے چکے ہیں اور ان کی سچی باتوں کو خدا پر افترا کا نام دیتے ہیں اور ان کے نیک کام کو برا جانتے ہیں اور بے شک خدا نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہاری ہی جنس سے تمہارے لیے بھیجا ہے کہ تمہاری تکلیف اس پر گراں ہے اور تمہاری خوشی کا خواہش منداور حریص ہے مؤمنین کی نسبت مہربان اور رحیم ہے وہ کتاب اس پر نازل کی گئی ہے کہ باطل اس میں داخل نہیں ہوسکتا نہ اس کے آگے سے اور نہ ہی اس کے پیچھے سے یہ نازل کی گئی خدا حکیم اور حمید کی طرف سے قرآن عربی ہے اس میں کوئی کجی نہیں ہے یہ اسے خوف دلاتا ہے۔ جو کوئی بھی زندہ ( اور زندہ دل ) ہوگا اور عذاب کا حکم کافروں پر مسلم کرتا ہے پس اپنی آرزوؤں کے لیے سرگرم نہ بناؤ اور اپنی عمروں کو لمبا نہ جانو ( کہ توبہ اور عمل خیر اپنے ہاتھوں سے کرو ) کیونکہ لمبی آرزوئیں اور سروں پر رکھنے میں تمہاری عمروں پر ( موت نے آنا ) ہے کہ اس نے تم سے پہلے والے لوگوں کو نابود کردیا اور ہلاک کردیا ہے یہاں تک کہ موت ان تک آگئی یہی موت عذر خواہی اور پوزش اس وقت قبول نہیں ہوتی نہ ہوگی ۔اور توبہ اس وقت اٹھالی گئی ہوتی ہے اور اس کے آنے سے مصیبتیں مارنے والے اور شکنجہ کرنے والا آجاتا ہے اور خدا نے اپنے وعدہ کو تم تک پہنچادیا ہے اور اس بات کی تمہارے لیے وضاحت کردی ہے اور سنت وروشن دین اور آئین کو تم تک پہنچا دیا ہے اور راستوں کو تمہارے لیے واضح کردیا ہے تا کہ تمہارے عذر کو برطرف کردے اور ذکر ( اور یاد خدا کرنا تمام جگہ پر ) اس کی تمہیں تشویش کردی ہے اور اسے نجات اور فلاح کی راہنمائی کردی ہے ۔اور بے شک جو کوئی بھی خدا کی نصیحت کو قبول کرے اور خدا کی بات کو اپنے لیے دلیل قرار دے گا تو خدا بھی اس کو صحیح ترین راستہ کی راہنمائی کرے گا اور راہ صواب و ہدایت اس کے موافق اور ثابت کرے گا اور نیک کاموں کے لیے آمادہ اور مہیا کردے گا کیونکہ پناہ دینے والے ( گمراہی سے ) خدا کی امان میں ہوگا اور ( اغوا ہونے سے ) محفوظ ہوگا اور خدا کا دشمن خوف زدہ اور مغرور ( دنیا اور زر اور زیور سے کا ) ہے پس خدا سے ( اس کے عذاب سے ) خود کو بچاؤ ( اور اپنی حفاظت کرو ) اس کے بہت زیادہ ذکر کرنے کے ذریعہ سے اور اس سے تقویٰ اور پرہیزگاری کے ذریعہ سے ڈرتے رہو اور اس کی بارگاہ میں تقرب اس کی فرمانبرداری اور اس کی اطاعت کے ذریعہ سے طلب کرو کیونکہ وہ ( اپنے بندوں سے ) نزدیک اور قبول کرنے والا ہے اور خدا فرماتا ہے ﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴾ اور جب میرے بندے تم سے میری بات سوال کریں تو ( کہہ دو ) میں ان سے قریب ہوں ( خاص ) دعا کرنے والے کی دعا کا جس وقت ( بھی ) وہ مجھ سے دعا کرے قبول کرلیتا ہوں پس ان لوگوں کو لازم ہے کہ وہ احکام قبول کرلیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ راہ راست پالیں ( سورہ بقرہ آیت 186 ) پس خدا کو قبول کرو اور اس کے مومن بن

جاؤ اور خدا کو بزرگ شمار کرو اس شخص کے لیے کہ جو بزرگ شمار کرتا ہے اور اس طرح خدا کو پہچانتا ہے تو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ خود کو بڑا شمار کرے اور بلندی اس شخص کی ہے جو عظمت خدا کو جانتا ہے کہ وہ کیا ہے یہی ہے کہ اس کے لیے فروتنی کی جائے اور اس شخص کی عزت ہے کہ خدا کے جلال کو جانتا ہے کہ کیا ہے یہی ہے کہ؛ اپنے آپ کو اس کے سامنے خوار اور زبوں جانے اور سلامتی اور تندرستی اس شخص کی ہے جو جانتا ہے کہ قدرت خدا کیا ہے یہی ہے کہ اس کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کیے رکھے اس کے بعد اس معنی کو جان لو اور اپنے آپ کو گم نہ کرو (اور معایب اپنے کو نادیدہ نہ کرو) اور ہدایت کے بعد گمراہ نہ ہو حق کے بعد گریز نہ کرو اسی طرح اس شخص کی طرح کہ جو بیماری میں مبتلا ہونے سے سالم اور جرب سے گریز کرتا ہے اور تندرست آدمی دردمند آدمی سے فرار ہو جاتا ہے اور جان لو کہ تم رشد (یعنی راہ راست اور حق) کو نہیں پہچانتے ہو مگر اس کے بعد کہ تارک اور چھوڑ دینے والا اس کو پہچان لو (جیسا کہ مثال میں ہے کہ کہتے ہیں ادب کو بے ادبوں سے بھی حاصل کرو) اور کمزور ہے کہ جو عہد و پیمان شکن قرآن کا ہے اسے پہچانو اور کمزور جان لو کہ اس سے تمسک کرتا ہے مگر وہ کہ جو پاؤں کی پشت پا کرنے والے قرآن کو پہچان لو اور کمزور ہے کہ؛ قرآن کو اس طرح کہ چاہیے پڑھا جائے مگر وہ کہ جو تم سے تحریف کرنے والے والا ہے (اور اس میں تغیر کرتا ہے) اس کو پہچان لو اور گمراہ کو نہیں پہچان سکتے اس وقت تک کہ جب تک ہدایت کو نہ پہچان لو اور تقویٰ پرہیزگاری کو نہیں پہچان نہیں سکتے جب تک اس سے تجاوز کرنے والے (حق سے اور حدود خدا کے اس) کو نہ پہچان لو اور جب ان کو پہچان لو بدعتوں اور بولنے کی طاقت رکھنے والے کو بھی پہچانو اور خدا اور اس کے رسولؐ پر افترا کرنے والے کو اور تحریف (اور تفسیر آیات) قرآن کرنے والے کو بھی دیکھ لو گے اور دیکھتے ہو کہ خدا ہدایت پانے والوں کی کس طرح ہدایت کرتا ہے مبادا اور وہ شخص کہ جو (مصارف کتاب وسنت) کو نہیں جانتا تمہیں نادانی اور (گمراہی) میں گرا دے چونکہ بے شک وہ قرآن کے عالم کو نہیں جانتا کہ کون ہے سوائے اس شخص کے کہ جو اس کا طمع کرتا ہے اور جو اسے چکھے ہوئے ہے اور علم کے ذریعہ سے اس اپنی نادانی کو درنائی کی طرف اور اندھے پن کو بینائی کی طرف اور بہرے پن کو کھلے کانوں میں تبدیل کر لو اور اپنے نیک کاموں کو خدا کے نزدیک ثبت کرو۔ اور یہ برے کاموں کو محو اور نابود کر دیتا ہے اور مقام رضوان (اور خوشنودی) خدا کی طرف مائل ہو جاؤ پس علم قرآن کو فقط اس کے اھل سے ہی حاصل کرو کہ فقط یہی ہیں وہ نور کہ جس کے پرتو نور لیا جاتا ہے اور ان اماموں کی ہی تم اقتدا کرو اور یہ زندگی کا سرمایہ علم و دانش اور موت جہالت و نادانی سے بچانے کا وسیلہ ہیں اور یہ اس کے حکما ہیں (اور ان کی داوری) تم کو (کمال) علم اور ان کے دانش سے آگاہ کرتا ہے اور یہی ان کی خاموشی منطق (صواب) ان کی باخبر بناتی ہے اور ان کا ظاہر ان کے باطن کی دلیل ہے دین اور آئین سے مخالفت نہیں کرتے اور اختلاف بھی اس میں نہیں کرتے؛ اور یہی دین (یا قرآن) ان کے درمیان صادق گواہ ہے اور خاموش ہے گویا (بظاہر خاموش ہے لیکن اپنے اہل کے لیے بولتا ہے) پس یہ دو ہیں کہ جنہوں نے اپنے مقام و

عظمت جو وہ رکھتے ہیں خدا کا گواہ ہے جان لو کہ وہ حق کے ساتھ نازل ہوا اور سچی خبریں دینے والا ہے اور نہ حق کے ساتھ مخالفت رکھتا ہے اور نہ ہی اس میں اختلاف ہے سابقہ اس کا علم ازل خدا میں نیک ہے اور درست فیصلے خدا نے ان کے بارے میں صادر کیے ہوئے ہیں اور اسی میں عبرت ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے ہے پس جب بھی حق کی آواز تمہارے کانوں میں آجائے تو اسے اچھی طرح سمجھ لو۔ یعنی اس کو مورد عمل اور اپنے اعتقاد میں قرار دو نہ یہ کہ فقط نقل کرنے اور روایت کرنے کو اپنے ذہن کے حوالے کرنے کی ہو کیونکہ روایات کرنے والے اور کتاب خدا کے نقل کرنے والے بہت زیادہ ہیں لیکن رعایت کرنے والے اور عمل کرنے والے بہت کم ہیں

(587)(340) معروف بن خربود کہتے ہیں حضرت علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا وائے ہو اس کی ماں پر کہ جو فسق و نابکاری کی نظر سے وہ شخص ہو کہ جو جدال اور مجادلہ کرے (یعنی غیر مورد حق میں) وائے ہو اس کی ماں پر اور فجور اور ھزرہ میں آجائے اور متواتر مذاق کرے اور دشمنی کرے (یعنی اھل حق کے ساتھ) وائے ہو اس کی ماں پر جو گناہ کی نظر سے وہ شخص ہو کہ جو اپنی بات خدا کے علاوہ کے لیے بہت زیادہ کرتا ہو (اور خالص اس کے لیے نہ کرے) (کلمہ دیلمہ ویل امہ کا ہے جو وائے اس کی ماں پر ہو ترجمہ ہوا اس وجہ سے کہ لفظ ویل ماں کے ساتھ اضافہ ہوا اشعار میں یوں ہی ہے کیونکہ ماں ہی کسی شخص کے لیے سبب خطا اور سعادت کسی شخص کے لیے ہے)۔

**ابراہیمؑ کی خلت !......** (588)(341) نعیم قضاعی کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ایک روز ابراہیمؑ نے اپنی داڑھی میں ایک سفید بال دیکھا پس کہا تمام تعریفیں اس خدا کی ہیں جو عالمین کا پروردگار ہے کہ اس نے مجھے اس دن تک پہنچایا اور چشم زدن (آنکھ جھپکنے) تک میں نے اس کی نافرمانی نہیں کی۔

(589)(342) امام باقرؑ نے فرمایا کہ جب خدا نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا تو اس کی خوشخبری دی کہ اسے یہ مقام عطا کیا گیا ہے ملک الموت کو صورت شکل ایک جوان میں سفید چہرہ والا بنا کر اور دو لباس سفید اپنے بدن پر پہنے ہوئے تھے اس طرح خوبصورت تھے جیسے طراوت تھے) کہ گویا) جیسے کہ آپ کے سر سے تیل ٹپک رہا ہو اور یہ وہ وقت تھا جب ابراہیمؑ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور اس کے استقبال کے لیے گھر کے دروازے پر آئے اور ابراہیمؑ بڑے غیرت مند آدمی تھے اور وہ اس طرح تھے کہ جب کسی کام کے لیے گھر سے باہر جاتے تو گھر کے دروازے کو بند کر کے اور اسے تالا لگا کر جاتے تھے اور چابی اس کی اپنے ساتھ لے کر جاتے تھے اور جب واپس آتے تو اس کو کھول دیتے تھے جب وہ گھر آئے اور دروازے کو کھولا (تو ملک الموت کو اسی شکل میں) خوبصورت مرد کی شکل میں اپنے گھر میں دیکھا (اور ناراضگی) سے اس کی طرف ہاتھ کو بڑھایا اور کہا! اے خدا کے بندے تمہیں میرے گھر کے اندر کون لے آیا ہے تو اس نے کہا پروردگار ہی مجھے اس گھر

میں لے آیا ہے ابراہیمؑ نے کہا کہ پروردگار اس کا مجھ سے زیادہ حق دار ہے میرے گھر کا مجھ سے زیادہ حق رکھتا ہے (ابھی بتاؤ) کہ تم کون ہو تو جواب دیا میں ملک الموت ہوں ابراہیمؑ خوف زدہ ہو گئے کہا اس لیے آئے ہو کہ تم میری جان کو قبض کرو کہا نہیں لیکن خدا نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اپنا خلیل بنایا ہے تاکہ میں اسے اس کی خوشخبری دوں ابراہیمؑ نے (بے تابانہ) پوچھا وہ بندہ کون ہے تاکہ میں (اس کے حال سے) جب تک مجھے موت نہ آجائے اس کی خدمت کروں ملک الموت نے کہا؛ کہ وہ تم ہی ہو تو ابراہیمؑ سارہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ بے شک خدا نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے (فیضؒ کہتے ہیں شاید راز یہ ہو کہ ملک الموت مامور اس خوشخبری کے پہنچانے پر ہوئے ہوں یہ اس وجہ سے کہ وہ فرشتہ ہے کہ ملاقات پروردگار سے وحی وصول کرتا ہے اور یہ وصول کرنا اس سے متعلق ہے اور خوشخبری دینا مقام خلت کی اور دوستی دل سے اور مشتاق دوست کے دیدار کے لیے اور اپنے خلیل کا ہوا ہے) (اس وجہ سے یہی فرشتہ جو مامور تھا پروردگار کا ہے اس خوشخبری پر مامور ہوا ہے)

(590) (343) اسی حدیث 589 جو امام جعفر صادقؑ سے روایت کی گئی ہے اس تفاوت کے ساتھ کہ حضرت نے فرمایا جس وقت اس فرشتے نے کہا کہ پروردگار نے مجھے اس گھر میں پہنچایا ہے تو ابراہیمؑ جان گئے کہ وہ فرشتہ ملک الموت ہے اس سے پوچھا کہ کس وجہ سے آئے ہو تو کہا میں آیا ہوں تاکہ اس شخص کو کہ جس کو خدا نے اپنا خلیل بنایا ہے خوشخبری سنا دوں تو ابراہیمؑ نے پوچھا وہ مرد کون ہے فرشتے نے کہا اس سے تم کیا چاہتے ہو تو ابراہیمؑ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ جب تک میں زندہ رہوں اس کی خدمت کروں گا تو فرشتے نے کہا تم ہی ہو۔

**ابراہیمؑ خلیل کی دعا!......** (591) (344) ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دن ابراہیمؑ (گھر سے نکل کر شہر گئے اور) شہر سے باہر چلے گئے اور ادھر ادھر گھومنے لگ گئے یہاں تک کہ وہ ایک دشت اور بیابان میں جا پہنچے تو وہاں پر اس شخص کو دیکھا جو نماز پڑھ رہا ہے اور اس کی آواز آسمان تک بلند ہے اور لباس اس کے جسم پر لپٹا ہوا ہے ابراہیمؑ کھڑے ہو گئے اور اس مرد کی حالت کو دیکھ کر بڑے متعجب ہوئے اور اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگے اور بیٹھ گئے اور جب دیکھا کہ اس کی نماز لمبی ہو گئی تو ابراہیمؑ نے اسے اپنے ہاتھ سے حرکت دی اور فرمایا مجھے تم سے کام ہے۔ اپنی نماز کو جلدی ختم کرو اس شخص نے اپنی نماز کو جلدی ختم کر دیا اور ابراہیمؑ اس کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تم کس لیے نماز پڑھتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ میں ابراہیمؑ کے خدا کے لیے نماز پڑھتا ہوں ابراہیمؑ نے پوچھا کہ ابراہیمؑ کا خدا کون ہے تو جواب دیا کہ جس نے تجھے اور مجھے پیدا کیا ابراہیمؑ نے فرمایا تیرا طریقہ (عبادت) مجھے بہت پسند آیا میں پسند کرتا ہوں کہ خدا کے راستہ میں تیرے ساتھ تیرا بھائی بن کر رہوں (ابھی بتاؤ) تیرا گھر کہاں ہے کہ جب بھی میں

تیری زیارت کرنا چاہوں اور تجھے ملنے کے لیے آیا کروں اس مرد نے کہا میرا گھر اس پانی کے اوپر ہے اور ہاتھ سے دریا کی طرف اشارہ کیا؛ اور پھر میری نماز کی جگہ یہی ہے کہ جب مجھے ملنا چاہو تو اسی جگہ پر آجانا انشاءاللہ پھر اپنی بات کو دوہرایا ابراہیمؑ سے کہا کیا تم کوئی حاجت رکھتے ہو ابراہیمؑ نے کہا ہاں اس نے کہا حاجت کیا ہے ابراہیمؑ نے فرمایا تم دعا کرو میں آمین کہتا ہوں اس مرد نے کہا دعا خدا کی بارگاہ میں کروں ابراہیمؑ نے فرمایا کہ گناہگار مومنین کے لیے تم دعا کرو اس مرد نے کہا نہیں ابراہیمؑ نے فرمایا کیوں تو اس مرد نے جواب دیا کہ مجھے تین سال ہوگئے ہیں کہ میں ایک دعا اپنے پروردگار کے سامنے کرتا ہوں اور اب یہ وقت ہوگیا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی ہے ابراہیمؑ نے پوچھا کہ تم نے کیا دعا کی تھی اس مرد نے کہا؛ ایک دن میں اسی جگہ پر نماز پڑھ رہا تھا تو ایک بیٹا خوبصورت اور روشن نظر یہاں دیکھا تھا کہ نور اس کی پیشانی سے ظاہر ہوتا تھا اور روشن تھا اور خوبصورت بال تھے جو اس کی پشت کے پیچھے تھے اور وہ ایک گلہ گائے کا چرا رہا تھا جن پر گا تیل ملا ہوا تھا اور ایک گوسفندوں کا گلہ بھی اس کے پاس تھا ان کا چمڑا بڑا خوبصورت اور گوشت سے بہ موٹے تھے اور اس جوان کی اس حالت سے بڑا متعجب ہوا اور اس سے پوچھا کہ یہ گائے اور گوسفند کس کے ہیں۔ تو اس نے جواب دیا میں اسمٰعیل ہوں اس ابراہیمؑ کا بیٹا جو خلیل الرحمان ہے میں نے اس دن خدا کی بارگاہ میں دعا کی اور اس سے درخواست کی کہ جو مجھے اپنے خلیل تک پہنچا؛ ابراہیمؑ نے فرمایا وہی ابراہیم خلیل الرحمان ہوں اور وہ میرا بیٹا ہی تھا اس مرد نے اس وقت (کہ جب ابراہیمؑ کو پہچانا) کہا حمد اس خدا کی کہ جس نے میری دعا قبول کی پھر (اٹھا) اور دونوں طرف چہرے ابراہیمؑ کا بوسہ لیا اور اسے آغوش میں لے لیا پھر کہا ابھی اٹھو اور دعا کرو۔ تا کہ میں تیری طرف دعا پر آمین کہوں تو ابراہیمؑ نے اس دن ایمان دار مردوں اور عورتوں اور گناہگاروں کے لیے دعا کی کہ خدایا ان کو معاف کر دے اور ان کو خوشنودی کر دے اور اس مرد نے بھی فرمایا اور دعائے ابراہیمؑ مومنین گناہ گاروں اور ہمارے شیعوں کے لیے روز قیامت تک کے لیے تھی۔

(592)(345) علی بن محمد حدیث مرفوع میں کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کا اس طرح طریقہ تھا کہ جب آیت کو پڑھتے ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ اور اگر تم اپنے رب کی نعمتوں کا شمار کرو گے تو اسے پورا گن نہ سکو گے (سورہ نحل آیت 18) تو فرماتے تو پاک ہے وہ ذات کہ جس کسی شخص کو بھی ان نعمتوں کی معرفت نہیں دی ہے سوائے اس کے کہ اس معرفت کو بھی ان کو عطا کیا جو اس کی نعمتوں کی معرفت میں ہوئے ہیں اور مقر ہیں جیسا کہ کسی شخص کو اپنی معرفت کے ادارہ کو اس کے اندازہ سے پہلے نہ دی کہ وہ اس کو درک نہیں کر سکتا اور خدا نے یہی معرفت عارفوں کو ان کی درماندگی میں اور تحقیر شکر گزاری کی قدردانی کی ہے اور یہی معرفت باقی رہنے والوں کو جو اس کے لیے شکر گزاری کرتے ہیں حساب میں لاتا ہے (اور جزا شکر کرنے والوں کی ان کو دیتا ہے) جیسا کہ جانا کہ عالمین کو وہ ادراک

کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اسی طرح اس کو بھی ان کے ایمان میں رکھا اور اسی میں جانا (اور مؤمنین کو جزا اس کی بھی مرحمت فرمائے گا) اور یہ اس وجہ سے ہے کہ بہتر جانتے ہیں طاقت ور اور وسعت بندوں کی محدود ہے اور اس کے اندازے تک نہیں جاسکتے کیوں کہ ہرگز کوئی ایک بھی اس کی پیدا کردہ مخلوق سے ایسا نہیں ہے جو اس کے حق عبادت تک پہنچ سکے اور کس طرح وہ طاقت رکھتے ہیں کہ حق عبادت کو اور اس کی عبادت تک کوئی پہنچے جو کوئی حد اور کیفیت اور چگونگی نہیں رکھتا خدا اس سے بدتر ہے اور کیفیت سے برتری و بزرگی رکھتا ہے۔

## امام باقرؑ کی ایک پیش گوئی!

......(593)(346) جابر کہتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا تو بات درمیان میں حکومت وسلطنت بنی امیہ کی آ گئی تو امام باقرؑ نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی ہشام (بن الملک) کے برخلاف قیام نہ کرے گا سوائے اس کے کہ ہشام اس کو قتل کردے گا اور مدت حکومت ہشام کی آنحضرتؐ نے بیس سال بیان کی تو ہم بڑے بے تاب ہو گئے تو فرمایا تم کو کیا ہو گیا ہے جب بھی خدا کسی کی حکومت وسلطنت کو چاہتا ہے کہ قوم کی قدرت اور ملت کو درمیان سے ہٹا دے تو ایک فرشتہ کو (جو فلک پر موکل ہے) حکم دیتا ہے کہ فلک کی گردش کو تیز کرے اور اسی قدر کہ جس اندازہ سے اس نے چاہا کر دیتا ہے جابر کہتے ہیں میں نے اس بات کو زید (بن علیؑ سے کہ جو کوفہ میں ہشام کے خلاف قیام کیے تھے اور آخر کار اس کے ہاتھوں قتل ہو گئے ہیں) میں نے کہا میں خود ہی ہشام کے پاس موجود تھا کہ اس کے سامنے رسولؐ خدا کو دشنام دیا گیا اور وہ اس میں رکاوٹ نہ بنے اور اس حال کو بھی تبدیل نہ کیا اور خدا کی قسم اگر کوئی شخص (قیام کرنے کے لیے اس کے خلاف) نہ ہوگا سوائے میرے اور میرے بیٹے کے کہ ہم اس پر قیام کریں گے۔

(594)(347) معلیٰ بن خنیس کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں تھا کہ محمد بن عبداللہ (بن حسن کہ شرح اس کے حال کی حدیث کے آخر میں آئے گی) آنحضرتؑ کے پاس آیا سلام کیا اور چلا گیا امام جعفر صادقؑ نے اس کے حال کو دل میں لیا اور سخت پریشان ہوئے اور اشک آپؑ کی آنکھوں سے جاری ہو گئے میں نے آنحضرتؑ سے عرض کیا میں آپؑ کو دیکھتا ہوں کہ آپؑ نے یہ طریقہ اس سے استعمال کیا کہ اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں اس طرح دیکھا۔ فرمایا اس کے حال سے مجھ پر اس وقت رقت جاری ہو گئی جب اس کو کسی چیز سے نسبت دیتا ہوں کہ وہ اس کا حق نہیں ہے (یعنی اس کو مہدی موعود اور امر خلافت کے لائق جانو اس صورت میں کہ وہ نہیں ہے اور وہ اس کے قابل بھی نہیں ہے) اس کو میں نے کتاب علیؑ میں نہ ان خلفا امت سے اور نہ ان بادشاہوں سے پاتا ہوں اور اس کا نام زمرہ ان خلفا میں ثبت نہیں ہے (محمد بن عبداللہ کہ اس کا نام اس حدیث میں ذکر ہوا ہے فرزند عبداللہ بن حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ ہے جو منصور دوانیقی کے زمانہ میں (جو دوسرا خلیفہ عباسی تھا) قیام کیا اور اپنے آپ کو مہدی موعود جانا؛ اور قتل ہو گیا اور کلینی نے عبداللہ بن حسن کے آنے

کے واقعہ کو امام جعفر صادقؑ نے اپنے ساتھ ملانے کے لیے اپنے بیٹے محمد کی بیعت کرنے کے متعلق بیان کیا اسے اصول کافی میں نقل کیا ہے اس طرف رجوع کریں اس جگہ پر بھی امام جعفر صادقؑ نے صریح طور پر عبداللہ بن حسنؑ فرماتا ہے کہ لوگوں کا کام بیعت محمد کی کرنا نہ کہا اور وہ منصور کے ہاتھوں قتل ہو گیا اور اس کو نصیحت کی تھی کہ وہ اس پر قیام نہ کرے لیکن کمال تاسف سے عبداللہ بن حسنؑ نے آنحضرتؑ کی اس نصیحت کو قبول نہ کیا بلکہ آنحضرتؑ کی بات کو حسد کرنے پر محمول کیا اور آنحضرتؑ کی نسبت گستاخی کی اور آخرکار اسی طرح ہوا کہ جیسا امام نے فرمایا تھا)

(595)(348) علی بن ابراہیم نے حدیث مرفوع میں کہا کہ امام جعفر صادقؑ نے ایک شخص سے فرمایا، فَتَیٰ، (یعنی جوان) تمہارے نزدیک کون سا شخص ہے اس مرد نے جواب دیا جو تازہ جوان ہوا ہو امامؑ نے فرمایا نہیں، فَتَیٰ، یعنی مومن ہے کیونکہ اصحاب کہف بوڑھے مرد ہوئے تھے لیکن خدا نے ان کے ایمان رکھنے کی وجہ سے ان کو جوان کا نام دیا ہے (مراد امامؑ کی یہ ہے کہ جوان خدا کی نظر میں اور اس کے دین کی نظر میں وہ شخص ہے کہ جو جوانمرد ہو اور ایمان خدا پر رکھے ہو وہ جوانمرد ہوگا جیسا کہ اصحاب کہف اس طرح کے ہوئے ہیں)

**عرم والوں کا حال!......** (596)(349) سدیر کہتے ہیں کہ ایک شخص امام باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ خدا فرماتا ہے ﴿فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ﴾ پھر انہوں نے عرض کی کہ اے ہمارے رب تو ہماری (سفر کی) منزلوں کو دور کردے اس طرح انہوں نے اپنے ہی اوپر ظلم کیا (سورہ سبا آیت 19) فرمایا یہ وہ لوگ تھے کہ ان کی آبادیاں ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں اور متصل تھیں اس طرح کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے تھے جاری نہریں اور بہت زیادہ مال رکھتے تھے پس انہوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی اور خود کو دگرگوں بنادیا اور خدا نے سیل عرم (سیلاب سخت اور شدید) کو ان پر جاری کردیا کہ ان کی آبادیوں کو غرق کردیا اور ان کے گھروں کو ویران بنادیا اور ان کے اموال کو درمیان سے اٹھالیا، اور ان کے باغوں کو دوسرے باغوں سے بدل دیا جو سخت تلخ میوہ دار درخت گز سے تھے گرا اور تھوڑے سدر کی طرح تھے اور خدا نے ان کے بارے میں فرماتا ہے ﴿ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ﴾ ان کے کفران نعمت کے بدلے ہم نے ان کو یہ بدلہ دیا تھا اور کفران نعمت کرنے والوں کے سوا ایسی سزا ہم کسی اور کو تھوڑا ہی دیتے ہیں (سورہ سبا آیت 17)

(597)(350) احمد بن عمر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے اس شخص کے جواب میں کہ جس نے آنحضرتؑ سے کہا کہ تم رحمت کا خاندان ہو کہ خدا نے تمہیں اس سے مخصوص کیا ہے ہم اس طرح ہیں اور حمد خدا کی (اس نعمت پر) کہ ہم سے

کسی ایک کو بھی گمراہی میں نہیں ڈالا اور راہ راست سے الگ نہ کیا بے شک دنیا آخر کو نہ پہنچے گی یہاں تک کہ خدا ہمارے خاندان سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا کہ خدا کی کتاب پر عمل کرو اور تمہارے درمیان برے عمل نہیں دیکھتا سوائے اس کے کہ جو آگے بڑھ کر عمل کرتا ہے۔

کتاب روضہ کافی ختم ہوئی اور اصل کتاب کافی بھی یہاں ختم ہوگئی

اور حمد ہے اس خدا کی جو عالمین کا رب ہے اور محمدؐ اور اس کی آلؑ پر درود وسلام ہو جو ہمارے ہادی اور امامؑ ہیں شکر ہے اس خدا کا کہ جس نے مجھے یہ توفیق دی کہ میں نے اس کتاب کے ترجمہ کو مکمل کیا اور یہ 15 دسمبر 2005ء کو مکمل کیا اس کتاب سے استفادہ کرنے والے بندہ حقیر کو اپنی دعا میں فراموش نہ کریں گے میں خود اپنے اور اپنے ماں باپ کی مغفرت کے لیے خدا سے طلب گار ہوں کہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے، آمین ثم آمین

اس سے قبل ایک کتاب ترجمہ امالی شیخ صدوق مکتبہ الرضا کو دی گئی تھی جو انہوں نے شائع کی مگر پھر ایک دھوکہ سے ایک اور مترجم کے نام سے بنام مجالس صدوق شائع کی جو دھوکہ تھا اور یہ کتاب ان کے پاس چار سال تک پڑی رہی اور بمشکل واپس لی گئی آئندہ وہ میری کسی کتاب کی اشاعت نہیں کرسکتے اور میری کسی کتاب کے حقوق ان کے پاس نہیں ہیں اگر وہ شائع کریں گے تو ان کے خلاف قانونی کاروائی کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

الاحقر

شوکت حسین سندرالوی